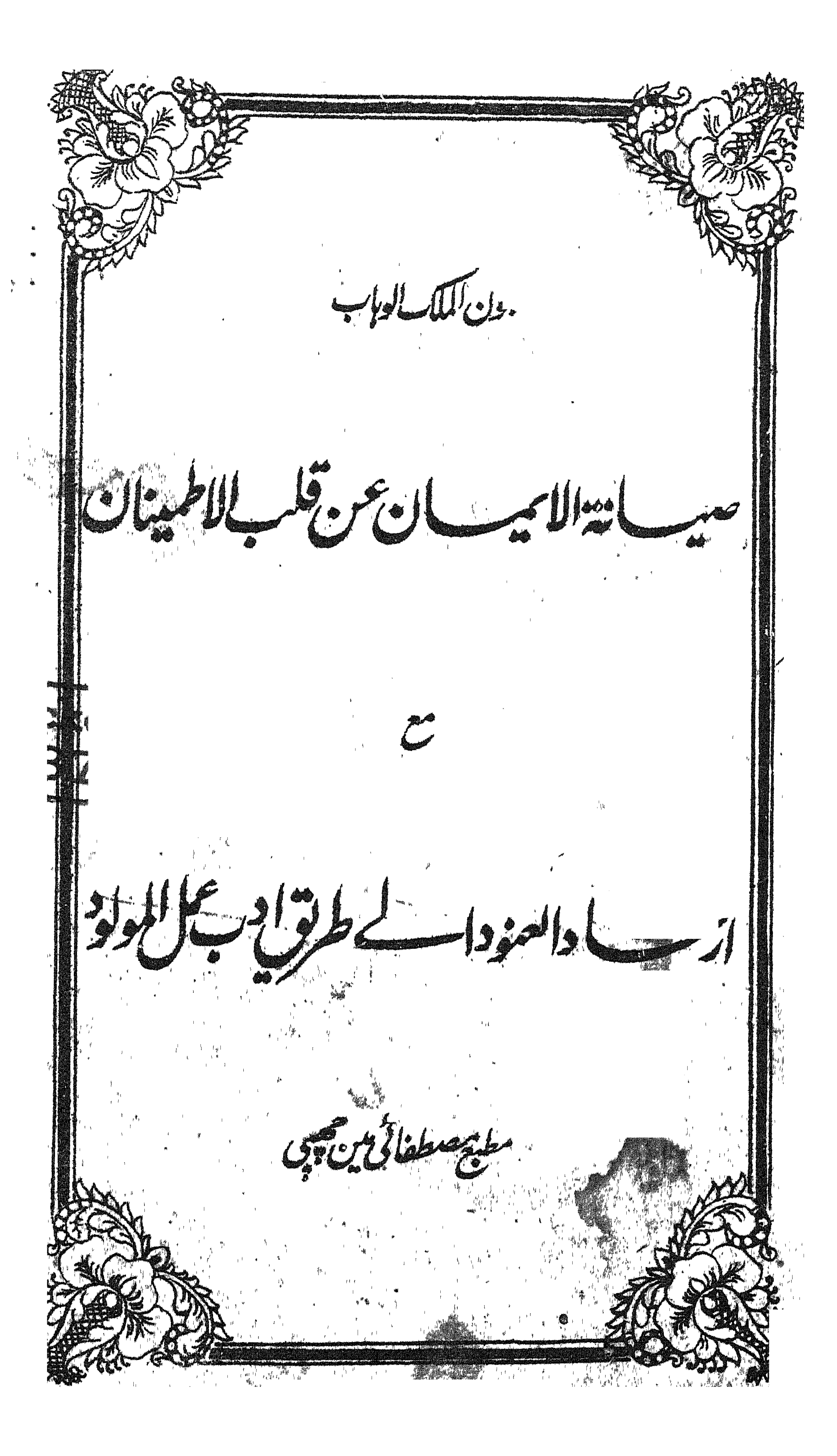


بعون الملک الوہاب

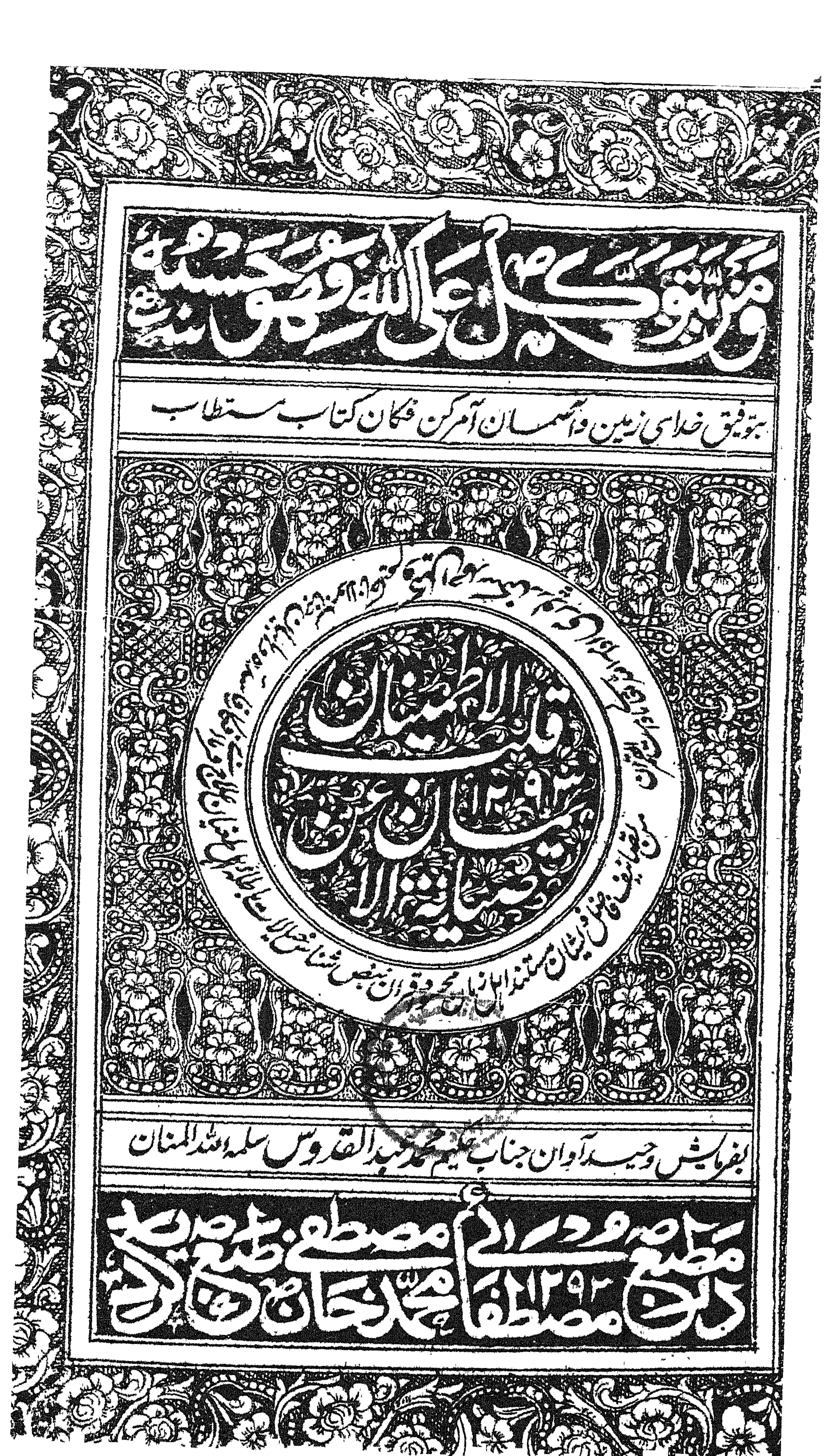
صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

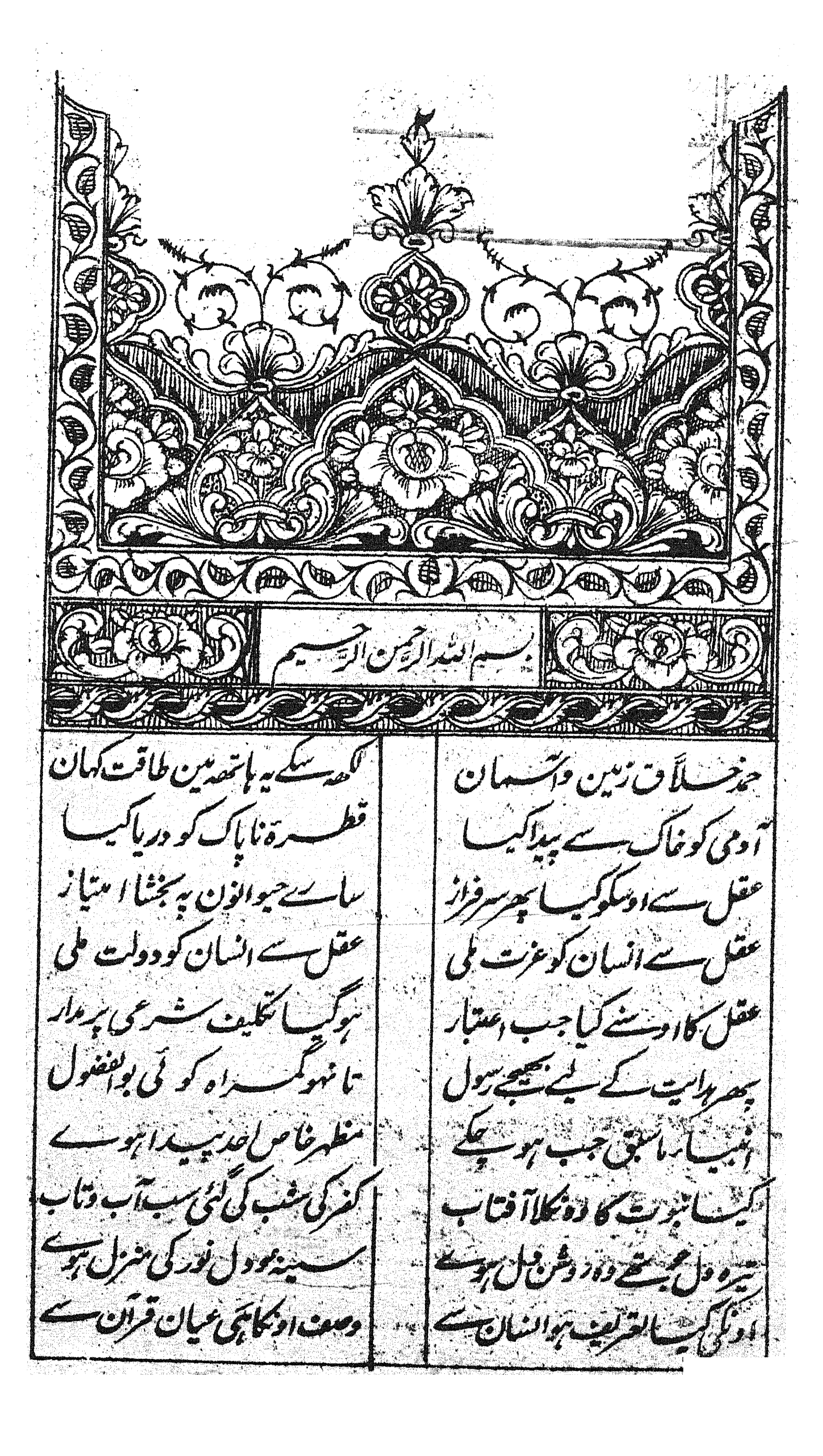
مع

ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود

مطبع مصطفائی مین چھپی

فہرست صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان


ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
بتوفیق خدای زمین و آسمان آمر کن مکان کتاب مستطاب
قلب الاطمینان
۱۲۹۳
بفرمایش وحید آوان جناب حکیم محمد عبد القدوس سلمه الله المنان
مطبع مصطفائی
۱۲۹۲
مصطفی محمد خان



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خلاق زمین و آسمان
لکھ سکے یہ ہاتھ مین طاقت کہان

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
قطرۂ ناپاک کو دریا کیا

عقل سے اوسکو کیا پھر سرفراز
سارے حیوانون پہ بخشا امتیاز

عقل سے انسان کو عزت ملی
عقل سے انسان کو دولت ملی

عقل کا اوسنے کیا جب اعتبار
ہوگیا تکلیف شرعی پر مدار

پھر ہدایت کے لیے بھیجے رسول
تا نہو گمراہ کوئی بوالفضول

انبیاء ما سبق جب ہو چکے
مظہر خاص احد پیدا ہوے

کیا نبوت کا وہ نکلا آفتاب
کفر کی شب کی گئی سب آب و تاب

تیرہ دل جو تھے وہ روشن دل ہوے
سینہ و دل نور کی منزل ہوے

اونکی کیا تعریف ہو انسان سے
وصف اونکا ہی عیان قرآن سے

لا محالہ ہین بشر دنیا و دین ۔ رحمت عالم شفیع المذنبین

آج دنیا مین وسیلہ آپ ہین ۔ کل جو عقبی مین وسیلہ آپ ہین

شان پاک اونکی جو ہی از بس رفیع ۔ کیون نہ وہ محشر مین ہون میرے شفیع

رحم میرے حال پر فرمائین گے ۔ سب گناہون کو مرے بخشائین گے

وہ شفاعت کے لیے ماذون ہین ۔ منکر ہین اس قول کے مجنون ہین

امتون کے آپ ہی ہین دادرس ۔ ہم گنہ گارون کے ہین فریادرس

آپ کا دامن ہمارا ہاتھہ ہی ۔ مقتدی کو مقتدا کا ساتھہ ہی

حقتعالی کے ہین وہ مقبول خاص ۔ دو نو عالم مین ہی اونکو اختصاص

اونکا عالم مین جو ہمسایہ نہ تھا ۔ جسم کا اونکے کہین سایہ نہ تھا

نور تھے وہ نور کے سایہ کہان ۔ جب یہ پایہ ہو تو ہمسایہ کہان

نور کا جو جسم ہو یون صاف و پاک ۔ ملکے مٹی مین وہ ہو کسطرح خاک

جب کیا خالق نے ختم المرسلین ۔ مثل اونکا خلق مین ممکن نہین

اسمین جو شک لاے وہ گمراہ ہی ۔ احمد مرسل کا وہ بدخواہ ہی

ختم ہی اونپر نبوت کی کتاب ۔ اب نہوویگا کبھی اونکا جواب

جو کہے ممکن ہی ایسا ہی رسول ۔ تم سمجھ لو اوسکو وہ ہی بوالفضول

ہین وہ محبوب خداے دوجہان ۔ مرتبے اونکے کہان اور ہم کہان

الغرض کیا وصف ہمسے ہو سکے ۔ بعد خالق کے ہین اونکے مرتبے

مرتبہ جنکا کہ ہو بعد از خدا ۔ اونکو وہابی کہین بھائی بڑا

چھوٹے بھائی بنتے ہین خود بے ادب ۔ یہ غضب ہی یہ غضب ہی یہ غضب

کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ۔ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

همسری با انبیا برداشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمے — هست فرقے درمیان بے انتہا
ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست — رہزن مردان شد و نامرد اوست
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آتش در همه آفاق زد
السلام ای مقتدای سروران — السلام اے خاتم پیغمبران
السلام ای باعث ایجاد خلق — السلام اے باعث بنیاد خلق
السلام ای جان جانان السلام — السلام اے مہربانان السلام
السلام ای دو جہان کے بادشاہ — السلام ای دادخواہون کے پناہ
آل اور اصحاب پر بھی ہو سلام — عن عبید عاجز خاطی ملام

امابعد مخفی نہ ہے کہ اس زمانہ پرشور مین بعض حضرات کا عجب حال ہے بیاس الناس علی دین ملوکہم کے حصن حصین اسلام مین رخنہ اندازی کا خیال ہے کسیکو آسمان و فرشتہ و شیطان و عذاب قبر وغیرہ کا انکار ہے امور اختراعیہ وہمیہ پر جن کا منشا انتزاع خارج مین پایا نہین جاتا حضرت کے مذہب کا مدار ہے جاکٹ پتلون پہن کر کھڑے پیشاب کرنے کا دستور ہے حاضری مین میز پر مروڑی مرغی کا ہونا اور کھانا ضروری ہے اگرچہ معاصرین آیات و احادیث کا ترجمہ بلکہ ہندی کی چندی کر کے بہت کچھ سمجھاتے ہین لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے کب باز آتے ہین ۔ع

کب کسی کی وہ بات مانے ہین — بھائی سید بھی کچھ دیوانے ہین

بعضون نے اونپر بھی حاشیہ چڑھایا انعقاد مجلس میلاد کو بدعت ٹھہرایا اس لحاظ سے کہ اودھر کوچہ و بازار مین مخلوق کی خالقیت و حادث کی قدم کا اظہار ہے منقصت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح اصرار ہے اور مومنین صادقین تقویت ایمان کے لیے

مجلس ٹھہراتے ہین اوسمین ذکر ولادت باسعادت وحلیہ حلیہ ورضاع ومحامد جمیلہ ومحاسن جلیلہ ومعجزات باہرات قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے ذکر کیے جاتے ہین جب یہ ذکر خلاف شرع بلکہ بدعت مذمومہ قرار پائیگا توکوئی شخص ایسے مجمع عام مین آپکی محامد لب پر نلائیگا رفتہ رفتہ اپنے دل کا مدعا بر آئیگا بعضے تقلید کے انکار پر اڑے ہین تخمین جال وہم رجال کے پردے آنکھون پر پڑے ہین آیات واحادیث کے ترجمے اور اوسکے اقسام تک معلوم نہین پر اپنے محدثی کا اظہار ہی ایمۂ اربعہ کی جہالت پر نہایت اصرار ہی کبھی مقلدین کو بدعتی ٹھہراتے ہین کبھی فرط عنایت سے مشرک کا کلمہ زبان پر لاتے ہین اس لیے کہ جب زمرۂ مقلدین بدعتی ومشرک قرار پائیگا تو یہ مجمع کہ فی زماننا یہی باقی اور محسوس اسکے ہین لامحالہ درہم وبرہم ہو جائیگا پھر جب بعد چند مدت اچھی طرح غفلت طاری ہوگی جو کلمہ پڑھایا جائے گا بلا تکلف سبکی زبان پر آجائے گا یہ نہ سمجھے کہ دنیا سرای فانی ہی دنیا کے لیے دین فروشی محض نادانی ہی ہ

کمر بکوشش دنیا مبند چون جاروب		کہ نیست حاصل روی زمین بجز خاک

چنانچہ اونھون نے رسالہ قلب لا اطمینان کہ قابلیت اخوند صاحب کی نام سے ظاہر ہی ہمارے ملاحظے مین درآیا ہمنے ازسرتاپا بجز تمویہات کے اوسمین کچھہ نہ پایا صاحب رسالہ نے اس مجلس کے مجوزین اور ایمۂ مقلدین کے سامنے کھڑے ہو کے کیا کیا تالیان بجائی ہین آپ بے نقط گالیان سنائی ہین مگر ہم اسکا بھی برا نہین مانتے ہ

دشنام بھیجکے وہ ترش ابرو ہزار دے		یان وہ نشا نہین جسے ترشی اتار دے

یہ نہ سمجھے کہ اکابر محدثین مجوزین مجلس میلاد ہین اونکے دلائل قویہ کے سامنے منکرین کے ابنیۂ حجج محض بے ثبات وبے بنیاد ہین ہ

بیس التکحل بالعینین کالکحل اور جمہور فضلاء عظام وجم غفیر علماء کرام تقلید فرماتے ہین باوصف ہمہ دانی سر استقلال نہین اوٹھاتے ہین ہ

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز — بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست

اس صورت مین ہمنے یہ مناسب سمجھا کہ قلب الاطمینان کا جواب باصواب لکھا جاوی اور نام اوسکا **صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان** رکھا جاوی اور اوسمین ملازمان حضرت کے تمام مغالطی مذکور ہون تا اہل سنت و جماعت کے قلوب سے شک اور شبہے دور ہون مگر حتی الوسع بابن لحاظ رہے کہ یادداشت مین صرف ہدایت و تنبیہ کیجاوی گالی کے عوض گالی نہ دیجاوی سے

گر ہجو نیست در سخن من عجب مدار — حیف آیدم کہ زہر در آب بقا کنم

اسپر بھی اگر کوئی کلمہ طبع نازک پر گران ہو تو ہم معترف بخطا و تقصیر وار ہین اور ملازمان حضرت بہر نوع مختار ہین بر نعم عوض وارد گلہ ندارد جو کچھ چاہیے اوسپر عتاب فرمائیے یا گالیان دیجیے مونہہ چڑھائیے

دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہی آپکی — رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین
دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق — ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ قلب الاطمینان اصل مین مولوی بشیر الدین قنوجی کے غائظ الکلام کا عصارہ ہی اور مولوی صاحب کا اپنی تصانیف مین عموما و غائظ الکلام مین خصوصا یہ التزام ہی کہ کبھی کتابون سے تھوڑی سی عبارت نقل کرتے ہین اور ماسبق یا مالحق کی عبارت جو خلاف مدعا ہوتی ہی اوسے چھوڑتے ہین کبھی کسی مطلب کو نقل کرتے ہین مگر اوسکا جواب یا اوسکی غلطی جو کسی عالم نے لکھی ہی اوس سے مطلق تعرض نہین کرتے کبھی جھوٹھہ موٹھہ کسی مضمون کا حوالہ کسی کتاب کیطرف کرتے ہین کبھی دیدہ و دانستہ کسی امر کا انکار کرتے ہین کبھی فرضی نام گھڑ کے اونکی طرف کسی تصنیف کی نسبت کرتے ہین کبھی غیر مستند کو مستند ٹھہراتے ہین کبھی اکابر محدثین کو خاطی بتاتے ہین کبھی اونکے قول کی تصدیق ہوتی ہی کبھی اونکے کلام کی تکذیب ہوتی ہی کبھی قرآن کے معنی من مانے کرتے ہین کبھی احادیث کے ایسے معنی گھڑتے ہین جو جمہور محدثین کے خلاف ہوتے ہین اور متن حدیث بھی اوسکی آبی ہوتی ہی پھر صاحب رسالہ اپنے حسن عقیدت اور بھونڈی تقلید کے بدولت اوس

کتاب کے ترجمے سے ایسے مغلطی کی دلدل مین پھنسے ہین کہ نکالے نہین نکلتے اگرچہ ہمنے بلحاظ اختصار کے ہر جگہ مغلطی پر تنبیہ نہین کی اور صاحب خائط الکلام کو اپنا مخاطب نہین بنایا لیکن ناظرین بابصر بناء فساد واصل مخاطب کو بخوبی پہچان سکتے ہین طرہ یہ ہی کہ صاحب رسالہ نے سوا اسکے اپنی آپچ سے جابجا ایسے لوگونکے کلام بطور استناد نقل کیے ہین جنھین عوام بھی زمرۂ خواص سے نہین سمجھتے اور اگر احیانا آیت یا حدیث لکھی ہی تو اوسمین کچھہ نہ کچھہ تحریف کی ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ کیا بے موقع استناد ہی مذکور کیا ہی اور آیت وحدیث کا کیا مفاد ہی حقانیت کی یہ کیفیت ہی کہ باوجودیکہ خود بدولت خواجہ احمد حسینی کے مرید ہین مولوی کرامت علی مرحوم کو ہدف سہام دشنام بنایا انکی نسبت متلون الکوائف خفیف الحرکات جاہل خام خیال غلط فہم نافہم نادان بے علم حسدی خبطی بر زبان تسبیح در دل گاؤخر ذرو ہمگو سرف پیچو دریده دہن ناخلف حریا بدکس بددیانت جعلیا مفسد جھوٹا دغاباز بدعتی رافضی دجال ارشاد فرمایا حالانکہ مولوی صاحب موصوف خلیفۂ خاص سید احمد صاحب بریلوی کے اور ہند مین معظمین نامی و علماء گرامی سے تھے ع

بزرگش نه خوانند اهل خرد
که نام بزرگان بزشتی برد

ع ہم کیا کہین تمسے یار کیسے تم ہو
تم آپ ہی جانتے ہو جیسے تم ہو
جاہل مفسد کبھی کسیکو نہ کہو
تا کوئی نہ یہ کہے کہ ایسے تم ہو

محاورہ دانی کا دماغ عرش برین پر جھولتا ہی مولویصاحب کی ایک ایک عبارت پر اٹکتے ہین اور خود قدم قدم پر ٹھوکرین کھاکر مونہہ کے بھل گرتے ہین ایک مقام پر اطمینان القلوب ہین جسکا جواب مرعوہی قلب الاطمینان ہی مولوی صاحب مرحوم نے لکھا ہی جناب نظام الدین اولیا وہان بطور جرح فی العبارۃ ارشاد ہوتا ہی کہ رکاکت اسکی ظاہر ہی کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نہ تھے ولی تھے اور دانستہ یہ نہ سمجھے کہ یہ ترکیب توصیفی مولویصاحب مرحوم کیطرف سے نہین ہی بلکہ حضرت شیخ نظام الدین خود معروف

شیخ نظام الدین ولیا تھے اور علمیت وجمعیت مین تضاد نہین سمجھ اگر بلحاظ اجتماع کمالات
کے اولیا لکھا تو کیا برا کیا یہان اعتبار حقیقت جمعیت وعلمیت بوجہ احسن ممکن ہی نجم الائمہ
محمد بن حسن استرآبادی شرح کافیہ مین فرماتے ہین فان قیل الیس بین الجمعیۃ والعلمیۃ تضاد کما
ذکر المصنف بعد تعدد الوصف والعلمیۃ والجواب انہما لیسا بمتضادین فیصح اعتبار حقیقۃ الجمعیۃ
مع العلمیۃ تسمی جماعۃ معینۃ من الرجال بکرام مثلا فیکون معناہ ہذہ الجماعۃ لہذا اللفظ فیکون
معنے الجمعیۃ باقیا مولانا عبد الرحمن جامی نفحات الانس مین فرماتے ہین شیخ نظام الدین
[illegible] دہلوی معروف بشیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ گوید کہ شخصے برائی کہ مبلغ کثیر دران
نوشتہ بود گم کردہ پیش نظام الدین اولیا آمد وقصہ گم شدن برات را عرض رسانید
واظہار عجز واضطراب کرد شیخ یکدرم بوی داد کہ این احلوا بخر وبروح شیخ فریدالدین بخشیان
بدہ چون آن شخص درم را بحلوا گر داد حلوا اگر قدری حلوا در کاغذ پیچیدہ بوی داد چون نیک نگاہ
کرد آن کاغذ گم شدہ وہی بود قول الجمیل مین ہی شم الخواجہ محمد باقی صحب خواجہ محمد امکنگی
صحب باہ مولانا محمد درویش صحب مولانا محمد زاہد صحب خواجہ عبید اللہ الاحرار
اور ظاہر ہی کہ حضرت عبید اللہ احرار نہ سکتے حر تھے فما ہو جوابکم فہو جوابنا ۵

بوے گل بھی تو نہ لائی تا قفس	چل ہوا ہو اے صبا دیکھا تجھے

اب چند فقرے خود حضرت کے بطور نموذج لکھے جاتے ہین پہلا فقرہ گویا حضرت
الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نکالتے کی جا پرتے ہین چاہیے دوسرا فقرہ
یک کتاب مسمی بتنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کر کے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار
دینار اسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا اسمین کیا کی جگہ کیے اور دیا کی جگہ دیے چاہیے تیسرا فقرہ
بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا اسمین مین کی جگہ سے چاہیے
چوتھا فقرہ اس سے بڑھکر عمل وقیام مین قباحت شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار
مین ہی جانا چاہیے کہ قیام بھی عمل ہی پانچوان فقرہ یون ارقام فرماتے ہین یہ مصدر

غلط ہی ارقام فرماتے ہین کی جگہ تحریر فرماتے ہین یا لکھتے ہین چاہیے چھٹا فقرہ اور باقی باتین قابل کہنے کے نہین ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے ساتوان فقرہ وہ مصنف مصنّف نامی مقبول ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے اٹھوان فقرہ اب ہدایہ وشرح وقایہ حواشی وشروح جو کتب دین ہی سب سے منکر ہوے اسمین جو کتب دینیہ سے ہین چاہیے نوان حرف متلون الکوائف کو آنف کی جگہ کیفیات چاہیے دسوان فقرہ کہ خود مولانا صاحب ممدوح کو حال زیادتی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر و معلوم ہوگئے لفظ حال مذکر ہی سکے کی جگہ کا اور ہوگئے کی جگہ ہوگیا چاہیے اور احتمال جمعیت کا خود باطل ہی کیونکہ زیادتی ایک حال ہی لہذا استعمال لفظ حال بلکہ لفظ احوال کا جو اوسکی جمع ہی ہر حال ہین بطور مفرد مستعمل ہی میرزیر صبا فرماتے ہین ~~شعر~~

اونکی رفتار سے دل کا عجب احوال ہوا	ہند گیا پس گیا مٹی ہوا پامال ہوا
غرض اسی پر تمام کتاب کو تصور فرمائیے	~~ع~~ لفظ جمیعنی ہین سب انشا غلط الملاغلط
قلب اطمینان ہی واللہ ستار یا غلط	اور ہمارا اسکے جواب مین التزام ہی کہ

کسی کتاب غیر معتبر سے کوئی قول نقل نہین کرتے مگر وہ کتاب کہ قائل اوسکا مخالفین کے نزدیک مسلم ہی مخالفین کی خطایای لفظیہ سے یکسر اعراض ہی اور انکے سرقات دیدہ و دانستہ اغماض ہی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل +

قال الحمد للہ الذی شرح صدورنا و یسر لنا امورنا والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی بشر المتبعین المتسنن باجر آتہ شہیدا و انذر المخالفین المبتدعین بوعید شدید و علی آلہ و اہلبیتہ الطیبین الطاہرین واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین اما بعد پس کہتا ہی محمد القاضی یودی حفظہ اللہ عن الشر المعنوی والصوری کہ محبت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مومن کو ضرور چاہیے **اقول** جاننا چاہیے کہ محبت کے لیے حد ورسوم متعددہ ہین حد جس سے حقیقت وکنہ محبت کی معلوم ہو میل النفس الی الموافق ہی اور اسکے لیے اسباب و علامات و ثمرات ہین کہ بلحاظ اونکے رسوم متعددہ ہوئین اور ظاہر ہی کہ سبب اسکا کبھی استلذاذ بادراک

حواس ظاہرہ ہوتا ہی اور کبھی استلذاذ بادراک حاسہ عقل وقلب کہ یہہ معانی باطنہ شریفہ ولطیفہ کو
ادراک کرتے ہین اور کبھی احسان وانعام اس تقدیر پر تعریف محبت کی یہہ ہوئی المیل
لسبب الصورۃ الجمیلۃ اولوجود احسان اوانعام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مین
یہہ سب اسباب بلاشبہہ متحقق ہین اسلیے کہ جمال صورت وکمال باطن وانعام عام آپ کا محل انکا
نہین پہر جب باسباب متذکرۂ بالا محبت آپکی قلب مین ٹھہری تو اوسکو علامات سے
سمجھ لین گے اور اسباب وعلامات مین بابہ الامتیاز لم وان ہی اس منشاء پر تعریف محبت کی
بعبارات مختلفہ یہہ ہی محو من القلب ماسوی المحبوب وغض طرف المحب عما سوی المحبوب
وسکر لا یصحو صاحبہ الا بمشاہدۃ محبوبہ ودوام الذکر للمحبوب وذکر المحبوب علی عدد الانفاس وایثار
المحبوب وغیرہ اور تفحص سے معلوم ہوتا ہی کہ عمدہ ترین علامات محبت سے اولاً اقتدار
واستعمال سنت واتباع اقوال وافعال وامتثال اوامر واجتناب نواہی وتادب باداب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاء قاضی عیاض مین ہی واولہا الاقتدار بہ واستعمال
سننہ واتباع اقوالہ وافعالہ وامتثال اوامرہ واجتناب نواہیہ والتادب بادابہ فی
عسرہ ویسرہ ومنشطہ ومکرہہ مگر تم لوگون کو اقتدا واستعمال سنت کا کب خیال
ہی یہان تو علانیہ سنت بدعت مذمومہ ٹھہرائی جاتی ہی ؎

ہر غنچہ لب سے عشق کا اظہار ہی غلط	اس مبحث صحیح کی تکرار ہی غلط
کرتے ہوے مجسے راز کی باتین تم اسطرح	گویا کہ قول محرم اسرار ہی غلط

ثانیاً کثرت ذکر ہی شفاء قاضی عیاض مین ہی ومن علامات محبۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کثرۃ ذکرہ لہ فمن احب شیئاً اکثر ذکرہ محبین کی یہہ پہچان ہی کہ وہ ہمیشہ محبوب کا ذکر
کیا کرتے ہین نہ اسکو ترک کرتے ہین نہ اس سے تھکتے ہین اور حکما کا اتفاق ہی کہ محبین اکثر
اپنے محبوب کا ذکر کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کا کچھہ عوض چاہتے ہین اور نہ اس سے
تھکتے ہین اور اگر اپنے محبوب کا ذکر ترک کرین تو اونکے عیش مین رخنہ پڑتا ہی محبوب کے

ذکر سے کوئی چیز اونھیں پیاری نہین معلوم ہوتی اور اونکا یہ طور ہی کہ سوائی ذکر محبوب کے
کسی چیز کی اونکو خواہش نہین ہوتی اور اونکے اوہام کو مقتضیات شہوات کیطرف توجہ نہین
ہوتی کبھی انکو وجد ہوتا ہی نالہ کرتے ہین رنگ متغیر ہوجاتا ہی بدن سست ہوتا ہی رونگٹے کھڑے
ہوتے ہین کبھی چیخیتے ہین کبھی روتے ہین کبھی نعرے مارتے ہین کبھی بیخود و سرگشتہ ہوتے
ہین کبھی گر پڑتے ہین کبھی ولولہ وجد اس مرتبے کو پونہچتا ہی کہ باعث ہلاکت کا ہوتا ہی
شفای قاضی عیاض مین ہی وروی ان امرئۃ قالت لعایشۃ رضی اللہ تعالی عنہا
اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکشفتہ لہا فبکت حتی ماتت یعنی ایک عورت نے
حضرت عایشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیارت قبر مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
استدعا کی آپنے حسب اوسکی استدعا کے قبر مبارک کو کھولدیا وہ فرط محبت سے روتے روتے
مرگئی سبحان اللہ بیان یہ ولولہ و سوز و گداز اودھر اس قدر انکار کی رسی دراز کہ مجلس میلاد
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین خود حاضر ہونیکا تو کیا ذکر ہی محبین خاص بھی اکتساب فیض و انوار
حضوری سے منع کیے جاتے ہین اور یہ سمجھے کہ جب اوسکی حقیقت یہی ہی کہ علما و صلحا و فقرا
و اغنیا کسی مقام پر جمع ہوتے ہین اونھین محامد جمیلہ و محاسن جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے قرآن مجید اور حدیث حمید سے اور حال ولادت شریف اور رضاع مطہر اور حلیۂ اطہر
مطابق روایات صحیحہ کے بیان کیے جاتے ہین اور درود بکثرت
پڑھا جاتا ہی پھر باوصف دعوی محبت کے کس مونہہ سے منع کرتے ہین ع

کام چور اس کام پر کس مونہہ سے اجرت کی طلب		دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب

چنانچہ اس رسالۂ قلب الاطمینان مین زیادہ اسی بحث سے چھیڑ چھاڑ ہی ہمارے انکے بہلا بگاڑ ہی ع

کس مزے سے عتاب کی باتین		سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین		دیکھہ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف

ثالثا ذکر شریف سے محب کو لذت اور اسم مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہوتی ہی سیرت نبویہ

ہین ہی ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلتذ محبہ بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ المنیف وقد یوجب فیہ انک سکرا یستغرق قلبہ وروحہ وسمعہ وسبب ہذا السکر اللذۃ القاہرۃ للعقل یعنی علامات محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی کہ آپکے ذکر سے محب کو لذت اور آپکے نام مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہو اور کبھی اس ذکر سے محب کو ایسا سکر پیدا ہوتا ہی جس سے قلب وروح وسمع پر کیفیت استغراقیہ طاری ہوتی ہی اور اس سکر کا سبب لذت ہی کہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہی اور جب تم لوگونکی سمجھ مین یہ مجلس بدعت ہی اور ذکر مبارک کے سننے سے نفرت ہی تو یہ دولت عظمی تمہین کہان نصیب

این سعادت بزور بازو نیست		گر نہ بخشد خدای بخشندہ

رابعا حب عرب ہی وفی حدیث ابن عمر من احب العرب فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم فبالحقیقۃ من احب شیئا احب کل شئی یحبہ یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے عرب سے محبت کی ہماری دوستی سے اور جسنے عرب سے عداوت رکھی ہماری دشمنی سے بے شبہہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی اپنے محبوب کے محبوب کو پیارا سمجھتا ہی جب سے تم لوگونکا عرب سے اخراج ہوا عرب کی عموما حرمین شریفین کی خصوصا تم لوگ توہین کیا کرتے ہو اور یہ نہین سمجھتے کہ قطع نظر شرافت ذاتی کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام کس قدر مرغوب تھے الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین علامات مذکرہ وسائر علامات محبت بخوبی منجلی وآشکارا ہین کہ احتیاج اثبات کی نہین مخالفین سے کیسے کیسے معرکے پیش آتے ہین اور ہمیشہ نصرت غیبی معین حال رہتی ہی اور مخالفین کو خسران ونکال

کھولا جو دفتر گلہ اپنا زیان کیا		گزری شب وصال ستم کے حساب مین

سنو ثمرہ اطاعت ومحبت درجات عالیہ ومراتب شریفہ ہین کہ حق تعالی جل شانہ محبین کو عنایت فرمائیگا شئے کو آفتاب بنائیگا سیرت نبویہ مین ہی ومن یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ وقد ذکروا فی سبب نزول ہذہ الآیۃ ان ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوماً وقد تغیر وجہہ ونحل جسمہ وعرفت الحزن
من وجہہ فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ فقال یا رسول اللہ ما بی وجع غیر انی
اذا لم ارک اشتقتک واستوحشت وحشۃ عظیمۃ حتی القاک فذکرت الآخرۃ حیث لا اراک ہناک
لانی ان دخلت الجنۃ فانت تکون فی درجات النبیین فلا اراک فنزلت ہذہ الآیۃ انتہی
مختصراً یعنی ومن یطع الرسول الآیہ کے نزول کا سبب ہی کہ حضرت ثوبان سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بہت محبت رکھتے تھے تھوڑی مفارقت کے متحمل نہو سکتے
تھے ایک روز آپکے پاس حاضر ہوئے چہرہ وجسم متغیر تھا آثار ملال بشرے سے نمایان تھے
آپنے استفسار حال فرمایا حضرت ثوبان نے کہا کچھہ ہمکو درد نہین مگر کیفیت یہ ہی کہ جب
ہم بسباط ملازمت سے دور ہوتے ہین کمال وحشت ہوتی ہی جبتک دولت زیارت نصیب
نہین ہوتی وہ وحشت زائل نہین ہوتی پھر ہمنے آخرت کی کیفیت کا خیال کیا کہ ہم آپکے
وہان نہ دیکھین گے اس لیے کہ اگر ہم جنت مین داخل ہونگے آپ اوسوقت درجات نبیین مین رونق افروز
ہونگے ہماری وہان رسائی کہان تو ہم دولت دیدار سے محروم رہین گے تب خدا کا
فرمان واجب الایقان نازل ہوا کہ جو شخص اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریگا وہ انبیا و صدقا
و شہدا و صلحا کے ساتھہ ہوگا اب تعریف محبت کی باعتبار غایت و ثمرہ کے یون ہوئی
میل القلب الی الہ اغنیہ لتفوز مراتب الدنیا والدین اور جب تم لوگون مین سرے سے محبت
ہی نہین تو اوسکے ثمرے کی توقع شیخ چلی کے خیال سے کم نہین **قال** قوۃ وکمال
ایمان و اسلام بقدر قوۃ وکمال محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین قوت وکمال ہی
اوسی قدر ایمان و اسلام مین بھی قوۃ وکمال ہی اور جسقدر محبت مین ضعف و نقصان
ہی بقدر اوسکے ایمان و اسلام بھی ناقص و ضعیف ہی اور پہچان اسکی اتباع و اطاعت مین
ہی یعنی جو محب مخلص ہی وہ دل و جان سے مطیع متبع ہی کسی قول و فعل مین فرمانبرداری
کو ترک نہین کرتا ہمہ تن موافقت و مرضی مین سعی و کوشش و اطاعت و اتباع کی دل سے

نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا محبوب و پیارا ہی چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یغفر لکم اتباع رسول اللہ دلیل محبت اللہ تعالی کی ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی بھی اوسکو دوست رکھے اور بخشدے اوسکو

اقول سب کچھ سہی پر تمھین کیا تم لوگون مین نہ محبت کی علامت پائی جاتی ہی نہ اوسکے اسباب خیر اسباب و علامات کو چھوڑ و انس و شوق و ذوق و محو و صحو و بقا و فنا و قبض و بسط وغیرہ لوازم محبت کو دیکھو شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی لا معنی لها الا المواظبة علی الطاعة ولما انکر المحبة انکر الانس والشوق والذوق والمحو والصحو والبقاء والفناء والقبض والبسط وسائر لوازم المحبة وتوابع المودة وسائر مقامات اہل المعرفة غضب یہ ہی کہ صاحب ایضاح الحق نے ان امور کو بدعت حقیقیہ مین شمار کیا ہی اور یہ نہ سمجھے کہ یہ لوازم محبت سے ہین و بطلان لازم سے بطلان ملزوم کا ہوتا ہی پھر انکے بدعت ٹھہرنے سے نفس محبت مذموم ہو جائیگی چنانچہ ایک مقام مین لکھا ہی سعی کردن در تحصیل مقام فنای علمی و انسلاخ و اضمحلال و انکشاف مغیبات مثال و واردات وجد و حال و غیبت و استغراق و سکر و شطح و عقد ہمہ در باب تاثیرات کونیہ و نفسانیہ و اشراف خاطر و القای گرمی در قلوب حضار و تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و التزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصرا پھر صاحب ایضاح اور اونکی فدیات سکے مذاق پر یون تقریر کرسکتے ہین کہ قوت و کمال ایمان و اسلام بقدر ضعف محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین ضعف و نقصان ہی اوسی قدر ایمان و اسلام مین قوت و کمال ہی اور جسقدر محبت مین قوت و کمال ہی اوسی قدر ایمان مین ضعف و نقصان ہی جو محب مخلص ہی وہ غیر مطیع و عاصی ہی کسی قول و فعل مین تابع نہین ہمہ تن غیر مرضیات مین سعی و کوشش اور نافرمانی مین دل سے نیت و خواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا مغضوب ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی

اوسکو دشمن سمجھے اور وہ اصل جہنم کرے سبحان اللہ کیا فہمید ہی نہ دید ہی نہ شنید ہی محبوب کا مغضوب دشمن کا محبوب ہونا اندھیر ہی سمجھہ کا پھیر ہی پھر کمو مذاق صاحب ایضاح پر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الایہ سے کیا مراد ہی اس کا بھی کوئی مفہوم مخالف ٹھہراؤ مونہہ بنا بنا کر کوئی تاویل بتاؤ ؎

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان		جس جگہ بیٹھہ گئے آگ لگا کر اوٹھے

قال اور طریق نیک و عمدہ حصول محبت کا بھی یہی اطاعت و فرمانبرداری صوری و معنوی یعنی عقیدہ موحدانہ و عمل صالحانہ ہی **اقول** اگر فی الواقع ایسا ہی ہی تو عقیدہ موحدانہ و عمل صالحانہ سے بدعات حقیقیہ کا ملزوم ہاتھہ آئیگا لیکن اگر یہ تسمیہ بہ تقلید اہل اعتزال ہی یعنی چونکہ معتزلہ اپنے فرقے کو بسبب نفی صفات قدیمیہ کے اصحاب التوحید کہتے ہین تم لوگون نے اوسی مصدر سے مشتق بنالیا تاکہ ارباب نکات نام سے فرعیت و اشتقاق سمجھہ لین تو ہم کہین گے کہ تعدد ذوات قدیمیہ محال ہی مگر تعدد صفات قدیمیہ منافی وحدت ذات قدیمیہ کی نہین ہوسکتی پھر جو محال ہی وہ لازم نہین آتا اور جو لازم آتا ہی وہ محال نہین ہان اگر موحد بہ تکلف صیغہ تکلف کا سمجھا جاہی بے تکلف تم لوگون پر صادق آئیگا نام سے مافی الضمیر کھل جائے گا ؎

	ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو		تو مکدر نہو تو عشق مین ہم

قال اور جو منحرف و نافرمان ہی وہ مرکب شیطان ہی ہرگز ہرگز اوسکو محبت و الفت خداوند کریم و رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نہین ہی اگرچہ کسیقدر ظاہر مین صورت بناوے یا زبانی دعوی محبت و اطاعت کرے ع

دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین

محض دعوی زبان بدون تصدیق جنان و شہادت عمل جوارح وارکان اس بارہ خاص مین ناسموع و غیر مقبول ہی جیساکہ شفای قاضی عیاض مین لکھا ہی ؎

	ہذا لعمری فی القیاس بدیع		تعصی الالہ وانت تظہر حبہ
	ان المحب لمن یحب مطیع		لو کان حبک صادقا لاطعتہ

ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو دہ یار جانی ہی	لکا ہتبہ ؎ مطیع یار ہونا ولسے الفت کی نشانی ہی

خلاف قول و فعل یار مین کب ہوتی الفت ہی	محبت کی دلیلو نہین سے ایک صدق اطاعت ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا	مناسب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا

اقول انحراف کے باب مین جو کچھ ارشاد ہوا وہ البتہ فرقۂ موحد پر طابق النعل بالنعل ہی مگر شفا ہی قاضی عیاض سے جو شعر منقول ہوا وہ مذہب مرجح کا مؤید ہی شفا کی یہ عبارت ہی وقال الحب من اللہ عصمۃ و توفیق و من العباد طاعۃ کما قال القائل الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین ثم کیف لفسیر الحب بالطاعۃ و الطاعۃ تتبع الحب و ثمرتہ فلا بد ان یقدم الحب ثم بعد ذالک یطیع من احب یعنی حب کی تفسیر طاعت نہین ہو سکتی اس لیے کہ طاعت تابع و ثمرہ حب ہی تو پہلے حب ہونی چاہیے بعد اسکے طاعت خیر اگر منحرف ہین تو وہ ہین ہمکو اس سے کیا بحث گوش خر بخر دندان سگ اہل سنت تو خدا کے فضل سے اطاعت و محبت مین سرگرم ہین جب احیانا بمقتضای طبع گناہ کرتے ہین تو شفاعت و وسیلہ جمیلہ پر نظر کر کے خلاصۃ الوفا کا شعر پڑھتے ہین اور زار زار روتے ہین

عصیت فقالوا کیف القی محمدا	و وجہی بانواب المعاصی مبرقع
عسی اللہ من اجل الحبیب و قربہ	یدارکنی بالعفو فالعفو اوسع

انھین وہابیونکی طرح شفاعت و وسیلہ کا انکار نہین نحن رجال و ہم رجال پر اصرار نہین

یہ وہابی نجدی اک بلائے ناگہانی ہی	جو ہی دشمن خدا کا کب اکا یار جانی ہی
ہر اک سنت کو کہتا ہی یہ بدعت ہی اسے چھوڑو	حدیث اسکے لقو مین کنھیا کی کہانی ہی
یہی اصرار دکر سر در عالم نہو ہرگز	محبت اسکو کہتے ہین یہی اوسکی نشانی ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا	محبت اوسنے اپنے دلمین بیشک خوب ٹھانی ہی
مناسب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا	شفاعت کا جو منکر ہی عداوتکا جو بانی ہی

قال مقتضای انصاف یہ ہی کہ مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم مضبوط ایسا کرے کہ کہین مجال نقض نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین

طریق محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پھر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک نہ کرے یا پیرایہ
اطاعت مین مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے دوست بنکر کام دشمنی کا
عمل مین لاوے اور مجمع احباب و فرمان برداروں کا درہم برہم کرے جم غفیر ہین کہ نص
صریح و احادیث صحیح کو بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع ضعیف الاسناد بعض المشایخ
کہ وہ کسیطرح حجت شرعیہ نہین معطل و بیکار و ماول و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول
رکھتے ہین غلبہ ہوای نفسانی سے کچھ بھی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات کا نہین
کرتے اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل علیل کر لصوص الدین
والدیانۃ بنتے ہین اور اوسپر ایسے ایسے اقوال و دلائل باردہ لاتے ہین کہ ہمنا و الزاما ایک
طرح الزام حضرت خداوند کریم و جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم پر عائد کرتے ہین اور مرتبہ
تبلیغ احکام و رسالت مین نقصان نکالتے ہین اعاذنا اللہ من ذلک یاران مطر سے بھاگ کر
زیر ناودان ٹھہرتے ہین نہین سوچتے کہ ہمین کیا قباحت ہی **اقول** ہمارے اس
رسالے کے ناظرین پر مخفی نرہیگا کہ یہ سب انہین حضرات کے کرشمے ہین سہ

بروز حشر اگر پرسند خسرو را چرا کشتی	چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

یہ لوگ اپنے کام یا وقت مین طریق محبت ظاہر نکرکے محبت کے نام سے عداوت
رکھتے ہین اور سارے اوسکے لوازم کو بدعت حقیقیہ و ضلالت کہتے ہین اور خود رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی اور خدا کے یار جانی بنکر در پردہ صریح
دشمنی کا کام کرتے ہین قرآن و حدیث کے معنی من مانے کرتے ہین محدثین و اکابر
دین کو عموما بدعتی ٹھہراتے ہین اور جو کچھ انکے اکابر و اصاغر ایضاح و مسایل وغیرہ
مین لکھ گئے ہین ہمنا و اطعنا کہکر اوسپر ایمان لاتے ہین سہ

روستائی ز دست باران جست	رفت و در پای ناودان بنشست

قال جسطرح مجوزین ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام اس عمل کو مع ما فیہا بعضے باوجود

علم بدعت اوسکے اور بعضے نے علم بہ سبب جہالت ایسے مصر ہوا اوسکے درپے ہین کہ ثواب
فرض وسنت و عبادت وجماعت سے بڑھکر جانتے ہین تارک الجماعت والفرائض عمداً والسنن کو
دوست رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے ہین و بُرا جانتے
ہین **اقول** یہ تقریر محض بے سروپا ہی یہان صرف چند احتمال ذکر کیے جاتے ہین پہلا احتمال
جزو صوری یعنی ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام بسیط ہی یا مرکب اگر بسیط ہی قیام عرض
واحد کا محال متعددہ مین لازم آتا ہی اور یہ فی نفسہ محال ہی اگر مرکب ہی تو اس جزو صوری
کے اجزا سے ہر جزو محال متعددہ سے کسی محل مین قائم ہوگا پس جزو صوری امور متذکرہ سے
مرکب ہوگا پھر سوا اپنی دوسری ماہیت کا محتاج ہوگا و ہکذا الی غیر النہایہ پس تسلسل لازم
آئیگا دوسرا احتمال ہیآت مسنون و منسوخ ماہیت مین داخل ہی جیسا کہ ظاہر کلام سے
مستفاد ہی یا نہین اگر داخل ہی تو مجلس کے لیے حقیقۃ متحصلہ نرہے کہ ما بہ النزاع ہو
اگر داخل نہین ہی تو اجزاء ہیئت مجلس کے اجتماع اہل اسلام و ذکر محامد و ولادت و رضاع و حلیہ
و کثرت درود و تقسیم ما حضر ٹھہرے کہ بعد حصول تمامی اجزا کے عوارض خارجیہ کیطرف منتظر الحصول
ہونگی پھر احتیاج ہیآت خارجیہ معبر بہیآت مخصوصہ کے نرہے تیسرا احتمال اگر علما و صلحا و فقرا
و اغنیاء اہل اسلام کے مجمع مین قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے محامد جلیلہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا مذکور ہو اور حال میلاد شریف و رضاع مطہر و حلیہ مقدس کا حسب روایات واقعیہ کے
بیان ہو پھر حاضرین پر ما حضر تقسیم ہوا ہمین ہر شی حسن لذاتہ ہی کہ ہیأت عارضیہ سے
قبیح نہین ہو سکتا و من ادعی فعلیہ البیان چوتھا احتمال ما فیہا سے وہی اذکار وغیرہ مراد ہین
یا کوئی شی دوسری اگر اذکار مراد ہین تو ما فیہا کی عبارت بے موقع ہوگی اس لیے کہ یہ امور
اجزاء خارجیہ مجلس میلاد ہین انہین بنسبت کل و جزو کی ہی نسبت ظرف و مظروف کی
نہین ہی اگر دوسری شی مقصود ہی تو پہلے اوسکی تفصیل کیجیے پھر جواب لیجیے پانچوان احتمال
کوئی عالم اسکے ثواب کو فرض سے بڑھکر نہین جانتا یہ محض اتہام ہی اگر سچا دعوی ہی کسی عالم کا

نام بتاؤ اوسکی عبارت دکھاؤ باقی ہے جاہل اگر کوئی جاہل ثواب فرض سے بڑھکر جانتا ہی
تو کوئی جاہل نخیا لکا جسم سمجھتا ہی جاہلونکی افراط و تفریط قابل بحث نہیں ہوتی چھٹا احتمال ان مجوزین
تارک الجماعت والفرائض کو جو دوست رکھتے ہیں جماعت و فرائض کے ترک سے یا مسلمان
ہونے سے صورت اول کی تصدیق کی دلیل نہیں کرسکتا اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض
سے مسلمانون میں رابطۂ اتحاد ٹوٹ نہیں سکتا صورت ثانی میں کچھہ قباحت نہیں پائی جاتی
اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض سے مسلمان زمرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا علامہ حسن بن
ابی بکر المقدسی غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام میں فرماتے ہیں وحجتنا فی ان العمل لیس من الایمان
قولہ تعالی قل لعبادی الذین آمنوا یقیموا الصلوٰۃ سماہم مومنین قبل اقامۃ الصلوٰۃ وفصل
بین الایمان والصلوٰۃ وکذلک قولہ تعالی یاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ سماہم مومنین قبل
اقامۃ الصلوٰۃ یعنی اہل سنت و جماعت جو کہتے ہیں کہ عمل شرط یا شطر ایمان نہیں ہی
اسکی دلیل خدا تعالی کا ارشاد ہی قل لعبادی الذین الآیۃ ویاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الآیۃ
ان آیات میں حقتعالی جل شانہ نے قبل ذکر اقامۃ الصلوٰۃ کے آمنوا فرمایا اور ایمان و
صلوٰۃ میں فصل کیا شیخ احمد بن علی شافعی شرح وصیۃ امام اعظم ابی حنیفہ رح میں فرماتے ہین
العمل غیر الایمان لما ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المومن بعروض مانع شرعی او بدونہ
فیجوز ان یقال ارتفع عنہ العمل ومع ذلک لایجوز ان یقال ارتفع عنہ الایمان لتحقق معنی المغائرۃ
بینہما فان الحائض رفع اللہ تعالی عنہا الصلوٰۃ والصوم وامرہا بترکہما ویجوز ان یقال
رفع اللہ تعالی عنہا الصلوٰۃ والصوم ویجوز ان یقال امرہا بترکہما ولایجوز ان یقال رفع اللہ
تعالی عنہا الایمان او امرہا بترک الایمان یعنی عمل غیر ایمان ہی اس لیے کہ اکثر اوقات بسبب
موانع شرعی وغیرہ کے عمل مرتفع ہوتا ہی پر ایمان نہیں مرتفع ہوتا مثلاً کہہ سکتے ہین
کہ اللہ تعالی نے حائض سے روزہ و نماز اوٹھا لیا یا اوس سے نہی کی مگر یہ نہیں کہہ سکتے
کہ ایمان اوٹھا لیا گیا یا اوس سے نہی کی جاتا ہے کہ مجوزین یون تو تم لوگونکو کچھہ بھی بھلا

نہین کہتے ہان حبیب لولاہ محبت سے مجمع محبین مخلصین ہین ذکر ہمارے ولادت و رضاع وحلیہ شریف کیا جاتا ہی اور ہملوگ ناحق اُنکو مبتدع وکلاب اہل النار کہتے ہو اوسوقت وہ بھی کچھ جو اب دیتے ہونگے

ندامت ہوگی پیچھے سے نہ سوچوگے اگر پہلے ۔ یہ دن کب دیکھتے حضا اگر رکھتے خبر پہلے
زبان کسکی چلی ہجیا بتاؤ کون سو تہہ آیا ۔ ذرا انصاف تب کیجئے نکالا کسنے شر پہلے

قال حالانکہ مشہور و معلوم ہی کہ جو امر دین مین بعد قرون ثلثہ یعنی نوے برس کے نیا نکلا ہو وہ بدعت ہی کما فی شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلاً وقال قولاً فی الدین لیس فی القرآن ولا فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز قبولہ وسمی ذلک الفعل والقول بدعۃ وفی العینی شرح صحیح البخاری البدع جمع بدعۃ وہو ما لم یکن لہ اصل فی الکتاب والسنۃ وقیل اظہار شیٔ لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن صحابۃ انتہی وفی بحر الرائق البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما انتہی وقال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل علیہ الدلیل الشرعی **اقول** اس قضیہ کی کلیہ غیر مسلم ہی علی تقدیر التسلیم بدعت کا انحصار مذمومہ مین نہین چنانچہ شرح مصابیح مین بعد عبارت منقولہ کے یہ لکھا ہی ان البدعۃ نوعان سیئ وحسن فالسیئ کالزیادۃ علی ارکان الصلوۃ عمداً واداء الصلوۃ النوافل علی الدوام بالجماعۃ وغیر ذلک والحسن کالمنارۃ وتکثیر درجات المنبر لزیادۃ اعلام الاذان وکزیادۃ اذان الاول یوم الجمعۃ قبل الاذان الذی یکون بعد صعود الخطیب المنبر فان امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ وضعہ وغیر ذلک مما لم یرد فیہ علماء اہل السنۃ انکارا بل راؤ فیہ مصلحۃ فلا باس بہ اور عینی مین ہی وہی علی قسمین بدعۃ ضلالۃ وہی التی ذکرنا وبدعۃ حسنۃ وہی ما رآہا المسلمون حسنا ولا یکون مخالفا للکتاب والسنۃ او الاثر والاجماع اور شرح مقاصد مین بعد عبارت منقولہ کے لکھا ہی المحققون من الماتریدیۃ والاشعریۃ لا ینسب احدہما الآخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافا للمبطلین المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضا بدعۃ وضلالۃ

کالقول بحل متروک التسمیۃ عامداً وعدم نقض الوضوء بالخارج من غیر السبیلین وکجواز النکاح بدون الولی والصلوٰۃ بدون الفاتحۃ ولا یعرفون ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین انتہٰی بجواہر خاص ان تحقیق کتابون سے ثابت ہوگیا کہ بعض بدعت حسنہ ہوتی ہی کہ اوسمین مصلحت ہی مصلحت ہوتی ہی اور فروع کے اختلاف کو بدعت کہنا مسطایین متعصبین کا کام ہی اس صورت مین فی الواقع مجلس مولود بدعت مذمومہ نہین ہوسکتی ہ

چشم باز وگوش باز واین ذکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا
تیری کمر کو بتری ہو اگر کمر تو کہے	کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

قال اور یہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہو لہا بالخیر مین کبھی قرار نہ پائی اگر ہوتی تو کہین کہین صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین وایمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد بن حنبل وحضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ایمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو عمدہ اور بہتر کہنا ثابت ومنقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے نبی ورسول کی کرنا یا کہنا پایا جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا کرنا ثابت نہین ہوا اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہ امر مشروع وکار ثواب ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید وحکم کرتے مثلاً حضرت سمٰعیل ویوسف علیہ السلام کب مجلس مولد حضرت ابراہیم ویعقوب علیہ السلام ترک کرتے اور کیون نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہر حال اور انبیا علیہم السلام کا اور جو دعوی ثبوت کا قولاً وفعلاً کرے اوسپر واجب ہی کہ بسند صحیح ثابت کرے اور ایساہی حال ہی نبی الحرمین سید الثقلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۂ بل ملۃ ابراہیم حنیفاً کے اور فرمانے نحن احق بموسیٰ منکم کسی پیغمبر کا مولد کیا اور نہ اپنے مولد کیواسطے کسی صحابہ کو خصوصاً یا امت کو عموماً اشارۃً یا صراحۃً فرمایا **اقول** یہ مجلس خاص قرن اول مین کہ مصداق خیر القرون قرنی کا تھا قرار پائی تھی تنویر مین ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ

وقائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی وحضرت ابو درداء سے مروی ہی کہ
مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری وکان یعلم وقائع ولادتہ علیہ السلام
لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذا الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الرحمة
والملائکة کلہم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک اور اگر عدم النقل ہم تسلیم بھی کرلین
تو یہ منافی وجود کا نہین ہو سکتا فتح القدیر مین ہی وبالجملہ عدم النقل لا ینافی الوجود دسوین بات یہ
ہی کہ یہ مجلس قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو لیکن منقول نہو قال سولھوئین پایا جانا اس عمل کا
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین اس وجہ سے
ہی کہ اوس امر خیر کی حاجت نہین ہی یا کوئی امر مانع اوسکا ہی یا اوسکے ثواب سے آگاہی وتنبہ
نہین تھا یا بسبب سستی وتکاسل کے یا بسبب مکروہ جاننے اوسکے وبجہت عدم مشروعیت
اس امر کے تھا پس عدم الحاجة ووجود مانع منتفی وباطل ہی کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ
کے ساتھ عبادۃ کے منقطع نہین تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہی اور بعد ظہور اسلام
وغلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہین سوای ازین ہمین کسی مذہب کا حرج ومزاحمت نہین
واحتمال عدم التنبہ ووجود تکاسل کے بھی منتفی ہین اس لیے کہ یہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم وصحابہ کی شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہی پس عدم ثبوت اس کا قولاً وفعلاً
آنحضرت سے نہین ہی مگر بجہت مکروہ ومذموم جاننے اوسکے فقط **اقول** اگر ہم تسلیم کرین
کہ یہ مجلس مائہ خیر القرون مین نہین پائی گئی تب بھی اس شبہے کے کئی جواب ہین پہلا
جواب بہت سے امور رای مجتہدین وعلماء امت پر چھوڑے گئے ہین کہ من سن سنة
حسنة فلہ اجرہا واجر من عمل بہا شرح مواقف مین ہی والجواب انہ لما علم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان الصحابة یقومون بذلک لتعیین ولا یخلون بلم یفعل ذلک لعدم الحاجة الیہ کما انہ صلی اللہ
علیہ وسلم لم ینص علی کثیر من الاحکام الشرعیة بل وکلہا الی آراء المجتہدین الذین ہم حماة الدین
واعلام الشرع دوسرا جواب چونکہ بسبب صحبت کثیر البرکت اور قرب عہد سنت کے اون ازمنہ

مستبر کہ مین کوئی خلوت یا جلوت یا کوئی جلسہ یا حلقہ ذکر شریف سے خالی نہ تھا اس لیے اس مجلس کے انعقاد کی ضرورت داعی نہوئی مگر بعد قرون ثلثہ کے جب ازمنہ شریفہ سے بعد زمانی ہوا اور لوگون کے اوضاع واطوار واخلاق وآداب مین فساد شروع ہوا تو عظمت وجلالت حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلانے کے لیے اور محبت اور عقیدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف متوجہ کرنے کے لیے اس مجلس کے تقرر وانعقاد کی ضرورت ہوئی چنانچہ مدارس کی ایجاد مین بھی اسی قسم کی ضرورت داعی ہوئی **قال** اور سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات کی تعظیم مین مکروہ ومبغوض جانتے تھے اس فرقے نے اپنے کمال نافہمی سے اوسکو اس زمان شر القرون مین مخصوص تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت منتخب ومختص کیے ہین یہ کیسے محب مدعی محبت ہین کہ جو چیز مکروہ ومبغوض حبیب کو سامنے حبیب ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال حنا کو بسبب مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین میرے حبیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلا بھی شئی مبغوض ومکروہ عموماً کسی طرح باعث تعظیم کارہ نہین ہوسکتی **اقول** یہ کچھ مقام تعجب وافسوس کا نہین ہی البتہ مقام افسوس کا یہ ہی کہ جونکہ تم جو کچھ کہتے ہو بے سمجھے بوجھے کہتے ہو اس لیے تمھاری تقریر اور موںہہ دیکھ کے لوگ قاہ قاہ کرکے لوٹ جاتے ہین اور مجھے رنج ہوتا ہی ہ

اور نہین گرماتے تو جاؤ کالا موںہہ کرو		تم سی ملکر نہ غرفے سے نکالا موںہہ کرو

حضرت سلامت قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین معمول تھا بلکہ آپ خود تعظیماً کھڑے ہوتے تھے تمسے کسنے کہا کہ قیام تعظیمی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ سمجھتے تھے شفاء قاضی عیاض مین ہی وعن عمرو بن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد علیہ ثم اقبلت امہ

فوضع لها ثوبه من جانبه الآخر فجلست علیه ثم اقبل اخوه من الرضاعة فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسه بین یدیه یعنی ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر آئے آپ نے اونکے لیے کپڑا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھے پھر حلیمہ سعدیہ آئین آپ نے اونکے لیے دوسرا جانب کپڑے کا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھین پھر حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اونکو اپنے سامنے بٹھایا علامۂ خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے وفیه دلیل علی انه یجوز القیام تعظیما لمن یستحق التعظیم یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز ہی جو شخص مستحق تعظیم ہو امام نووی رسالۂ قیام مین احادیث واقوال ائمہ نقل کرکے صورت اتفاق کی لکھتے ہین ہذا ما تیسر لنا من الاحادیث ونقول الائمه فی الترخیص فی القیام حاصلہ انه ثبت ذلک من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسه الکریمة وبامره بذلک الانصار وتقریره حین فعل بحضرته ومن فعل جماعة من الصحابة رضی اللہ عنهم فی مواطن وجهات مختلفات ومن جهة ائمة المسلمین فی اعصارهم فی الحدیث والفقه والزهد والتدقیق رضی اللہ عنهم اجمعین اب ہم کہتے ہین کہ سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ عنهم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذوات بابرکات کی تعظیم کے لیے جائز سمجھتے تھے تم لوگ اوس سے لوگون کو باز رکھتے ہو لاسیا عین وقت ذکر ولادت باسعادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اب انصاف کرو کہ نافہمی کسکی ہی ؏

انصاف شیوۂ کرم آئین خسرو یست	ورنہ بہر عروس وخروس ست تخت وتاج

قال م وفی المشکوة عن انس قال لم یکن شخص احب الیهم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلک رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح اعنی مشکوة المصابیح مین حضرت انس بن مالک سے روایت ہی فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور تھے صحابہ جب دیکھتے آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے
تھے حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اقول یہ حدیث کراہت قیام پر دلالت نہین کرتی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام
صحابہ کو یا بسبب تواضع کے مکروہ سمجھتے تھے مفاتیح شرح مصابیح مین ہی وہذا الحدیث لا یدل
علی کون القیام مکروہا بل انما کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا الیہ للتواضع ہمارے دیار مین
اگر کسی رئیس مرد معقول کی تعظیم کے لیے اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین تو وہ تواضعًا کہتا ہی
بیٹھے رہیے بیٹھے رہیے اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ یہ قیام اوسکو ناگوار گزرا یا بسبب کمال انس
و محبت و مودت کے امام نووی رسالہ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان بینہ وبین اصحابہ من الانس وکمال الود والصفا فلا یحتمل زیادۃ الاکرام
بالقیام فلم یکن فی القیام مقصود اور اگر فی الواقع مکروہ ہوتا تو خود آپ اپنے رضاعی بھائی کی
تعظیم کے لیے کیون کھڑے ہوتے **قال** وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم متکئًا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
رواہ ابو داود مروی ہی ابی امامہ سے کہا اونھون نے رضی اللہ عنہ کہ نکلے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوے عصا پر پس کھڑے ہوے ہم لوگ انکی صحابہ
واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے نہ کھڑے ہوتے جاؤ تم سب جیسا کہ کھڑے ہوتے
ہین اہل عجم تعظیم کرتے ہوے بعض اونکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابو داود نے
اقول اس حدیث مین بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ کی ممانعت نہین ہی بلکہ قیام اعاجم
کی ممانعت ہی یعنی خدام کا سردار و رئیس کے سامنے یا پشت پر تعظیمًا کھڑا رہنا
منہی عنہ ہی جیسا ہمارے ملک مین امیرون کے سامنے یا پشت پر خدام کھڑے رہتے
ہین حجۃ اللہ البالغۃ مین ہی وعندی لا اختلاف فیہا فی الحقیقۃ فان المعانی التی یدور
علیہا الامر والنہی مختلفۃ فان العجم کان من امرہم ان یقوم الخدام بین ایدی ساداتہم و

من افراطہم فے التعظیم حتے کادیتجاوز الشرک فہدا عنہ والی ہذا وقعت الاشارۃ سے فے قولہ
علیہ الصلوۃ والسلام کما یقوم الاعاجم مرقاۃ مین ہی ولعل الاوجہ ان یقال انہم قاموا متمثلین
فنہاہم عن ذلک فعبر عنہ بمطلق القیام للمبالغۃ فی المرام والمراد بالقیام الوقوف امام نووی
رسالۂ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنہ من اوجہ الاصح والاولی معناہ الصریح الظاہر
منہ الزجر الاکید والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس لہ ولیس یعرض القیام بنہی ولا غیرہ وہذا متفق علیہ و
انہ لا یحل للانسان ان یحب قیام الناس لہ والمنہی عنہ ہو محبۃ القیام ولا یشترط کراہتہ لذلک وخطورہ ذلک بالہ حتی
اذا لم یحصل بالہ وقاموا لہ اولم یقوموا فلا ذم علیہ فاذا کان معنی الحدیث ما ذکرنا فمحبتہ ان یقام لہ محرمۃ فاذا احب
فقد ارتکب التحریم سواء قیم لہ اولم یقم فمدار التحریم علی المحبۃ ولا تاثیر لقیام القائم ولا نہی فی حقہ بحال
فلا یصح الاحتجاج بہذا الحدیث یعنی اس حدیث مین زجر اون حضرات کے لیے ہی جو لوگون کو اپنے
سامنے کھڑا ہونا پسند کرتے ہون اس مقدمے مین صرف انکا پسند کرنا حرام ہی کوئی شخص
اونکے سامنے کھڑا ہو یا نہ ہو پھر اگر کچھہ خدام اوسکے سامنے کھڑے ہوے مگر
فی الواقع امیر کے دلمین لگاؤ نہین ہی تو قیام ممنوع نہوگا اور دوسری حدیث مین
اسکی تصریح بھی واقع ہی مرقات مین ہی وعن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سرہ ای اعجبہ وجعلہ مسرورا ان یتمثل لہ الرجال قیاما ای یقفون بین یدیہ قائمین
لخدمتہ وتعظیمہ الظاہر انہم اذا کانوا قائمین للخدمۃ لا للتعظیم فلا باس بہ فلیتبوء مقعدہ
من النار وقیل ہذا الوعید لمن سلک فیہ طریق التکبر واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من تلقاء
انفسہم طلبا للثواب ولارادۃ التواضع فلا باس بہ وروی البیہقی فے شعب الایمان
عن الخطابی فے معنے الحدیث ہو ان یامرہم بذلک ویلزمہم ایاہم علی حب الکبر والنخوۃ
اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر لوگ کسی کے سامنے تعظیما کھڑے ہون تو ممنوع
ہی اور بعضون کا قول ہی کہ یہ وعید متکبرین کے لیے ہی اور اگر تکبر مقصود نہ ہو اور
وہ لوگ ثواب کے لیے یا بسبب تواضع کے کھڑے ہون تو کچھہ مضایقہ نہین

اور بیہقی نے شعب الایمان مین خطابی سے نقل کی ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ وہ کبر و نخوت سے اونکو کھڑے ہونے کا حکم کرے پھر اونکو کھڑا ہونا ضروری ہو پھر یہ حدیث صریح مبحوث عنہ سے خارج ہی افسوس ہی کہ تمنے قیام اعاجم کے معنی نہ سمجھے بے سمجھے بوجھے نئے نئے معانی احادیث مین بہناتے ہو آخر الامر مونہہ کی کھاتے ہو ؎

ہوتے ہین پایمال گل ای باد نو بہار	کس سے اوڑائی تونے یہ رفتار کی طرح

قال عن سعید بن الحسن قال جاءنا ابو بکرة فی شہادة فقام لہ رجل من مجلسہ فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذا الحدیث روایت ہی سعید بن الحسن بھائی حسن بصری سے کہا سعید بن الحسن نے کہ آئے نزدیک ہمارے ابوبکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس کھڑا ہوا ایک مرد اپنی جگہ سے پس انکار کیا ابوبکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور کہا کہ ہر آینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی اس سے **اقول** یہ حدیث بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ سے خارج ہی البتہ مجالس نماز و سماع وعظ و علم وغیرہ مین کسی دوسری جگہ پیہ بیٹھنا منع ہی رسالہ قیام نووی مین ہی واما حدیث ابی بکرة فالجواب عنہ بان مولی ابی بردة مجہول وان یکون معناہ لایقم من مجلس الصلوة وسماع وعظ التذکیر والعلم ونحو ذالک فانہ یکرہ لہ ان یوثر بمجلسہ فی ہذا الموطن ویکرہ ایضا ان یوثر بموضعہ وینتقل الی موضع آخر ابعد من الامام وہکذا وما اشبہ ہذا من القرب یکرہ الایثار فیہا وہذا متفق علیہ عندنا بخلاف الایثار فی الطعام والشراب ونحوہما من حظوظ النفس فان الایثار فیہا محبوب وہو من شعائر الصالحین واخلاق الکرام والعارفین وفیہ نزل قولہ تعالی ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة انتہی مختصرا

؎ خوش آنکہ بجز سکوت رغبت نہ شود	تا بر سر حرف تند شدت نہ شود
دارم ز خدا امید کین شوخ مقال	در بزم سخن ساز ملامت نہ شود

قال اور جو لوگ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ بحکم سعد بن معاذ کے وارد ہی استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وہی لوگ غفلت مین ہین غور کامل و تدبر صحیح نہین کرتے **اقول** سبحان اللہ عجب کلام شیرین ہی عبارت صاف ملیح و نمکین ہی ؎

دہن تنگ مین جو آئی بات　　　　بن گئی قند کی مٹھائی بات

مبتدا کو خبر کا فراق ہی شرط کو جزا کا اشتیاق ہی غرض عبارت مین عجب پیچ و تاب ہی مضمون فرد انتخاب ہی ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب　　　　ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

بیہقی و محی السنہ و امام نووی وغیرہ اکابر محدثین جواز قیام پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہین پھر سبکو مورد سہام دشنام بنانا غافل ٹھہرانا نچاہیے ؎

گالیان دیکے کیا کرتے ہین یہ قطع کلام　　　　انکے مونھہ مین زبان ہی کہ الٰہی مقراض

قال اول یہ کہ مقام قیام تعظیم مین صلہ قیام کا لام کے ساتھہ آتا ہی جیسا کہ دونون حدیثین مرویین سعید بن الحسن و ابی امامہ مین گذرا نہ ساتھہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین محاورات اہل عرب و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہین کہ اس محل قیام تعظیم مین صلہ لام مناسب و مفید مدعا ہی یا الی **اقول** یہ بحث قابل لحاظ نہین اوسکے سارے مراحل طی ہوچکے ہین مرقات مین ہی وقد تعقب الطیبی للتورپشتی بان الی فی ہذا المقام افخم من اللام واتی بما یرجع الیہ الملام **قال** دوم یہ کہ اگر اس قیام سے قیام تعظیم مقصود تھا تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے **اقول** یہ وجہ بھی نئی نہین ہی اس [illegible] سے مین بھی [illegible] فرماتے ہین [illegible] کہتے ہین انہین تعمیم ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ قول خاص انصار کے لیے ہی مرقات مین ہی ثم اختلفوا فی الذین عناہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ قوموا الی سیدکم ہل ہم الانصار خاصۃ ام جمیع من حضر من المہاجرین معہم پھر اگر عام ہی چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر خاص ہی

تو بعد تسلیم قیام تعظیمی کے انصار کی تخصیص سے ہمارا کیا نقصان ہی ٥

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی	گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

مرقات مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم قیل ای للتعظیم ویستدل بہ
علی عدم کراہیتہ فیکون الامر للاباحۃ او لبیان الجواز یعنی بعض محدثین کا قول ہی کہ یہ قیام تعظیم کے
لیے تھا اور یہ حدیث قیام تعظیم کے اباحت وجواز پر دلیل ہی مفاتیح مین ہی والغرض من ہذا
الحدیث ان سعدًا لما جاء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا الی سیدکم قال محی السنہ
القیام الی احد للاحترام غیر مکروہ بدلیل ہذا الحدیث یعنی غرض اس حدیث سے یہ ہی کہ سعد
جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا قوموا الی سیدکم محی السنہ نے
کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسیکی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہین مرقات مین
ہی وقال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اہل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام
اذا اقبلوا ہکذا احتج بالحدیث جماہیر العلماء یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما وصلحا
کے آنے کے وقت تعظیما کھڑا ہونا چاہیے اس حدیث سے جمہور علما جواز قیام پر حجت
لائے ہین مرقات مین ہی قال وفی حدیث سعد دلالۃ علی ان قیام المرء بین یدیہ الرئیس
الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم مستحب غیر مکروہ وقال البیہقی ہذا القیام یکون علی وجہ
البر والاکرام کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحۃ لکعب بن مالک اس عبارت سے
ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص رئیس فاضل عادل کے سامنے کھڑا ہو یا شاگرد استاد کے
سامنے کھڑا ہو تو مستحب ہی مکروہ نہین ہی بلکہ یہ قیام بطور بر واکرام کے ہی جیسا
کہ قیام انصار کا سعد کے لیے اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک کے لیے تھا اب ہم کہتے ہین کہ اگر اس
قیام سے صرف اعانت مقصود تھی تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار
قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر وانصار و دیگر حضار کو فرماتے اس لیے
کہ صحابہ سب آپس مین نسبت اخوت کی رکھتے ہین ٥

کیںہا کہنہ شان از مصطفیٰ	محو شد در نور اسلام وصفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان	ہمچو اعداد عنب در بوستان
صورت انگور ہا اخوان بدند	چون فشردی شیرۂ واحد شدند
غورۂ وانگور ضدانند لیک	چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک

قال سیوم یہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کی ہوتی تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم بالقیام حضرت کی بدرجہ اولی جائز و مامور بہ ہوتی اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے ہرگز اوسکو مکروہ و منہی عنہ نہ جانتے **اقول** اصل کیفیت یہ ہی کہ جب بنی قریظہ نے محاصرہ سے تنگ آکر عرض کیا کہ جو کچھ سعد بن معاذ حکم کرینگے ہم اوسپر راضی ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو کہ کسی مقام قریب مین تھے بلوایا تا بمقتضی اپنے اجتہاد کے حکم کرین پھر سعد بن معاذ تشریف لائے اور مردان بالغ کے لیے قتل کا حکم دیا اور زنان واطفال کے لیے بردہ ہونیکا مفاتیح مین ہی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظۃ کانوا یہودیا فحاصرہم النبی علیہ السلام فنادوا من القلعۃ انا رضینا بما حکم علینا سعد بن معاذ وکان سعد نازلا فی موضع قریب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ لیحکم علی بنی قریظۃ بمقتضی اجتہادہ من قبلہم واخذ الفداء منہم واسرہم فحکم سعد بقتل من کان بالغا من رجالہم وسبی نساءہم وصبیانہم پھر ایسے محل مین تو بیشک سعد بن معاذ کی سیادت متحقق تھی اس لیے قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا کہ موقع و وقت اسی کا مقتضی تھا باقی رہی گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین ہم کب اسکے منکر ہین ہم تو پکار پکار کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو مامور بہ کہتے ہین اور صاف صاف کہتے ہین کہ صحابہ تعظیم بالقیام کیا کرتے تھے

فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم	بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

قال پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانت و اتارنے کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے

اور اثر زخم غزوہ یوم الاحزاب کا باقی تھا سواری سے مریض و زخمی کو اترنے مین تکلیف
ہوتی ہی لہذا جب قریب آئے فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی کھڑے ہوتے جاؤ سے اپنے
سردار کو اوتار لاؤ اقول یہ سبب تمہاری تقریرین سنی سند ہین اور ہمنے جو امر محقق تھا
سابقا بہ تفصیل لکھا ہی قال سوای اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونے ہی کے استعمال
مین نہین آتے ہین کہین ارادے و مستعد ہونے کے معنی بھی آئے ہین جیسا کہ آیت وضو
مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الآیہ اس صورت مین بھی معنی صحیح یہ ہین کہ
مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت اپنے سردار کے کہ مریض و زخمی ہین اقول
قیام کے معنی ارادے و مستعد ہونے کے کتب حاضرۂ لغت مین نہین پائے جاتے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ معنی مجازی ہی اور معنی مجازی بلحاظ سامع کے ضروری ہوتا ہی اس لیے کہ سامع
اول معنی حقیقی لیتا ہی جب معنی حقیقی نہین بنتے معنی مجازی سمجھتا ہی کما تقرر فی الاصول
مدارک التنزیل و حقائق التاویل امام حافظ الدین نسفی مین ہی فعبر عن ارادۃ الفعل بالفعل
لان الفعل مسبب عن الارادۃ فاقیم المسبب مقام السبب لملابستہ بینہما طلبا للایجاز
یعنی فعل سے جو ارادۂ فعل ارادہ کیا اسکی وجہ یہ ہی کہ فعل مسبب ہی اور ارادہ سبب ہی
بلحاظ اختصار کے سبب ملابست کے سبب کی جگہ مسبب کو قائم کیا پھر جس جگہ
معنی حقیقی بلا تکلف بنتے ہین وہان ارتکاب مجاز کی کیا ضرورت ہی ۵

عالمی گردندہ آید در برت		چونکہ برگردی و برگرد سرت

قال الملخص کسطرح یہ قیام تعظیم و محبت سے علاقہ نہین رکھتا ہی اگر رکھتا ہی تو تارکین
صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی و ترک محبت و تعظیم ثابت
ہوتی حالانکہ اونسے بڑھکر محبت و معظم و عظمت شناس ہونا دشوار ہی اقول جب نفس
قیام تعظیمی کا مامور بہ ہونا ثابت ہو چکا تو کچھ نہین کھلتا کہ تم لوگون کو معاذ اللہ نفس مقدس
و مطہر کی عظمت و جلالت کا انکار ہی یا صحابہ کے متادب بآداب ہونیکا اظہار ہی ۵

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قال حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت و رواج دین و سنت مین جانفشانی فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کیے و کتنی کتنی مشقتین اوٹھائین کوئی روایت و قول و فعل و حال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہم لوگون تک بذریعۂ ازواج مطہرات و بنات طیبات و صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار نہ پونہچا اور حضرت نے خود بھی کوئی دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام نچھوڑا یہان تک کہ مسائل وضو و غسل و طہارت و آداب مجامعت جو نہایت پردے و حیا کی بات ہی اور قتال جنگ و جدال بیع و شرا و حالات دوزخ و بہشت و آثار قیامت وغیرہ سب کچھہ صراحۃ و کنایۃ بیان فرما چکے و تکمیل دین کی ہوچکی چنانچہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی مصدق اوسکی نازل ہوئی

اقول مدارک مین ہی او اکملت لکم ما یحتاجون الیہ فی تکلیفکم من تعلیم الحلال و الحرام و التوفیق علی شرائع الاسلام و قوانین القیاس یعنی جسقدر تمکو حلال و حرام کے سیکھنے کی ضرورت تھی سکھایا گیا اور شرائع اسلام و قوانین قیاس کی توفیق دی گئی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا پھر یہ عمل مولد دونون قسمون مین کسی قسم سے خارج نہین اگر بیان صریحی مقصود ہی تو حدیث حضرت ابن عباس والی در دار رضی اللہ عنہ دیکھو و سنت حقیقیہ کہو اور اگر ضمنی مطلوب ہی تو تحریرات علامہ سیوطی و ابن حجر وغیرہ محدثین معاینہ کرو او سنت حکمیہ کہو **قال** پھر حضرت سے تعین و تخصیص و تنقیح انعقاد نفس مجلس و قیام کی کیون باقی رہگئی جبکہ اسکے اسمین کوئی قباحت رہی ہوگی اور کچھہ دوسرا سبب مقصود نہین ہوتا **اقول** اس مقدمے مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا بعضے محدثین نے حدیثین نقل کی ہین جنکو حدیث نے ملی استخراج کیا اور معاذ اللہ اگر اسمین کچھہ بھی قباحت ہوتی تو خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے محدثین احادیث کی روایت یا اوسکے اصول کی استخراج نکرتے

قال اس لیے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال اللہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین یعنی اے رسول پونہچا دے جو کچھہ اوترا ہی طرف تیرے رب کی جانب سے اور اگر
نہ پونہچاوے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پونہچانے سے کوئی ذراسی بات
بھی منجملہ احکام الٰہی کے رہجاویگی تو یہ ثابت ہوگا کہ گویا تمنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی
نہ پونہچائی اقول بلحاظ شان نزول کے یہ آیت ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ
بعضے مفسرین کا قول ہی کہ چونکہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے
تھے یہ آیۃ نازل ہوئی بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عتاب کیلیے نازل ہوئی بعضے فرماتے
ہین کہ رجم و قصاص کے مقدمے مین بعضے کا قول ہی کہ زینب بنت جحش کے نکاح کے
باب مین اور بعضے کا ارشاد ہی کہ جہاد کے مقدمے مین معالم التنزیل مین ہی وروی
عن الحسن ان اللہ تعالی لما بعث رسولہ ضاق ذرعا وعرف ان من الناس من یکذبہ فنزلت
ہذہ الآیۃ وقیل نزلت فی عتب الیہود وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی الاسلام
فقالوا اسلمنا قبلک وجعلوا یستہزؤن بہ فیقولون ترید ان نتخذک حنانا کما اتخذ النصاری
عیسی حنانا فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک سکت فنزلت ہذہ الآیۃ وامرہ بان یقول
لہم یا اہل الکتاب لستم علی شئ الآیہ وقیل بلغ ما انزل الیک من الرجم والقصاص نزلت
فی قصۃ الیہود وقیل نزلت فی امر زینب بنت جحش ونکاحہا وقیل فی الجہاد وذلک ان
المنافقین کرہوہ قال پس غور کرنا چاہیے کہ اس آیہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم
صریح و صاف تھا واسطے تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکھہ سکتے
تھے پس ثبت بیان حکم نفرمانا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہی اسپر کہ اللہ تعالی کی
جانب سے کوئی شی اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی تو ضرور ہم لوگ تک بذریعہ حضرت کے
پونہچتی پھر اب جو لوگ اسکی استناد کرتے ہین باوجود نہونے کوئی آیت کے ایک نئی

بات نکالتے ہین اور صریح مخالفت آیات واحادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم
تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نعوذ باللہ منہا **اقول** یہ تقریر خلاف شان نزول ہو تو موقوف
ہی ایک مقدمے پر یعنی یا ایہا الرسول انا انزلنا کل امر ونہی الیک بحیث لم یبق منہا شئے
اس صورت مین تمام اوامر ونواہی کا قرآن مین موجود ہونا اور ہر شی کے لیے ایک آیت کا ہونا
ضرور ہوگا اور احادیث و اجماع وقیاس عموماً قابل احتجاج نہ ٹھہرینگے لیکن جسنے حدیث کی
خدمت کی ہی وہ اس امر کی تصدیق ہرگز نہین کر سکتا انصاف مین ہی وعن شریح ان عمر بن
الخطاب کتب الیہ ان جاءک شئی من کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتنک عنہ الرجال فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بہا فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ
الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برایک
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخر الا خیراً لک یعنی قاضی
شریح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اگر تمھارے پاس کوئی ایسا واقعہ آئے کہ وہ قرآن
شریف مین موجود ہو تو تم قرآن کے موافق حکم کرو اور اگر ایسا امر پیش ہو کہ قرآن مین نہو
اور حدیث مین پایا جاتا ہو تو حدیث کے مطابق عمل کرو اور اگر ایسا حادثہ ہو کہ قرآن و
حدیث مین نہو تو اجماع امت پر عمل کرو اور اگر اس قسم کا کوئی مقدمہ ہو کہ قرآن وحدیث
و اجماع امت مین نہو تو اگر چاہو اپنی رای کے مطابق عمل کرو اور اگر چاہو تاخیر کرو اور
یہ تمھارے لیے بہتر ہی انصاف مین ہی وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی
القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان
لم یکن فمن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ برایہ یعنی جب حضرت ابن عباس سے کسی
مسئلہ کا کوئی سوال کرتا تھا پس اگر اوسکا جواب قرآن مین ہوتا قرآن سے جواب دیتے تھے

اور اگر قرآن مین نہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے
اگر ان دونو مین نہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال سے جواب دیتے ورنہ صورتیکہ
کسی مین نہوتا اپنی رای سے جواب دیتے تھے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر شی خاص کے لیے
آیت ضروری نہین اور حدیث و اجماع و قیاس بھی حجج شرعیہ سے ہین **قال** و علی ہذا
القیاس صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نے سب احوال و اقوال و افعال حضرت کے ہم لوگون
تک پہونچا دیے یہانتک کے خواب و خور و مباشرت و غسل و لباس و پوشاک و صوم و صلوۃ
و حج و زکوۃ و صحت و مرض و تخلی و استنجا و طہارت وغیرہا کلہا بیان و ذکر فرمایا جیسا کہ ماہرین
علم حدیث و سیر خوب واقف ہین صرف اک یہی بیان کثیر الثواب رہگیا شاید بگمان عاملین
و مجوزین کے سوای لا اصل لہ و عبث کے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ
مدعیان ہی اور قس علی ہذا حال ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد
و طبع نقاد و فرط کوشش و اجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات و مسائل جزئیات
ہر باب کے نکالے اس بارۂ خاص مین کوئی قول معتمد و روایت صحیح اونسے ثابت نہوئی
حالانکہ ہر ایک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے و من ادعی فعلیہ البیان
اقول یہ بیان کثیر الثواب بھی باقی نرہا اور تفصیل سابقا گزری **قال** بلکہ اونکے قواعد
مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و باہر ہی **اقول** مجھے معلوم
نہین کہ قواعد مستخرجہ کس کے ہین اور کیا ہین اور ان قواعد سے ظہور بدعت کیونکر ہوا اور بدعت سے کیا مقصود ہی

ایک بگڑ ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین	خوبیان یون تو ہین اس عالم تصویر مین سب

بلکہ ہم قواعد مستخرجہ ابن حجر و علامہ سیوطی سے اسے سنت حکمیہ سمجھتے ہین کما استدرکنا
قال اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متبرکین سے بھی مثل حضرت محبوب
سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ صاحب تصانیف بھی تھے
ثبوت اسکا نہین پایا جاتا ہی بلکہ وہی بترک بدعات و تمسک بسنت شریفہ کی تاکید

پاتے ہے چنانچہ مقالہ ثانیہ فتوح الغیب و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہی اتبعوا ولا
بتدعوا پیروی کنید سنت او پیدا مکنید بدعتی را کہ در دین شود ه واطیعوا ولا تمرقوا وفرمانبردار
نید خدا را و رسول خدا را و بیرون میائید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانہ دانید خدا را
شریک مگردانید چیزی را با وی بدانید کہ ہرچہ در عالم واقع می شود ہمہ بقدرت و ارادت او
ست قادر و متصرف مگر او اور مقالہ سی و ششم مین فرمایا واجعل الکتاب والسنۃ
بگردان قرآن و حدیث را امام پیش خود و پیشوای خود بفتح و کسر ہر دو درست است
وانظر فیہما بتامل وتدبر ونظر کن بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بہما و کار کن بآن
ولا تغتر بالقال والقیل عن الہوس و فریفتہ مشو بگفتگو از خود و از مردم و ترہات بے عمل و ہوس
در کتب لغت گفتہ اند کہ ہوس نوعی از جنون است قال اللہ تعالی وما اتیکم الرسول فخذوہ
چیزی کہ بدہد و لفرماید شمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس بگیرید آن را وعمل کنید بدان
وما نہکم عنہ فانتہوا و چیزیکہ باز دارد پیغمبر شمارا از ان پس باز آئید از ان واتقوا اللہ ولا
تخالفوہ و پرہیز کنید از نافرمودہ حق و مخالفت نکنید رسول اورا فتترکوا العمل بما جاء بہ
نگذارید کار کردن بآنچہ آوردہ است او را رسول وتخترعوا لانفسکم عملا وعبادۃ و نو پیدا کنید
خود عملی او عبادتی را کہ رسول آن را نفرمودہ است و از ینجا معلوم میشود کہ ریاضات و مجاہدات و
کہ نہ موافق شرع و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضی از طوائف درویشان کنند سود نکند ۵

نید در ہیچ کوشش و صدق و صفا		و لیکن میفزای بر مصطفی

قال اللہ چنانکہ گفتہ است عزوجل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل در بارہ گروہی
ضلالت شدہ اند از راہ راست ہموار میانہ و اختراع کردند از پیش خود عملہا وعبادتہا و رہبانیۃ
ابتدعوہا و نو پیدا کردند اہل کتاب رہبانیت را کہ عبادتست از کثرۃ ریاضت و مبالغہ
در عبادت و گوشہ گرفتن و از خلق گسستن و قطعا گرد شہوت ولذت نگردیدن ما کتبناہا
علیہم ننوشتیم و فرض نگردانیم ما کہ پروردگار ایشانیم آن را بر ایشان شکایت است از

فضولی کردن و بفرمودہ نایستادن این گروہ و برخود دشوار کردن کار را عاقبت آنرا ہم بجای نیاوردند و رعایت حق نکردند ثم انہ قد زکی ہو پیشتر بدرستی و راستی تحقیق پاک گردانیدہ است وی عز و جل نبیہ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم و تنزیہہ و دور داشتہ است او را من الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفتہ است وی تعالی و ما ینطق عن الہوی سخن نمیکند وی صلی اللہ علیہ وسلم از پیش خود بہوای نفس خود ان ہو الا وحی یوحی نیست منطوق وی کہ در ابلاغ شریعت میگوید مگر وحی کہ فرستادہ شدہ است بسوی وی ای ما آتاکم بہ فہو من عندی لا من ہواہ و نفسہ یعنی چیزیکہ آوردہ است وی بما آنرا از دین و شریعت از نزد من ہست نہ از خواہش و نفس او ست فاتبعوہ پس پیروی کنید او را ثم قال پس گفتہ است حقتعالی قل ان کنتم تحبون اللہ بگوای محمد ای محب من اے محبوب من اگر ہستید شما کہ دوست میدارید خدا را و میخواہید کہ بقرب و وصول درگاہ وی مخصوص گردید یا میخواہید خدا را کہ شما را باشد و شما را دوست دارد فاتبعونی یحببکم اللہ پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شما را خدا ابطا عبارت و معنی آن بر وجہ ثانی ظاہر است و بر وجہ اول مقصود آن باشد کہ اگر شما میخواہید کہ محب خدا باشید مرا متابعت کنید محب چہ کہ محبوب او خواہید شد و عبارت وی رضی اللہ عنہ نیز کہ فرمود فبین ان طریق المحبۃ اتباعہ محتمل ہر دو معنی ست پس بیان کرد حق سبحانہ تعالی کہ راہی کہ بآن محبت مولی بدست آید اتباع پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم قولا و فعلا در گفتار و کردار و ہرگاہ اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال کہ اثر و نتیجہ آن است نیز خواہد بود لکون المحب اثار الکاسب انتہی **اقول** فتوح و مفتاح کی عبارت ہمارے مدعا کے اثبات کو نہایت مفید ہی اس لیے کہ اس سے پوری اتباع مقصود ہی اگر سنت حقیقیہ کی اتباع کیجاوی و سنت حکمیہ بدعت ٹھہرائی جاوی یا اوامر کی اتباع کیجاوی اور نواہی کا لحاظ نہو یا نواہی کی اتباع کیجاوی اور اوامر کا خیال نہو تو وہ پوری اتباع نہ سمجھی جاویگی

پھر جو لوگ کہ مجلس مولود نہیں کرتے یا اوسے بدعت سمجھتے ہین وہ اتباع سنت بأفسامها سے محروم ہین فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون ؀

خطا سے نے قلعی کھول دی آئینہ رخساری	چشمۂ خورشید مین کائی لگی زنگاری کی

قال الملخص صحابہ کبار واہل بیت اطہار باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات واعلم الناس بامور الدین واقربا بسید المرسلین تھے اور ائمہ مجتہدین جو اعلام شریعت و موسس اساس فقہ وکتاب و سنت و اقرب زمان صحابہ تھے جب ان سے اس بارہ مین کوئی قول و فعل ثابت نہین تو بڑا تعجب ہی کہ چھ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کس سے اور کہان سے سند قوی و حکم و دلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان و زمانیان کے کہ شبانہ و زمانیان شهد لهم بالخیر ہین ہم اوسکے قایل حجت و تمسک ہین پس امر دو وجہ سے خالی نہین یا تو وہی حضرات ان امور خاص کو دین و دینیات سے نہین جانتے تھے اس لیے اوسکی طرف توجہ والتفات نہ فرمائی یا اسکے ثواب و ترک کے عذاب سے ناواقف و بی خبر و بے علم تھے جو اس حسنات سے محروم ہے یہ صریح البطلان ہی پس اول مقرر و ثابت ہوا **اقول** ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ یہ مجلس سنت حقیقیہ ہی یا حکمیہ اگر سنت حقیقیہ ہی فہو المطلوب اور اگر سنت حکمیہ ہی تو اسکے لیے قید زمانی نہین ہی ومن ادعی فعلیه البیان **قال** اور اول جس شخص نے احداث اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین اربلی ہی کہ سن چھ سو چار ہجری مین موجد اس امر نزاعی و بدعی کا ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر و نامی کتاب ہی مفصل لکھا ہی کہ وہ فاسق و مسرف تھا ناچ و باجا و راگ و اسراف وغیرہ مین مصروف رہتا تھا **اقول** سلطان اصل موجد عمل مولد نہ تھا اور فاسق و مسرف بھی نہ تھا بلکہ بلے درجے کا متقی و بڑا عالم تھا اسی اتقا کی بدولت خاص اوسکے شہر مین بھی منکرات نہوتے تھے تاریخ ابن خلکان کیطرف جو ان لغویات کی نسبت کی گئی ہی غلط ہی اوسمین تو بڑی دھوم دھام سے سلطان کی تعریف و توصیف لکھی ہی ہم تھوڑی سی عبارت نقل کرتے

ہیں تا ناظرین پر اس اہتمام کی قلعی کھل جاے اور ساری شعبدہ بازی و نغمہ پردازی یاروں کی
نظر و تحسین تک جاتی تاریخ احمد شمس الدین ابن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان موسوم بہ
وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان مما ثبت بالنقل او السماع او اثبته العیان میں ہے
اما سيرته فلقد كان له في فعل الخيرات غرائب لم يسمع ان احدا فعل في ذلك ما فعله فلم يكن في
الدنيا شيء احب اليه من الصدقة كان له كل يوم قناطير مقنطرة من الخبز يفرقها على المحاويج في
عدة مواضع من البلد يجتمع في كل موضع خلق كثير يفرق عليهم في اول النهار وكان اذا نزل من الركوب
يكون قد اجتمع عند الدار خلق كثير فيدخلهم اليه ويدفع لكل واحد كسوة على قدر الفصل من الشتاء والصيف
او غير ذلك ومع الكسوة شيء من الذهب من الدينار والاثنين والثلاثة واقل واكثر وكان قد
بنى اربع خانقاهات للزمنى والعميان وملأها من هذين الصنفين وقرر لهم ما يحتاجون اليه كل يوم وكان
ياتيهم بنفسه في كل عصرية اثنين وخميس ويدخل عليهم ويدخل الى كل واحد في بيته ويتفقده بشيء
من النفقة ويسأله عن حاله وينتقل الى الآخر وهكذا حتى يدور على جميعهم وهو يباسطهم ويمزح معهم و
يجبر قلوبهم وبنى دار للنساء الارامل ودار الصغار الايتام ودار الملاقيط رتب بها
جماعة من المراضع وكل مولود يلتقط يحمل اليهن فيرضعنه واجرى على اهل كل دار ما يحتاجون
اليه في كل يوم وكان يدخل اليها في كل وقت ويتفقد احوالهن ويعطيهن النفقات
زيادة على المقرر لهن وكان يدخل الى البيمارستان ويقف على مريض مريض
ويسأله عن مبيته وكيفية حاله وما يشتهيه وكان له دار مضيف يدخل اليها كل قادم
على البلد من فقيه وفقير او غيرهما وعلى الجملة فما كان يمنع منها كل من قصد الدخول اليها ولهم
الراتب في الدار في الغداء والعشاء واذا عزم الانسان على السفر اعطوه نفقة على ما يليق
بمثله وبنى مدرسة رتب فيها فقهاء الفريقين من الشافعية والحنفية وكان كل وقت
ياتيها بنفسه ويعمل السماط بها ويبيت بها ويعمل السماع واذا طاب خلع شيئا من ثيابه
وسير للجماعة بكرة شيئا من الانعام ولم يكن له لذة سوى السماع فانه كان لا يتعاطى المنكر

ولا یمکن من حاله الی البلد وبنی للصوفیة خانقاهین فیهما خلق کثیر من المقیمین الواردین ویجتمع فی ایام المواسم فیهما من الخلق ما یعجب الانسان من کثرتهم ولهما اوقاف کثیرة تقوم بجمیع ما یحتاج الیه ذلک الخلق ولا بد عند سفر کل واحد من نفقة یاخذها وکان یسیر فی کل سنة دفعتین جماعة من امنائه الی بلاد الساحل ومعهم جملة مستکثرة من المال یفتک بها اسری المسلمین من ایدی الکفار فاذا وصلوا الیه اعطی کل واحد شیئا وان لم یصلوا فالامناء یعطونهم بوصیة منه فی ذلک وکان یقیم فی کل سنة سبیلا للحاج ویسیر معه جمیع ما تدعو حاجة المسافر الیه فی الطریق ویسیر صحبته امینا معه خمسة او ستة آلاف دینار ینفقها بالحرمین علی المحاویج وارباب الرواتب وله بمکة حرسها الله تعالی آثار جمیلة وبعضها باق الی الآن وهو اول من اجری الماء الی جبل عرفات لیلة الوقوف وغرم علیه جملة کثیرة وعمر بالجبل مصانع للماء فان الحاج کانوا یتضررون من عدم الماء وکان رحمه الله متی اکل شیئا واستطابه لا یختص به بل کان اذا اکل من زبدیة لقمة طیبة قال لبعض من بین یدیه من اجناده احمل هذا الی الشیخ فلان او فلانة ممن هم عنده مشهورون بالصلاح وکذلک یعمل فی الحلوا والفاکهة وغیر ذلک من المطاعم والمشارب والکسا وکان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدة سالم البطانة شدید المیل الی السنة والجماعة لا ینفق عنده من ارباب العلوم سوی الفقهاء والمحدثین ومن عداهما لا یعطیه شیئا الا تکلفا ولو استقصیت فی تعداد محاسنه لطال الکتاب انتهی مختصرا محصل یہ ہی کہ سلطان کے ہاتھ سے ایسے ایسے بھلائی کے کام ہوئے کہ کسی بادشاہ سے سنے نہ گئے ہر روز کئی مقام میں بہت سی روٹیاں محتاجوں کو دیتا تھا اور دولت پر خلق کا ہجوم رہتا تھا بقدر حاجت سبکو جاڑے گرمی کے کپڑے دو تین بالکل دینا اور اشرفیاں دیتا تھا اور چار مکان اندھوں اور اپاہجوں کے لیے بنوائے تھے کہ اونمیں اسی قسم کے لوگ رہتے تھے اور اونکے لیے مایحتاج مقرر تھا اور خود اتوار و پنجشنبہ کو مکانوں میں آتا تھا ہر ہر شخص کو دیکھتا تھا کھانے پینے کی کیفیت وغیرہ پوچھتا تھا اونکے ساتھ کشادہ پیشانی و مزاح سے بات کرتا تھا کہ اونکے دل خوش ہو جاتے تھے

اور بیوہ عورت اور یتیم لڑکے اور لقیط کے لیے ایک ایک مکان بنوائے تھے اور ہر مکان کے لیے مایحتاج ہر ہر روز کا مقرر تھا اور خود اکثر وہان آتا تھا احوال دریافت کرتا تھا انکے نفقات مقررہ سے زیادہ دیتا تھا اور جب شفاخانے مین آتا تھا ہر مریض سے غذا وغیرہ کی کیفیت پوچھتا تھا اور ایک مہمانسرا تھی کہ اوسمین ہر قسم کے مسافر بے مزاحمت آتے تھے اونکو صبح و شام کھانا ملتا تھا جب وہ سفر کا عزم کرتے تھے اونکے لیے حسب مناسب نفقہ عنایت ہوتا اور ایک مدرسہ بنایا تھا کہ اوسمین فقہای شافعیہ و حنفیہ رہتے تھے اور ہمیشہ اونکے پاس آتا تھا اور کباب کھلاتا تھا اور وہین سوتا تھا پھر سماع کیطرف متوجہ ہوتا جب خوش ہوتا اپنا کپڑا دیتا اور جماعت کو صبحکو انعام دیتا تھا سماع سے کمال رغبت تھی لیکن وہ سماع نہین جو غیر مشروع ہی اشیای غیر مشروع کو تو اوسکے شہر مین بھی داخل ہونیکی اجازت نہ تھی اور صوفیون کے لیے دو خانقاہین بنائی تھین کہ اوسمین بہت لوگ جمع رہتے تھے کہ جنکی کثرت سے لوگ متعجب رہتے تھے اور دونون خانقاہون کے لیے بہت اوقاف مقرر تھے کہ تمام مصارف کے لیے مکتفی تھے اور اونکی رخصت کیوقت نفقہ ملتا تھا اور ہر سال دوبار امنا کے ہاتھ بلاد ساحل کیطرف بہت مال و زر بھیجتا تھا کہ اوس سے جو مسلمان کفار کے ہاتھون مین گرفتار رہتے تھے چھوڑائے جاتے تھے وہ قیدی جب خدمت مین حاضر ہوتے تو سلطان خود بقدر مناسب اونکو دیتا اور اگر سلطان تک نہ پہنچتے تو حسب الحکم پادشاہ امنا اونکو دیتے اور حاجیون کے لیے بڑی کفالت کرتا تھا پانچ یا چھ ہزار اشرفیان حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا و تعظیما مین بھیجتا تھا کہ وہان مستحقین پر تقسیم ہوتی تھین اور مکہ معظمہ مین اوسکے بڑے آثار ہین کہ بعض اب تک باقی ہین اسی سلطان نے جبل عرفات کیطرف پہلے پانی جاری کیا اور پانی جمع ہونیکے لیے جگہ بنائی مدینہ قبل اسکے حاجیونکو پانی کی کمال تکلیف تھی اور جب کوئی عمدہ کھانا یا میوے یا مٹھائی کھاتا تھا تو مشائخین صالحین کے پاس بھیجتا تھا اور خود نہایت کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدہ نیک نیت شدید المیل

طرف سنت وجماعت کے تھا ارباب علوم سے سوای فقہا و محدثین کے کسیکو نہین دیتا تھا اگر احیانا دیتا تھا تو بہ تکلف اور اگر خوبیان اوسکی پوری بیان کیجائین توکتاب بڑی ہوجائے اگر اسی کا نام فسق و اسراف ہی تو خدا حافظ ہ

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد		عیب نماید ہنرش درنظر	

قال چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے اہتمام مین یہ تھا کہ تیار کراتا تھا قبے لکڑی کے ہر قبے مین چار یا پانچ طبقے ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا ایک قبہ اپنے لیے اور باقی واسطے امرا اور اعیان دولت کے لیے ابتدای صفر سے بزینت وہ قبے آراستہ کیے جاتے تھے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک جماعت راگ گانیوالون کی اور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی اور ایک جماعت باجے والونکی بیٹھتی تھی پھر ہر روز بعد نماز عصر کے اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ گانیوالون کا سنتا تھا اور ٹپے اور خیال خیال گانیوالون پر خوش ہوتا تھا اور خود ناچتا تھا اور جبکہ رہتے دو دن پہلے مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار سے زائد ساتھ طبلون اور آلات غنا اور لہو کے جو کچھ وسکے یہان تھے یہانتک کہ لاتا اونکو میدان تک پھر جلدی کرتے لوگ بادشاہ کے ذبح اور قربانی اونکے مین اور چڑھاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کھانے پھر جب ہوتی رات مولد کی بہت راگ گواتا قلعے مین بعد نماز مغرب سے **اقول** البتہ سلطان مجلس مولد شریف ایسی عمدہ طور پہ کرتا تھا کہ جسکی تعریف انسان سے نہین ہوسکتی تاریخ ابن خلکان مین ہی واما احتفالہ بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان الوصف یقصر عن الاحاطۃ بہ لاکن نذکر طرفا منہ وھو ان اہل البلاد کانوا قد سمعوا حسن اعتقادہ فیہ وکان فی کل سنۃ یصل من البلاد القریبۃ من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرۃ وسنجار ونصیبین وبلاد العجم وتلک النواحی خلق کثیر من الفقہاء والصوفیۃ والوعاظ والقراء والشعراء ولا یزالون یتواصلون من المحرم الی اوائل شہر ربیع الاول ویتقدم مظفر الدین بنصب قباب من الخشب

كل قبة اربع او خمس طبقات ويعمل مقدار عشرين قبة واكثر منها قبة له والباقي للامراء واعيان
دولته لكل واحد قبة فاذا كان اول صفر زينوا تلك القباب بانواع الزينة الفاخرة المتجملة
وقعد في كل قبة جوق من الاغاني وجوق من ارباب الخيال ومن اصحاب الملاهي ولم يتركوا
طبقة من تلك الطباق حتى زينوا فيها جوقا وتبطل معايش الناس في تلك المدة وما يبقى
لهم شغل الا التفرج والدوران عليهم وكانت القباب منصوبة من باب القلعة الى باب الخانقاه
المجاورة للميدان فكان مظفر الدين ينزل كل يوم بعد صلوة العصر ويقف على قبة قبة الى
آخرها ويسمع غنائهم ويتفرج على خيالاتهم وما يفعلونه في القباب ويبيت في الخانقاه
ويعمل السماع فيها ويركب عقيب صلوة الصبح يتصيد ثم يرجع الى القلعة قبل الظهر بكذا يعمل كل يوم
الى ليلة المولد وكان يعمله سنة في ثامن الشهر وسنة في ثاني عشره لاجل الاختلاف الذي
فيه فاذا كان قبل المولد بيومين اخرج من الابل والبقر والغنم شيئا كثيرا زائدا عن الوصف وزفها
بجميع ما عنده من الطبول والاغاني والملاهي حتى ياتي بها الى الميدان ثم يشرعون في نحرها
وينصبون القدور ويطبخون الالوان المختلفة فاذا كان ليلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلي
المغرب في القلعة ثم ينزل وبين يديه من الشموع المشتعلة شيء كثير وفي جملتها شمعتان او اربع
اشك في ذلك من الشموع الموكبية التي تحمل كل واحدة منها على بغل ومن ورائها رجل يسندها
وهي مربوطة على ظهر البغل حتى ينتهي الى الخانقاه فاذا كان صبيحة يوم المولد انزل الخلع من القلعة
الى الخانقاه على ايدي الصوفية على يد كل شخص منهم بقجة وهم متتابعين كل واحد وراء
الآخر فينزل من ذلك شيء كثير لا اتحقق عدده ثم ينزل الى الخانقاه وتجتمع الاعيان
والرؤساء وطائفة كثيرة من بياض الناس وينصب كرسي للوعاظ وقد نصب مظفر الدين
برج خشب له شبابيك الى الموضع الذي فيه الناس والكرسي وشبابيك آخر للبرج
ايضا الى الميدان وهو ميدان كبير في غاية الاتساع ويجتمع فيه الجند ويعرضهم ذلك النهار
وهو تارة ينظر الى عرض الجند وتارة الى الناس والوعاظ ولا يزال كذلك حتى يفرغ الجند

من عرضهم فعند ذلک یقدم السماط فی المیدان للصعالیک و یکون سماطاً عاماً فیہ من الطعام والخبز شیٔ کثیر لا یحد ولا یوصف و یمد سماطاً ثانیاً فی الخانقاہ للناس المجتمعین عند الکرسی و فی مدۃ العرض و وعظ الوعاظ یطلب واحداً واحداً من الاعیان والرؤساء والوافدین لاجل ہذا الموسم ممن قدمنا ذکرہ من الفقہاء والوعاظ والقراء والشعراء و یخلع علی کل واحد منہم ثم یعود الی مکانہ فاذا تکامل ذلک کلہ حضروا السماط وحملوا منہ لمن یقع التعین علی الحمل الی دارہ ولا یزالون علی ذلک الی العصر او بعدہا ثم یبیت تلک اللیلۃ ہناک و یعمل السماعات الی بکرۃ ہکذا دابہ فی کل سنۃ وقد لخصت صورۃ الحال فان الاستقصاء یطول فاذا فرغوا من ہذا الموسم تجہز کل انسان للعود الی بلدہ فیدفع لکل شخص شیأ من النفقۃ یعنی سلطان مظفر الدین محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتا تھا اوسکی پوری تعریف نہین ہوسکتی چونکہ سلطان کا حسن عقیدہ درباب انعقاد مجلس میلاد کے شہرۂ آفاق تھا ہر سال بغداد و موصل و جزیرہ و سنجار و نصیبین و بلاد عجم سے جوق جوق فقہا و صوفیہ و واعظین و قراء و شعراء محرم سے اوائل ربیع الاول تک اربل مین آتے تھے اور سلطان لکڑی کے بیس عدد قبے قلعے کے دروازے سے خانقاہ کے دروازے تک جو میدان کے متصل بنا ہوا تھا ہر قبے مین چار پانچ درجے ہوتے تھے ایک قبہ خاص سلطان کے لیے ہوتا تھا اور باقی ہر ہر امیر و اعیان دولت کے لیے ایک ایک قبہ پھر اوائل صفر مین ان قبون کی نہایت زینت ہوتی تھی اور ہر قبہ مین ایک ایک جوق اہل سماع و ارباب خیال کے ہوتے تھے اور لوگ خوشیان کرتے تھے اور سیر کرتے تھے سلطان بعد نماز عصر کے ہر ہر قبے مین تشریف فرما ہوتا تھا اور وہان مجلس سماع ہوتی تھی اور خیالات پر خوش ہوتا تھا اور خانقاہ مین خواب استراحت فرماتا تھا اور وہان بھی مجلس سماع منعقد ہوتی تھی پھر بعد نماز صبح کے شکار مین مصروف رہتا تھا اور قبل ظہر کے قلعے مین نزول اجلال فرماتا تھا شب میلاد تک یہی دستور رہتا تھا اور مجلس میلاد ایک سال آٹھوین تاریخ کو کرتا اور ایک سال بارھوین کو بلحاظ اختلاف روایت کے پھر مجلس میلاد کے

دو روز قبل بہت سے اونٹ وگائین وبکریان نکالتے تھے اور انکو جلدی ہانکتے تھے طبول اغانی
وملاہی کے ساتھ تاآنکہ وہ میدان مین پونہچتے پھر وہ ذبح کیے جاتے تھے اور انواع واقسام
کے کھانے پکائے جاتے تھے شب میلاد کو بعد نماز مغرب کے مجلس سماع قرار پاتی قصائد
وغیرہ مدح مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھے جاتے تھے پھر قلعے سے خانقاہ مین شمعین
روشنی کی وفور کے ساتھ داخل ہوتا پھر صبح شب میلاد کو صوفیہ کو خلعت بیشمار عطا ہوتے
پھر وعظ کے لیے کرسی نصب ہوتی اور ارکان دولت اور بہت سی مخلوق جمع ہوتی تھی
اور اوسوقت سلطان ایک ٹکے برج مین رونق افروز ہوتا اوس برج مین ایک شبکہ کرسی کی طرف
ہوتا اور کئی شبکے میدان کیطرف اور اوس میدان وسیع مین فوج ملاحظے کے لیے
جمع ہوتی اور سلطان کی کیفیت ہوتی کہ ایکبار فوج کے ملاحظے کو میدان کے شبکون
مین رونق افروز ہوتا اور ایکبار دوسری طرف کے شبکے مین وعظ سننے کے لیے اور فوج کے
ملاحظے و وعظ کے سننے کے وقت ہر ہر اعیان دولت و فقہا و واعظین و قرا و شعرا کو
اپنے نزدیک بلاتا اور خلعت فاخرہ عنایت فرماتا جب ساری فوج ملاحظے سے گذرتی تو
بھونے گوشت وکباب وعمدہ عمدہ کھانے فقرا پہ تقسیم ہوتے اور خانقاہ مین جو لوگ
مجتمع ہوتے انکو بھی ملتے جب تقسیم کامل ہو جاتی تو باقی لوگون کے گھرون کو تقسیم ہوتا اور
یہ طور عصر یا عصر کے بعد تک رہتا پھر سلطان شب کو وہین آرام فرماتا و مجلس سماع کی
صبح تک رہتی ہر سال سلطان کا یہی طریقہ رہتا جب لوگ اپنے اپنے شہرونکا قصد کرتے
ہر شخص کے لیے نفقہ سلطان کیطرف سے عنایت ہوتا ان افعال سے پھر کوئی فعل
سلطان کا ایسا نہ تھا کہ علم وحلم وسخاوت واتباع سنن ومحبت علم کو مٹا کے فاسق وفاجر
بنا دے سماع کو اکابر علما جائز ومشروع سمجھتے ہین اس لیے سلطان مجلس سماع مین حاضر ہوتا تھا
سلطان کا رقص عبارت ابن خلکان سے ثابت نہین ہوتا ہے ۹

اگر ثابت بھی ہو تو رقص صوفیہ جائز ہی طبل بھی شرعا جائز ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی
واما ما عدا ذلک فلیس فے معناہ کالطبل والقصیب سوی ما اعتادہ اہل الشرب فانہ اذا ارتفع علیہ
المشابہۃ بقی علی الاصل الاباحۃ انتہی مختصرا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جس مزمار کو اہل شرب
استعمال کرتے ہین بسبب مشابہت کے ممنوع ہی ما وراء اوسکے اپنی اباحت پر ہین جیسے
طبل وقصیب لشکر کا غنا ولہو بھی جائز ہی مرقاۃ مین ہی قال النووی اجازت الصحابۃ
غناء العرب الذی فیہ النشاد وترنم والحداء وفعلوہ بحضرتہ صلی اللہ علیہ وسلم ومثلہ لیس بحرام
حتی عند القائلین بحرمۃ الغناء پھر ارتکاب مباحات شرعیہ سے ایسے عالم عامل سلطان
باذل کی شان مین یہ دشنام دہی ہرگز مناسب نہ تھی ؎

الٰہی کس سکینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہی		کہ آج کوچہ مین اوسکے شور یا ہی فتنہ قیامتی ہی

قال اور سبط ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مرآۃ الزمان مین لکھا ہی مجلس راگ کی آراستہ کرتا تھا
صوفیون کے لیے ظہر سے فجر تک اور خود ناچتا تھا **اقول** البتہ حق سماع یہی ہی کہ خاص
اوسکو یا سامعین حاضرین کو جن چیزون سے تشویش حاصل ہوتی ہو نہ کرے اسی لیے
رقص منع ہی مگر جب ایسی بیہوشی طاری ہو کہ مطلق ان افعال کا علم نہو یا ایسی کیفیت
طاری ہو کہ اپنے کو ان افعال سے باز نرکھہ سکتا ہو ایسی صورتمین معذور سمجھا جائیگا خود
شارع نے ایسے ایسے مواقع پر اجازت دی ہی کیا عام حدیبیہ مین اور عبد اللہ ابی رئیس
المنافقین کی وفات کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت دین کی غالب آئی تھی
کیا عام حدیبیہ مین صلح کا انکار اور ابن ابی کی نماز جنازہ کا اور دعا کا اور قبر پر کھڑے ہونیکا
انکار نہین کیا تھا اور کیا ابی طیبہ رضی اللہ عنہ نے خون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ بعد حجامت کے نکلا تھا تبرکا بسبب حب اسلام کے نہین پیا تھا شرح عین العلم ملا
علی قاری مین ہی ویحترز عما یشوش علیہ وعلی غیرہ ان امکن لہ کالرقص الا ان صار مغلوبا علی
عقلہ بحیث لا یعلم یفعلہ وکان مجذوبا لا یطیق الامتناع عنہ فیعذر الخ انتہی مختصرا اگر سلطان نے

کہ صوفی عالم و عامل و اہل دل سے تھا بے اختیار و بے تاب ہو کر مجلس سماع مین
رقص کیا تو حسب تقریر صاحب عین العلم و ملا علی قاری سکے کیا برا کیا ہے

خلش خار کا کھٹکا ہی بغل مین موجود		دیکھیے گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

قال امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکھا ہی البتہ سماع اور قول اور رقص جو صوفی ہمارے زمانے
کے کرتے ہین حرام ہی نہین جائز ہی جانا اور بیٹھنا اوسمین اقول امام سکے زمانے مین
صوفیہ کی مجلس سماع مین مزامیر با امارد و نسوان ہوتے ہونگے اس لیے اوسے امام نے
حرام کہا ہوگا ایک قسم خاص کے حرام ہونے سے ہر اقسام کی حرمت لازم نہین آتی سماع
کی چار قسم ہین عبادت مندوب مباح حرام اگر سماع ترویح نفس و دفع ملالت کے لیے ہو
عبادت ہی اور اگر خدا کے حب اور اوسکے اوامر مین تامل کے لیے ہو مندوب ہی اور
اگر مقامات مباح مین سرور و فرح کے لیے ہو تو مباح ہی اور اگر با مزامیر ہو یا امرد و نسوان سے
ہو تو حرام ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی او اکد المتغنی بہ حبہ تعالی بذکرہ والتامل
فی امرہ فانہ مندوب ان اکد المتغنی بہ السرور و الفرح فیما یباح فیہ کالعید والعرس والولادۃ
والختان و حفظ القرآن کذا اجتماعہ الاخوان فی بعد الزمان للطعام والکلام وکذا قدوم بعض
الاصحاب من السفر فہو ماثور عن السلف و الخلف بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عبد العزیز صاحب
نے بعض جوابات مین تحریر فرماتے ہین در مقدمہ سرور و غنا ولو مع الدف روایات حنفیہ
مختلف آمدہ اما ارجح واقوی من حیث الدلیل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی
الکتب المعتبرۃ ہمین ست کہ سرور و غنا مجرد از مزامیر مباح ست و دف از جملہ مزامیر مستثنی است
زیرا کہ سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ بہمین
روایات فتوی دہد و اولیاء اللہ خصوصاً اکابر چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور
مزامیر و آلات لہو و الغرض چونکہ اباحت سماع و غنا عظماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی
ہی و مشایخ عظام و علماء کرام سلفاً و خلفاً مجلس سماع کرتے آئے اور اوسکے جواز کا

فتوی دیتے آئے تو نفس سماع کو حرام کہنا یا اوسکے سننے والے و فتوی دینے والیکو فاسق کہنا نچاہیے

شعر ازانکه شور طرب در سرست	اگر آدمی را نباشد خرست

شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی واما نقل ابو طالب المکی اباحة السماع عن جماعة من الصحابة والتابعین کعبد الله بن جعفر وابن الزبیر ومعاویة وغیرهم فانما محمول علی سماع لیس فیه شیء من الغنا کسماع القرآن و اشعار العرب ولو بالالحان واما علی مذهبهم المختار عندهم فان المسئلة خلافیة لا اجماعیة

نازم بچشم خود که جمال تو دیده است	افتم بپای خود که بکویت رسیده است
هر دم هزار بوسه زنم دست خویش را	کو دامنت گرفته بسویم کشیده است

قال اور ہدایہ مین ہی دلالت کرتا ہی مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے حرام ہین یہانتک کہ گانا ساتھہ بجانیکے **اقول** جو سماع مزامیر کے ساتھہ ہو اوسے ہم بھی حرام کہتے ہین یہ تقریر نہ تمھاری مفید ہی اور نہ ہمارے لیے مضر اس لیے کہ سلطان کے سماع مزامیر کے ساتھہ نہ تھے سلطان چونکہ خود عالم عامل تھا اور اوسکی مجلس مین اکابر محدثین و فقہا و متصوفین شریک رہتے تھے غیر مشروعات کو وہان دخل نہ تھا **قال** بالجملہ فاسق ہونا مظفر الدین بادشاہ مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تھے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان کو اور کو جائز کہتے تھے ثابت ہی اور فتوی ایسے لوگون کا قابل قبول کے نہین **اقول** سلطان اور اوسکے ہمنشین علما محدثین ہرگز فاسق نہ تھے پر تم ان لوگونکو گالی دیکے مفت مین فاسق بنتے ہو کہ سباب المؤمن فسوق

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیره ام در چشم بندی خدا

قال اور مؤید اسکا ہی تاریخ ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہو او وقت جانے خراسان کی اربل مین آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکھکر واسطے خوشی و رضامندی مظفر الدین کے ایک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کرکے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا پھر تو جاری و ساری ہوگیا یہانتک کہ اس وجہ کو پہنچا حال تزئین و القا

شاہ اربل کا احداث بدعت و رواج و شغل غنا و مزامیر و اسراف سے ظاہر ہو گیا کہ کیسا قابل ملامت
تھا **اقول** سلطان کی نسبت جو کچھ ارشاد ہوا سب خلاف واقع ہی نہ اوسنے کسی بدعت کا
احداث کیا نہ شغل غنا و مزامیر میں رہتا تھا نہ مسرف تھا نہ قابل ملامت تھا بلکہ متدین متقی عالم عادل سخی تھا

گویند کہ ہجو کرد مارا شخصے	شیرین و لطیف ہمچو شیر و شکر
صد شکر کہ آنچہ عیب ما بود و غبار	امروز برای دیگری گشت ہنر

قال اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں بلفظ متہم فی النقل
مجروح کیا ہی اور ابن نجار نے ابن دحیہ کے حال میں نقل کیا ہی کہ رأیت الناس
مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنی دیکھا مینے بہت
آدمیونکو کہ متفق تھے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف ہونے اوسکے اور اوپر
دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے کہ نہ سنا اوسے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات
اوس شخص کے کہ جسکی نہ ملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تھا
کسی شخص سے دعوی کرتا تھا کہ اوسکو سنا ہی اور جس سے ملاقات اوسکو نہ تھی دعوی کرتا تھا
کہ اوس سے ملاقات ہی اور کتب اسماء الرجال وغیرہ مین بہت قصے اوسکے واضع وکذاب
ہونیکے لکھے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین بیان
اقسام وضاعین احادیث کے لکھا ہی ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بآرائہم
فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب
یعنی ایک قسم وضاعین حدیث کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہوتے ہین جانب قائم
کرنے دلیل کے اوس مسئلہ پر کہ فتوی دیا ہی اوسکا اپنی رای سے پس حدیث بناتے
ہین کہا گیا ہی کہ ابو الخطاب بن دحیہ یہ بات کرتا تھا اور شاید کہ اوسنے وضع کی ہی حدیث
قصر کی نماز مغرب مین اور کہا ابن حافظ ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مینے کہ یہ ابن
دحیہ ہلکا جاننے والا ہی دین کے کامون کا عادت رکھتا ہی جھوٹ بولنے کی دین

کا موضعین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکھا ہی کہ نہ اچھا معلوم ہوا مجکو حال
ابن دحیہ کا تھا بہت برا کہنے والا اماموں کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنبھوری نے کہ مشایخ
مغرب نے لکھا جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پھر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول سنبھوری
کے کہ پھر دیکھین مینے ابن دحیہ سے بہت چیزین کہ دلالت کرتی تھین مجروح ضعیف ہونے پر
اقول ابن خطاب بہت بڑا عالم و محدث و ادیب تھا بلاد اندلس مین علم حدیث پڑھا اور
وہان کے علما و مشایخ کی صحبت مین مدت تک رہا پھر وہان سے بر الغدوہ مین آیا پھر
افریقیہ مین پھر دیار مصر مین پھر شام و شرق و عراق مین اور بغداد مین بعض اصحاب
ابن الحصین سے سماع حدیث کی اور واسط مین ابو الفتح محمد بن احمد میدانی سے پھر عراق
عجم و خراسان اور مازندران گیا لیکن یہ سب سفر صرف تحصیل و تکمیل فن حدیث کے لیے
تھا اور اصبہان مین ابی جعفر صیدلانی سے و نیشاپور مین منصور بن عبد المنعم سے سماع
حدیث کی الغرض تحصیل علم حدیث مین اسقدر محنت و جانفشانی ابن دحیہ کے فضل و کمال پر
بہت بڑی دلیل ہی تاریخ ابن خلکان مین ہی وکان ابو الخطاب المذکور من اعیان العلماء
ومشاہیر الفضلاء متقنا لعلم الحدیث النبوی وما یتعلق بہ عارفا بالنحو واللغۃ وایام العرب
واشعارہا الی آخر ما قال اس زمانے مین ادنی ادنی شخص جنھین ایک حدیث یاد نہین
اور طلب حدیث مین کبھی دروازے کے باہر پاؤن بھی نہ رکھا اپنے کو محدث کہلاتے
ہین اور ایسے ایسے اکابر کے حق مین کیا کیا کلمے زبان پر لاتے ہین فاکہانی کے
جواب مین علامہ سیوطی یہ تحریر فرماتے ہین انہ احد ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب
الی اللہ عز وجل محضر عندہ العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ ابن دحیہ وصنف لہ
من اجلہ کتابا فہولاء علماء متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ اس عبارت سے کمال
تعظیم ابن دحیہ کی پائی جاتی ہی اس لیے کہ علما و صالحین کے ذکر کے بعد ابن دحیہ کا
ذکر بطور تخصیص بعد تعمیم کے ہی جس سے فائدہ تعظیم کا حاصل ہوتا ہی سوا اسکے ہولاء

علماء متدینون کے مشارالیہ ابن دحیہ بھی ہین الغرض محدثین کے نزدیک ابن دحیہ کا
بہت بڑا اعتبار ہی اس لیے جابجا اپنی کتابونمین ابن دحیہ کی روایات واقوال کی سند
لاتے ہین علامہ سیوطی طرح السقط ونظم اللقط مین فرماتے ہین قال القرطبی انہ لایجوز
لحاکم ان یقبل بعلمہ الا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الحافظ ابن دحیہ اختص النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بان لہ قتل من اتہم بالزنا من غیر بینتہ ولایجوز ذلک لغیرہ انتہی مختصرا علامہ
نے اس عبارتمین ابن دحیہ کو بلفظ حافظ معنون کیا ہی بغیۃ الوعاظ مین خود علامہ
سیوطی فرماتے ہین الحافظ ابوالخطاب کان من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء
متقنا بعلم الحدیث وما یتعلق بہ اور تدریب الراوی کی عبارت جو ابن دحیہ کی نسبت
لکھی گئی ہی معنون بہ لفظ قیل ہی جس سے صاف ضعف نمایان ہی اس ضعف پر بھی
کانہ سے تمریض پائی جاتی ہی خیر اگر ہم فرض کرین کہ کسی نے قصر مغرب مین وضع حدیث
کی نسبت بھی کی تو کیا اس سے ابن دحیہ واضع ٹھہر جاینگے ابوحفص بلقینی
وابن الملقن وعراقی صاف فرماتے ہین کہ ابن دحیہ کیطرف کسی نے اسکا جزم نہین کیا
اور نہ اونکے ترجمے مین اسکا ذکر کیا کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث مین ہی
وضرب بلحیون الی اقامتہ دلیل علی ما افتروا بانہم فیضعون قال شیخنا العراقی کما نقل عن
ابی الخطاب ابن دحیہ ان ثبت عنہ النہی وقد حدثنی مشایخنا الحفاظ الثلاثۃ ابوحفص
البلقینی ابن الملقن والعراقی کل بالقاہرۃ بان ابا الخطاب ابن دحیہ المذکور وضع
حدیثا فی قصر صلوۃ المغرب ولم یجزم احد منہم بذلک وہذا لم اذکرہ فیہم لانہ لم یجزم احد منہم بذلک
ولم ارا حدا جزم عنہ بذلک ولا ذکر ذلک فی ترجمتہ وکان ینبغی لشیخنا العراقی ان تمیس بغیر
ابن دحیہ لکونہ ما ثبت عنہ ذلک وعلامہ تلمسانی نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب
مین فرماتے ہین وتکلم فیہ جماعۃ فیما ذکرہ ابن النجار وقدرہ اجل مما ذکروہ قال جب
معلوم وثابت ہوا حال کاذب وفاسق ہونے محدث وعین ومروج کا تو کھل گیا

سبب اہل انصاف و تمیز پر حال شیخ محدث کا کہ کس قدر مخالف و مجروح و مقدوح ہی و چنانچہ
کتاب شرعۃ اللہ میں مرقوم ہی ومنها القيام عند ذكر وضع خير الانام في عمل مولده عليه الصلوة والسلام
فانه بدعة لا اصل لها في الشرع كيف وقد دلت الاحاديث والآثار على كون القيام للتعظيم القادم مكروها
فما بال هذا القيام الذي احدث عند حكاية القدوم في هذا العمل فلو سلم مشروعية القيام للتعظيم
القادم كما هو مذهب بعضهم لا يلزم منها مشروعية هذا القيام ولا تغتر باعتياده المدعون للوجد
والمحبة فان كثيرا منهم اشتغلوا بالمزامير والملاهي والرقص وامثالها مع اتفاق العلماء سيما
الحنفية على حرمتها یعنی بعض مدعیوں سے قیام ہی وقت ذکر ولادت خیر الانام کے بیچ
عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پس ہر آئینہ وہ بدعت ہی کچھہ اصل نہیں اوسکی
شرع میں کیونکر نہ بے اصل ہو حال یہ کہ دلالت کیا احادیث و آثار نے اوپر ہونے قیام کے
مکروہ واسطے تعظیم شخص آنیوالے کے پس کیا حال ہی اس قیام کا کہ نو پیدا ہوا وقت بیان
قدوم کے اس عمل مولد میں پس اگر تسلیم کیجاوے مشروعیۃ قیام کی واسطے تعظیم آنیوالے
کی جیسا کہ مذہب بعضوں کا ہی تو اس سے لازم نہیں آتا ہی مشروع ہونا اس قیام کا
و نہ فریفتہ ہو تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی مدعیان وجد و محبت نے اس واسطے کہ اکثر اون میں
کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر و ملاہی و ناچ و مثال اوسکے با وجود اتفاق علماء کے خصوص
علماء حنفیہ اوپر حرمت اوسکے **اقول** تقریر سابق سے کسی کا فسق و فجور ثابت نہیں ہوا
بلکہ فضل و کمال و اتباع سنن متحقق ہوا فتذکر ما سلف مگر شرعۃ اللہ کی عبارت جو نقل کی گئی
ہی وہ تمہاری تقریرات سابق کے منافی ہی اس لیے کہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ بعض
مذہب پر قیام تعظیمی درست ہی اور تمنے سابقا کل کی نفی کی ہی سوا اسکے ارباب وجد
و محبت کے مقدمے میں جو لکھا گیا کہ اکثر لوگ مزامیر و ملاہی رقص میں مشغول رہتے ہیں تو ہمکو
اوس سے بحث نہیں ہی ہم ایسے لوگوں کے قول کی سند لاتے ہیں نہ اونکی اقتدا کرتے ہیں ۵

چنی تونے افشاں جو اپنی جبین ہی		ستاروں میں اوسکی چنان اور چنین ہی

قال قال الحلبی وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ یعنی کہا قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت مین کہ جاری ہوئی عادت اکثر محبین کی جب سنتے ہین وہ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے ہین واسطے تعظیم آنحضرت کے وحال آنکہ قیام بدعت بے اصل ہی اقول اس مقام پر تھوڑی سے عبارت بطور لاتقربوا الصلوۃ کے نقل کی گئی ہی پوری عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قامع البدعات استحسان کے قائل ہین علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین فرماتے ہین ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ای لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد قال العز بن عبد السلام رحمہ اللہ ان البدعۃ تعتریہا الاحکام الخمسۃ وذکروا من امثلۃ کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ای شرعنا ما لیس منہ فہو رد لان ہذا عام ارید بہ خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس اللہ سرہ ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو من البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو من البدعۃ المحمودۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وعظم ؎

	قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب		علی ورق من خط احسن من کتب	
	وان تنہض الاشراف عند سماعہ		قیاماً صفوفاً او جثیا علی الرکب	

فعند ذالک قام الامام السبکی رحمہ اللہ وجمیع من بالمجلس فحصل انس کبیر بذالک المجلس ویکفی ذالک
فی الاقتدا یعنی بہت لوگون کی عادت ہی کہ جب ذکر ولادت باسعادت سنتے ہین تعظیماً
کھڑے ہوتے ہین اور یہ قیام بدعت ہی اسکے لیے اصل نہین ہی لیکن بدعت حسنہ ہی اس لیے
کہ سب بدعت مذموم نہین ہوسکتی نماز تراویح کے لیے اجتماع ناس کی مقدمے مین حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعمت البدعۃ عزبن عبد السلام نے کہا کہ بدعت پر احکام خمسہ متعلق
ہوتے ہین کہ انکی مثالون کا ذکر کرنا خالی طوالت سے نہین ہی اور یہ ایاکم ومحدثات الامور
وغیرہ احادیث کے منافی نہین اسواسطے کہ یہ عام ہی اس سے خاص ارادہ کیا گیا امام
شافعی نے کہا کہ جو بدعت مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو بدعت ضالہ سے ہی
اور جو نئی چیز کہ قسم خیر سے ہو اور انکے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ سے ہی اور وقت ذکر اسم مبارک
کے عالم امۃ مقتدی ایمہ امام تقی الدین سبکی نے قیام کیا اور انکے زمانیکے تمام مشایخ کبار نے
انکی اقتدا کی ایک روز امام سبکی کے پاس بہت علما ہی زمانہ مجتمع تھے کہ کسی نے قول صرصری
قلیل لمدح المصطفی الخ پڑھا امام اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوے اور اس قدر
اقتدا کے لیے کافی ہی قال قال صاحب نور الیقین لمن طلب الدین چیزیکہ نام آن مولد
نہادند بدعت ست چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ کس را بدین نفرمودہ ونہ خلفا
ونہ ایمہ ونہ خود این فعل کردہ اند انتہی اقول بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہوگی
اگر بالفرض سیئہ مراد ہو تو جواب اسکا سابقاً مذکور ہوا ہی قال اور قاضی شہاب الدین
دولت آبادی اپنے مجموعہ فتاوی مسمی تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما یفعلہ الجہال علی
راس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشئ ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجئ وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد شرک وقد

وجد صادق من غیر ریاء و تکلف او قام باختیار من غیر اظہار وجد و قام لہ الجماعۃ فلا بد من الموافقۃ
فذلک من آداب الصحبۃ ولکل قوم رسم ولابد من موافقۃ الناس باخلاقہم کما ورد فی الخبر لاسیما اذا کانت
اخلاقا فیہا حسن العشرۃ والمخالطۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی
عہد الصحابۃ فلیس کل ما یحکم بالاباحۃ منقولا عن الصحابۃ وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماثورۃ ولم
ینقل النہی عن شیء من ہذا انتہی ملخصا اس مقام میں ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مجلس مولود
میں وجد صادق سے یا بدون وجد کے کھڑا ہوا اور جماعت اوسکے لیے کھڑی ہو تو موافقتہ
کھڑے ہونا ضروری ہی سوا اسکے جب مجلس میلاد میں قیام استحسان علماء سے ہوگیا ہی اور اہل اسلام
عرب و عجم قیام کیا کرتے ہیں تو ضرور چاہیے کہ آدمی انکی موافقت اخلاق میں کیجاے خصوصا جب
اس قسم کے اخلاق ہوں کہ اونمیں حسن عشرت و مخالطت ہو اور مساعدت سے باعث خوشی کا
ہو اور اگرچہ اس قیام کا حصول زمانہ صحابہ میں نہ ہو مگر جو کچھ مباح ہی اوسکا زمانہ صحابہ میں ہونا ضرور
نہیں ہاں بدعت محذورہ وہ بدعت ہی کہ سنت ماثورہ کے خلاف ہو اور اس مقدمے میں کہیں
نہی وارد نہیں ہوئی **قال** سوا اسکے قدما و اکابر علماء مذاہب اربع جو بڑے نامی گرامی و صاحب
تصانیف معتبرہ ہیں وہ مانع و منکر اس عمل مولد کے ہیں **اقول** اسماء منکرین جو پیش کیے گئے
وہ اقسام ہفتگانہ سے خالی نہیں پہلی قسم اونکا مجوز ہونا یقینا معلوم ہی دوسری قسم
کتب محولہ میں انکار نہیں پایا جاتا تیسری قسم انکار اگرچہ پایا جاتا ہی مگر محققین مستندین نے
اوسکا جواب بھی دیا ہی چوتھی قسم مذبذبین یعنی اونکے کلام سے بعض ناظرین مجوزین
میں داخل کرتے ہیں پانچوین قسم منکرین کیطرف سے تصحیح نقل نہو سکی چھٹی قسم منکرین
غیر معتبر ہیں ساتوین قسم منکرین مجہول الحال ہیں **قال** مثل ابو عبد اللہ بن الحاج
مالکی صاحب مدخل **اقول** یہ چوتھی قسم مین داخل ہین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ
نے انھیں مجوزین مین شمار کیا ہی اور علامہ سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی کے کلام سے بھی
انکا مجوز ہونا پایا جاتا ہی اور سبیل الہدی میں ہی میلاد مین خاصۃ عبادۃ وخیر کے لیے بہت کچھ

لکھا ہی تھوڑی سی عبارت یہان نقل کیجاتی ہی وکان یحب ان یزاد فیہ من العبادۃ والخیر
شکر اللمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وانکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علے غیرہ
من الشہور شیئا من العبادات وما ذاک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفقہ امتہ لانہ علیہ الصلوۃ
والسلام کان یترک العمل خشیۃ ان یفرض علی امتہ رحمۃ منہ بہم اور ظاہر ہی کہ عمل مولد بھی
اسیمین داخل ہی **قال** اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد **اقول** یہ ساتوین قسم مین
داخل ہین اور قول معتمد اسم بامسمی نہین ہی اگر ہی تو مجوزین کی کسی تحریرون سے
یا اون کتابون سے کہ جن سے مجوزین نے نقل واستناد کیا ہو یا منکرین کی مستندین
سابقین کی کتب مشہورہ ومعروفہ سے یا عموما اون کتابون سے کہ متداول ومتعارف
ومستند ہین اسکا استناد ثابت کیا جائے **قال** اور علی بن ابی الفضل المقدسی مالکی اور
ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید مالکی اور محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب
البدع والحوادث **اقول** بلحاظ علامہ سیوطی وابن حجر عسقلانی وابن جزری وابن
جوزی وملا علی قاری وغیرہ محدثین کبار کے یہ حضرات چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور شمس الدین بن القیم حنبلی **اقول** یہ ابن تیمیہ کے خاص شاگرد ہین اس باب مین
انکا قول قابل اعتبار نہین اس لیے یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہونگے **قال**
اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین بن اصل الشافعی مصنف شرح
البعث والنشور اور عبد الرحمن مغربی حنفی صاحب فتاوی **اقول** بمقابلہ کلام علمای
محدثین سابقین کے انکا کلام قابل وثوق نہین تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہوسکے
قال اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی مصنف تفسیر بحر مواج ومولف فتاوی
تحفۃ القضاۃ **اقول** قاضی شہاب الدین کی تصانیف دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی
صاحب کو علم حدیث نہ تھا چنانچہ سابقا مذکور ہوا تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور بیر علی افندی حنفی مصنف طریقہ محمدیہ **اقول** بیر علی افندی تو مصنف طریقہ محمدیہ

سے نہیں ہین اور طریقہ محمدیہ مین اسکا انکار بھی پایا نہین جاتا بلکہ مصنف اوسکے محمد افندی برکلی رومی
ہین برکل توابع روم سے ہی تو یہ دوسری پانچوین قسم مین داخل ہین **قال** اور ابن حبیب افندی حنفی شارح
طریقہ محمدیہ **اقول** شارح اسکے عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی ہین چنانچہ یہ شرح مصر مین
چھپ گئی ہی یہ بھی دوسری قسم مین داخل ہین **قال** اور علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ
اقول یہ بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور امام شعرانی صاحب کتاب تنبیہ
اقول تنبیہ امام شعرانی مین کہین اسکا انکار پایا نہین جاتا بلکہ امام نے لواقح الانوار مین شیخ احمد
بدوی کے مولد کی دھوم دھام جو لکھی ہی اوس سے صاف نمایان ہی کہ امام مجلس مولد نبوی کے جواز
کبھی منکر نہین ہو سکتے لواقح الانوار مین ہی وتخلفت عن میعاد حضوری للمولد سنة ثمان واربعين
وتسع مائة وكان هناك بعض الاولياء فاخبرني ان سيدي احمد رضي الله عنه كان ذلك اليوم يكشف
الستر عن الضريح ويقول ابطاء عبد الوهاب وما جاء دوسرے مقام مین ہی واخبرني شيخ شيخنا الشيخ
محمد الشناوي رضي الله عنه ان شخصا انكر مولده فسلب الايمان فلم يكن فيه شعرة تحن الى دين
الاسلام فاستغاث لسيدي احمد رضي الله عنه فقال بشرط ان لا تعود فقال نعم فرد عليه ثوب
ايمانه سبحان اللہ انکار مولد شیخ احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے تو ایمان مسلوب ہو جاوی اور سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد سے کھلے کھلے انکار کیا جاوی تو امام پہلی دوسری چھٹی قسم مین
داخل ہین **قال** اور تاج العلما تاج الدین فاکہانی **اقول** تیسری قسم مین داخل ہین اس لیے
کہ فاکہانی نے جو کچھ اس باب مین لکھا ہی علامہ سیوطی نے اوسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہی
قال اور مولانا فضل اللہ صاحب بہجۃ العشاق **اقول** یہ چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور
صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی اور صاحب فتاوی خیر السالکین **اقول** یہ حضرات
بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
اقول یہ دوسری قسم مین داخل ہین رشید المتکلمین قاضی رشید الدین خان دہلوی رح جواب
استفتا مین کہ وہ بطور رسالے کے مدون ہی فرماتے ہین انچہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالی

شاہ عنہ از مولود خوانی پیرزادہ ہای خود منع نوشتہ اند مراد ازان قصائد و نعت وغیرہ بالحان خوش
کہ داخل سماع و نغمہ باشد سد الباب مخالفت وضع بزرگان طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم کہ شہزادہا
ہر شب جمعہ مجلس سماع اختیار نمودہ بودند تفصیل اینمقدمہ در مقدمہ مکتوبات و بیست و ہفتاد و سیوم
و مکاتبات دیگر از جلد اول حضرت رضی اللہ عنہ الشان باید طلبید بحیثیت تطویل عبارت مکاتیب شریف ایراد
نمود انتہی **قال** اور علی ہذا القیاس زمانہ و ہر طبقات مین اتنے بکثرت مانعین ہوتے آئے کہ احصا و شمار
اونکا نہایت دشوار ہی نقل عبارات مین ان بزرگوار کے ایک دفتر طویل و طومار ہونیکا یقین ہی لہذا اسی قدر پر
اکتفا کی گئی **اقول** یہ جملہ کمال بے باکی سے تحریر ہوا کسی محدث سے انکار پایا نگیا اگر بسبب
غشاوت بشری کے فاکہانی مالکی سے انکار ہوا تو جواب اوسکا حافظ جلال الدین سیوطی سے موجود ہی

سوال بوسہ کوٹا لاجواب چین ابرو سے		برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

اب ہم علمای محققین محدثین مجوزین مجلس میلاد کے نام مذکور کرتے ہین انمین بیشتر علما ایسے ہین
کہ تم لوگ انکو اونکی جلالت و عظم شان مین بجز اعتراف کے یارا انہین انکار و چون و چرا کا چارہ نہین
حافظ ابو الفضل بن حجر عسقلانی حافظ ابو الخیر سخاوی حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف
بابی شامہ علامہ ابن جوزی علامہ بن طغرل علامہ ابی عبد اللہ محمد بن النعمان شیخ ابو موسی الزرہونی
علامہ ابو بکر الدنقلی علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان اللولوی علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری
علامہ برہان محمد الناجی علامہ برہان ابو الصفا علامہ برہان بن یوسف الفاقوسی شیخ برہان الدین
بن عمر الجعبری مولوی تراب علی لکھنوی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ جمال الدین العجمی
الہمدانی جمال الدین میرزا حسن علی میرک محدث لکھنوی مولانا حسن بجرہینی علامہ ربیع قاضی
رشید الدین خان دہلوی مولانا زین المحمود الہمدانی النقشبندی حافظ زین الدین العراقی علامہ
سلیمان برسوی امام سعید الدین محمد مسعود کازرونی علامہ سیف الدین ابو جعفر ترکمانی دمشقی حنفی
شاہ سلامۃ اللہ بدایونی علامہ شمس الدین حنفی مولی حسن بجری علامہ شمس الدین احمد بن محمد
شیواسی علامہ شمس دمیاطی المعروف بابن الستاطی علامہ شہاب الدین بن حجر مکی ہیتمی

علامہ صدر الدین بن عمر الجزری مفتی صدر الدین دہلوی علامہ ظہیر الدین بن جعفر حافظ عماد الدین
بن کثیر ملا علی قاری شیخ عبد الحق محدث دہلوی شاہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولوی
فضل حق خیرآبادی علامہ قسطلانی مولوی کریم اللہ دہلوی مظفر الدین شاہ اربل شیخ محمد بن
حمزۃ العرانی الواعظ شیخ محمد بن عثمان علامہ مجد الدین ابو طاہر علامہ محمد بن یعقوب الفیروزآبادی
قامع البدعۃ امام محمد شامی مولانا محمد طاہر صاحب مجمع البحار مولانا استاذی مفتی محمد یوسف لکھنوی
مولانا استاذی حافظ محمد عبد الحلیم لکھنوی مولوی محمد اسحاق دہلوی علامہ ناصر الدین مبارک بن
بطاح علامہ فصیل الدین الطیالیس مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یوسف الحجاز وغیرہم شکر اللہ
مساعیہم انکے اقوال کی نقل مین البتہ بسط ہی **قال** اب ان مجوزین سے استفسار ہی
کہ کیا وجہ قیام کی ہی اگر بنظر تعظیم ہی تو پہلے احادیث سے گزر چکا کہ یہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ و مبغوض تھا پھر اب بدرجہ اولی اوس کراہت کی غایت چاہیے
مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووے حضرت کی شان مین خاص کیا جاوے اور یہ گمان کہ اب
اوس امر مکروہ و مبغوض سے حضرت راضی ہونگے اگرچہ دنیا مین ناراض تھے نہایت گمان بد قابل
تدارک و تعزیر ہی کسواسطے کہ شان بزرگان سے بعید ہی کہ جس امر کو برا جانتے تھے اور اوس سے
ناراض ہون پھر اوسکو عالم تقدیس مین اچھا جانے اور اوس سے راضی ہون چہ جای شان پاک حضرت
مقدسین علیہ الصلوۃ والسلام کے **اقول** یہ سب غلط ہی اور انکا جواب بتفصیل سابقا مذکور ہوا فتذکر یا سالک

حد سے گزری بے نیازی بندہ پرور کب تلک		ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماینگے کیا

قال اور بالفرض تعظیم بھی ہو تو کسکی تعظیم ہی آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہ ومن اول البیان
الی نہایۃ چاہیے نہ ایک جگہ خاص و ایک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح بلا مرجح ہی یا یہ تعظیم
خاص حضرت کی یا روح پاک حضرت کی ہی یا والدہ ماجدہ حضرت کی یہ سب بے ادبی و ایک قسم کی ہیچی ہی
ایسے لوگ قابل تعزیر و لایق توبہ ہین کسواسطے کہ حضرت وہان تشریف رکھتے نہ روح پاک آتی ہی
نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہی ولو سلم کہ کسیکی تعظیم ہی تو ہم لوگ ایسی تعظیم کے

مامور نہین ہین جیسا کہ علامہ فاکہانی نے لکھا ہی تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ مشروع معہود
لا بکل وجہ امر محمود و ما عہدہ فی الشرع ذلک العمل و ما امرنا من اللہ بجمع الناس لاظہار الفرح والاستبشار
بمولد رسول اللہ الاکمل انتہی ۔ اقول یہ تعظیم آپکے ذکر و حدیث کی ہی شفا ہی قاضی عیاض مین ہی
واعلم ان حرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان فی حال حیاتہ و ذلک عند
ذکرہ و ذکر حدیثہ یعنی تعظیم و توقیر انکی بعد ارتحال کے ویسی ہی چاہیے جسطرح عالم حیات مین کیجاتی
تھی اور یہ تعظیم آپکے ذکر کے وقت اور آپکی حدیث کے ذکر کے وقت ہی جب امام مالک کے مکان پر
لوگ آتے لونڈی پوچھتی کہ شیخ کا ارشاد ہی کہ تم لوگ حدیث سننے کے لیے آئے ہو یا مسائل پوچھنے
کے لیے اگر وہ کہتے کہ مسائل پوچھنے کو تو امام مالک فورًا تشریف لاتے اور مسئلے بیان فرماتے
اور اگر سماع حدیث کے لیے کہتے تو امام غسل فرماتے خوشبو لگاتے نیا کپڑا پہنتے عمامہ باندھتے
سر پہ چادر رکھتے پھر باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع سے بیٹھتے اور اختتام حدیث تک
عود جلاتے کذا فی الشفا علامہ خفاجی شرح شفا مین لکھتے ہین فجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ حیا یعنی
آپکی حدیث کی مجلس قائم مقام حیات کی مجلس کے کی گئی باقی رہی گفتگو اس باب مین کہ ذکر ولادت
کیوقت کیون کھڑے ہوتے ہین سبب ذکر بعد سادی الاقدام ہی تو ہم کہتے ہین کہ جب سابقا
ثابت ہوا کہ قیام قادم کے لیے مشروع ہی اور ذکر تولد کو قادم کے ساتھ مناسبت تامہ
حاصل ہی اسواسطے قیام کے لیے علما نے اس مقام کو خاص کیا ہ

یہ لوگ ناواقف محبت نہو نگے واقف ہین درد سے	کہ جب تلک مثل برق رگ رگ مین سری سرعت نہ دیکھ لینگے

سوا اسکے جنازے کو دیکھکے تعظیم ملائکہ کے لیے کھڑے ہوتے ہین مشکوٰۃ شریف مین ہی
عن انس ان جنازۃ مرت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فقیل انہا جنازۃ یہودی فقال
انما قمت للملائکۃ رواہ النسائی اور کچھ شک نہین کہ ہر وقت دو فرشتے یعنی کراما کاتبین ساتھ
رہا کرتے ہین اور شرح حصن حصین مین ہی کہ مرغ فرشتے کو دیکھ کے آواز کرتا ہی اور فجر و عصر
کیوقت فرشتے کتابت اعمال کے لیے آتے ہین قال اللہ تعالی ان قرآن الفجر کان مشہودا

مفاتیح مین ہی خص بکرۃ واصیلاً بالذکر لاجتماع ملائکۃ اللیل والنہار فی ہذین الوقتین بحر اگر کوئی
شخص جنازہ دیکھ کے بلحاظ تعظیم فرشتے کے کھڑا ہو اوسوقت کوئی کہے کہ ہر وقت کھڑے
رہنا چاہیے اس لیے کہ فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہین اور فجر و عصر کے وقت اور مرغے
کی بول سنکے کھڑا ہونا ضرور ہی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی تو یہ قول اوسکا محض لغو سمجھا جائیگا

خطے کہ گرد رخ او دمیدہ ندمومست		حصار این چمن تازہ جیف زقوم ست

قال بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا ہی کما روی لا تقوموا کما تقوم
الاعاجم پس ترک اسکا بے تعظیمی نہین ہی کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا
جیساکہ توحید کے معنی احد جاننا ہی اقول افسوس ہی کہ اس حدیث کے معنی تمنے نہ سمجھے
جس قیام سے ممانعت ہی وہ یہان پایا نہین جاتا اور جو پایا جاتا ہی اوس سے ممانعت نہین
قال ہم لوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے ہین یہانتک مصرعہ بعد از خدا بزرگ نبی کریم ہین
اقول اس تقریر سے جو بطور دفع دخل کے مذکور ہوے ہم اسقدر تسلیم کرتے ہین
کہ تم لوگ حضرت کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہو و گرہیچ استغفر اللہ استغفر اللہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر		من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثنا کما کان حقہ		بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قال اور اپنا مقتدا اور شفیع یقین کرکے جان و دل سے مانتے ہین اقول اگرچہ مقتدا
شفیع ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فی نفسہ وحد ذاتہ ایک امر یقینی ہی مگر ہم تسلیم نہین
کرتے کہ تم لوگون کا درباب اقسام خمسہ شفاعت کے یہ عقیدہ ہی کما سیجئ قال پس
تعظیم کے معنی قیام کے نہین ٹھہرے اقول یہ امر مانحن فیہ سے خارج ہی اس لیے
کہ یہان معنی کے تنقیح و تعیین مین گفتگو نہین ہی بلکہ صرف اس امر مین ہی کہ قیام تعظیم کے
لیے ہوتا ہی یا نہین قال سوا اسکے مدار و انحصار تعظیم کا ہی قیام مت کہا نے
ہوا اقول اسکا بھی کسی نے دعوی کیا لیکن اس سے قیام تعظیمی کی نفی نہین ہوسکتی اگر کوئی

کہ انحصار عبادتکا نماز مین نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز سے سلب مفہوم عبادت
کیا جائے **قال** اور یہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہ قیام بدعت فی العادت ہی ترک اوسکا
اولی ہی لیکن ترک مین گمان وہابیت کا ہوتا ہی اس سبب سے کرنا چاہیے اولا اس قول مین خود
تناقض ہی یعنی حکم ترک اور حکم فعل قیام ایک طرح آپسمین مخالف و متناقض ہین **اقول**
اولا معلوم نہین کہ یہ کس حضرت کا فرمودہ ہی ثانیا بسبب اختلاف موضوع کے ان قضایا
مین تناقض نہین ہوسکتا یعنی قیام بحیثیۃ بدعت ہونے کے ترک اوسکا اولی
ہی قیام بحیثیۃ رفع مشابہت فرقۂ وہابیہ کے فعل اوسکا اولی ہی **بیت**

نفی آن یک جہت و اثباتش رواست ‌ ‌ چون جہت شد مختلف نسبت دوتاست
ما رمیت اذ رمیت نسبت ست ‌ ‌ نفی و اثباتست ہر دو مثبت ست

قال دوسرے یہ کہ اگر امورات ناجائزہ مبتدعہ بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہوجاتے ہین
تو بہت منکرات و واہیات ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہوجاوینگے
اقول تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امورات ناجائزہ سے نہین بلکہ قامع البدعۃ محمد شامی
اسکے جواز کے قائل ہین اور تہمت ناحق نہین اس لیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو
بدعت مذمومہ کہتے ہین اور اگر تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین
قال تیسرے یہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیہ سے کچھ علاقہ و واسطہ نہین بلکہ وہابیہ وہ ہی
جسے حکام وقت اپنے محض بدخواہ و دشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے کرے
اور انکے امن و احسان کو فراموش کر کے عداوت کرے وہی وہابی ہی عامل احکام
شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہی **اقول** وہابی کی یہ تعریف
طرداً و عکساً درست نہین شاید سمجھ بوجھ کے اس سے پہلو تہی ہوئی ہی ع

ملالتے بجز این نیست آشنایان را ‌ ‌ کہ آشنائی و بیگانہ وار میگذری

اسی طور پر ایک صاحب نے چھند بنایا ہی ع

وہابی کا معنی ہی رحمن والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہی شیطان والا

قال جیساکہ ترک مین گمان اہتمام وہابیت کا ہوگا اوس سے بڑھکر عمل و قیام مین قباحت
شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہی جیسا امام مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق
فی حدیث خیر الخلائق مین دیلمی سے نقل کی ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المبتدعۃ کلاب
اہل النار اعنی فرمایا حضرت نے مبتدع کتّے دوزخیونکے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام
ابن حجر مکی نے کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر کے کبیرہ ۵۱ ترک سنت مین احمد و ابوداود سے
روایت کیا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ قال
جلال البلقینی المراد بذلک اتباع البدع عافانا اللہ من ذلک وفیہ ایضا لعن اللہ من احدث حدثا ان اللہ
حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی روایۃ لابن ماجہ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ
وفی اخری لہ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا
یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین اقول تم لوگ جو مجلس مولد و قیام کو بدعت کہتے ہو
اور مجوزین کو مبتدع اور اسپر حدیث مسند اذکور کرتے ہو اسکا منشا یا تعصب ہی یا جہالت
بہی حال جاننا چاہیے کہ بدعت سے مراد ترک سنت و ترک مسلک شیخ ابوالحسن اشعری و ابو المنصور
ماتریدی ہی اور جو فرقہ انکے اور انکے اتباع کے مخالف ہو وہ فرقہ مبتدع ہی پھر مجلس مولود
نہ بدعت ہی نہ مجوزین مبتدع البتہ اس صورت مین تم لوگ فرقہ مبتدع یا یون کہین کہ اوس
حدیث کی موضوع مین داخل ہو سکتے ہو زواجر کے اوسی کبیرہ اکا دن مین لکھا ہی وعبارۃ
الجلال فی تعداد الکبائر السادسۃ عشر البدعۃ وہی المراد بترک السنۃ انتہی والمراد
بالسنۃ ما علیہا امام اہل السنۃ والجماعۃ الشیخ ابو الحسن الاشعری و ابو المنصور الماتریدی
والبدعۃ ما علیہ فرقۃ من فرق المبتدعۃ المخالفۃ لاعتقاد ہذین الامامین وجمیع اتباعہما

نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس	کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

قال چوتھے یہ کہ یہ نئی دلیل جواز کے احداث کی ہی اقول یہ نئی دلیل تو نہین بلکہ
پرانی دلیل ہی دیکھو بعض حضرات اپنے چھند مین مجلس مولود کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہین

دے کرتے ہین ہر سال کفار ہنود — اپنے یہان شادی کنھیا کا مولود
اور نصاری مین بھی موجود ہی — حضرت عیسی کا ہے مولود ہی
کرتے ہین وہ بھی بڑا دن سالمین — من تشبہ قوم ہین اعمال مین

پھر اگر بعض الناس نے بطور معارضہ کے بحکم من تشبہ بقوم فہو منہم کے جسکی تحریف من تشبہ قوم ہین
اعمال مین مذکور ہی ترک مین گمان وہابیت کا لحاظ کیا کیا برا کیا اور یہ نیا امر کیونکر قرار پایا
قال پانچوین یہ کہ گمان اب بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو حادث ہوا شاہ ازبک
کے وقت سے آج تک کسی اور کو کبھی ہوا یا نہین اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کیون اتہام تھا کہ لوگ
کرتے آئے اقول ہان گمان بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے ہوا جیسا کہ صاحب چھند کو ہندوستان مین تشبیہ
بجنم کنھیا کا لحاظ ہوا عرب عربا کی مجالس مولود پر یہ تقریر جاری نہین ہو سکتی اسلیے کہ عرب مین جنم
کنھیا کو کوئی جانتا بھی نہین قال علاوہ اسکے جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل اوس قائل
کے اون سب کے کرنے مین بھی گمان تہمت عارض ہی پس اولی اون سب کا ترک معلوم ہوتا ہی حالانکہ اسمین قباحت
عظیم ہی چنانچہ جو ماہر ہی اوسپر ظاہر ہی اور اوسکی تفصیل مین تطویل ہی العاقل تکفیہ
الاشارۃ اقول ہان جو جو امور مختصات فرقہ وہابیہ سے ہین اون سبکے کرنے مین بلکہ
اعتقاد رکھنے مین یہ گمان تہمت عارض ہی پس ترک اونکا اور عدم الاعتقاد ضروری
ہی اور اسمین کچھ قباحت نہین ہی جو ماہر ہی اوسپر خوب ظاہر ہی کہ اہل سنت وجماعت
اون امور کو نہین کرتے اور نہ اعتقاد اونکا رکھتے بلکہ شعار فرقہ وہابیہ سمجھکر ہمیشہ اوس سے
مجتنب رہتے ہین اور چونکہ اس امر کی تفصیل مین نہایت تطویل ہی اس لیے بطور اختصار
کے ہم فرقہ وہابیہ کی کیفیت اور اونکے عقائد اور اوسکے جوابات اس کتاب مین درج کرتے
ہین تا طالبین کو اشتیاق نہ ہو جاننا چاہیے کہ بانی اول اس مذہب کا ابن تیمیہ

حنبلی ہی کہ اوسنے بنظر ضلال واضلال کے بیشتر امور دین مین پیدا کیے خدا کے لیے
جہت وجسمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بنایا حضرت علی و فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا کو مرتکب معصیت و گرفتار غضب الٰہی ٹھہرایا چنانچہ بعض معتقدات فاسدہ
خاص اوسکے ہاتھ کے لکھے ہوے بذریعہ عبد الرحمن عتبوسی حنبلی کہ اوسکے تابعین سے تھا
دیار مصر مین پہونچے و قاضی شمس الدین بن عدنان کی نظر سے گذرے وہ ان کاغذات
و معتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کے ملاحظے مین لائے الغرض علمای مصر نے
بغور تمام اوسے ملاحظہ فرمایا بلحاظ ارتفاع والسداد فتنہ کے بادشاہ تک پہونچایا پھر ابن تیمیہ
کو حکم احضار ہوا وظہور امر کے لیے ایک مجلس مین مجمع قضاۃ اخیار و علماء ابرار ہوا پھر اکثر
اشخاص اعیان ملک کی شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھ کی تحریر ہی اور
اوسی کی واہی تباہی تقریر ہی ابن تیمیہ جواب شافی سے مجبور رہا گویا معترف بعجز و قصور
ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اوسکے حبس کا حکم فرمایا الغرض ۷۰۵ھ ہجریہ مین قلعہ جبل
مین بقید شدید محبوس ہوا اپنی رواج ضلالات سے محض مایوس ہوا پھر فوراً منشور سلطانی
دمشق و بلاد شام کو روانہ ہوا مساجد مین منابر پر بطور خطبے کے پڑھا گیا ہر کوچہ و برزن
مین شہر کے اشتہار کیا ہر شخص کو اوسکے مضمون سے خبردار کیا کہ ابن تیمیہ شقی ازلی و
فاسد العقیدہ ہی ہمارا فرمان یون نافذ ہوتا ہی کہ کوئی اس بدعتی کا پیرو نرہے
برخلاف اقوال ایمہ مجتہدین کے عمل نہ کرے جو شخص اس حکم کے خلاف کریگا وہ قتل
کیا جائیگا دمشق و بلاد شام مین بھی منادی ہوی ہی کہ جس عقائد باطلہ سے ہمنے ابن تیمیہ
کو قید کیا ہی جو شخص وہ عقیدہ رکھے گا اوسکی وہی سزا ہی ہمارے ممالک محروسہ مین
منصب قضا و مرتبہ امامت و ولایت سے معزول ہوگا اور اوسکی شہادت بلکہ ہر
قول و فعل اوسکا غیر مقبول ہوگا جیسا کہ ان تمام بزرگیون سے ان بدعتی کو ہمنے محروم
رکھا ہی اوسکے پیروسے بھی وہی طریقہ مرعی رہے گا المختصر اگرچہ ابن تیمیہ نے اجرای سب

باطلہ مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا لیکن توجہ سلطانی وجد وجہد علماء لاثانی نے اونکی تمامی تدابیر کو
یکسر توڑا مگر بعد مدت مدید وزمانہ بعید کے عبدالوہاب نجدی نے مذہب ابن تیمیہ کو رواج دیا
بہت سے نادانونکو مکر کے پھندے مین پھنسا لیا چنانچہ بعد فتح مکہ کے یون عقیدہ
ٹھہرایا گیا کہ خدا ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے پیغمبر ہین قرآن وحدیث پر عمل چاہیے
تمام عمر مین ایکبار سے زیادہ درود بھیجنے کی حاجت نہین پیغمبر سے شفاعت کی امید
نچاہیے اس لیے کہ اونکی شفاعت کچھ مفید نہین خدا ہی کو پکارنا چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی ندا ہرگز درست نہین پھر عبدالعزیز بن عبدالوہاب نے عرب کے اکثر لوگون پر
قبضہ کیا لیکن ۱۸۰۳ء عیسوی مین مارا گیا پھر اوسکا بیٹا سعود جو وہابیہ مذہب کے مسائل
کے رواج دینے والون مین بہت مشہور تھا اوسکا قائم مقام ہوا اوسکی فوج تمام ملک عرب مین
پھیل گئی گنبدون و مسجدون کو گرادیا بددیون کے لباس سے کچھ مکلف لباس پہننے والونکو
سزا کا حکم ہوا ستائیسوین اپریل ۱۸۰۳ء عیسوی کو مکہ فتح کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
آل و اصحاب کے مزارون پر جو گنبد تھے توڑے یہانتک کہ حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا
وغیرہ کے گنبد کو بھی نچھوڑا اور حرم محترم کے خزانے کو لوٹ لیا مگر خاص بیت اللہ کا کچھ نقصان نہ کیا

خط سعود کا سلیم یعنی قیصر روم کے نام

ہم چوتھی محرم ۱۲۱۸ ہجری کو مکہ معظمہ مین داخل ہوے ساکنین مکہ کو کسی قسم کی اذیت رسانی
سے روادار نہوے اور تمامی گنبد جنکی پرستش مثل بتون کے ہوتی تھی گرائے گئے
اور تمامی محصولات جو سیکڑا ڈھائی سے بڑھتے تھے معاف کیے گئے اور جو قاضی
سابق سے مقرر تھا بدستور بحال رہا چاہیے کہ آیندہ بادشاہان مصر و شام کو حکم ہو کہ محمل بھیجے
ہوے طنبور بجاتے ہوے مکے مین داخل نہون کیونکہ دین کو ان چیزون سے کچھ واسطہ
نہین ہو چاہیے کہ ہمارے تمھارے درمیان معاملہ صلح کا ہے والسلام علیک مرقوم دسوین
ماہ محرم تیسری ماہ مئی ۱۸۰۳ء دوسرے سال مدینہ منورہ پر بھی فتح ہوئی

اور وہان انکے گنبد و نکے ساتھہ بھی وہی معاملہ پیش ہوا اور توڑنے کے وقت کہتے تھے
الٰہی رحمت کر ان توڑنیوالون پر اور کچھہ رحمت نکر بنانیوالون پر اسے جسنے سنا ولریش ہوا پھر سعود کا
حکم ہوا کہ گنبد شریف جو مزار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی توڑا جاوے یہنار نچھوڑا جاوے لیکن چونکہ
مضبوط تھا اور حراست ایزدی اوسکی حامی تھی انکے توڑنے سے نہ ٹوٹا اور جب کئی
آدمی گر کے مر گئے بد دلو نکے ہاتھہ سے چھوٹا اہل مدینہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے وہابیو
کے ہاتھون سے اسے بچایا کسیکو اسکے توڑنے پر قادر نہ پایا اور اسکے قبل امام حسین علیہ السلام
کا گنبد جو کربلائے معلی مین آپ کے مرقد مبارک پر تھا توڑا تھا تک مین کوئی دقیقہ از دقائق چھوڑا
آخر محمد علی بادشاہ مصر ۱۸۱۱ عیسوی مین عربستان کی تسخیر کیطرف متوجہ ہوئے بعد
قصرت کے وہابیون کے اتنے کان کاٹے کہ تین تھیلیان کانونکی قسطنطنیہ کو روانہ
کیے اور بلاد معظمہ مقدسہ کو مثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے انکے قبضے سے نکال لیا پھر عبد سعود
انھین روم کی ریاست مین شریک کیا اس فتح نمایان سے روم کی سلطنت مین بڑی
دھوم دھام ہوئی ہر کس و ناکس نے اظہار مسرت و خوشی کی جب تک سعود زندہ تھا
باوصف ظہور شکست فاحش کے اہل اسلام سے لڑتا رہا مگر ۱۸۱۳ عیسوی مین جب
اوسکے طائر روح نے قفس عنصری کو خالی کیا در باب جانشینی کے آپسمین اختلاف
ہوا کوئی کہتا تھا کہ فلان کو استحقاق ہی کوئی کہتا تھا علاوہ استحقاق کے عبد اللہ بن
سعود پر بیشتر لوگونکا اتفاق ہی پھر عبد اللہ بن سعود کو لوگون نے سردار کیا
مگر بعض بعض سردارون نے کہ یہ امر اونکے خلاف مزاج تھا اوسکی اطاعت سے
صریح انکار کیا پھر ۱۸۱۹ عیسوی مین ابراہیم بن محمد علی بادشاہ مصر نے عبد اللہ کو
شکست فاحش دیکے قید کر لیا اور بیڑیان پنہا کر دار السلطنۃ قسطنطنیہ کو روانہ کیا
ایوان شاہی مین مقدمہ دریافت ہوا بعد تحقیق کامل کے عبد اللہ اپنے متبعین
کے ساتھہ مارا گیا لیکن ابراہیم بن محمد علی بادشاہ نے بخوبی قلع و قمع باغیون کا

نہین کیا ہنوز اونکے لوگ بیشمار ہین صحرا و بیابان ہین خود مختار ہین اور تھوڑے سے لوگ جنکے سرگروہ عبد الوہاب کے بیٹے تھے بار ہا ترکیون کی فوج سے مقابل ہوے اور صف آرا رہے اب تک وہابی اس مذہب کے آئین کی ترویج مین جان دینے کیلیے آمادہ ہین اور مریدین با اخلاص و شاگردان با اختصاص بھی زیادہ ہین الغرض چند سال کے بعد ہندوستان مین بھی وہابی پھیل گئے اور جب معتقدین و متبعین بڑہے کھل کھیلے آخر الامر جب بغرض حج مکۂ معظمہ کو گئے بعد تعزیر کے نکالے گئے چنانچہ ۱۲۸۰ھ ہجری مین خدا بخش بن محمد اشرف ہندی نے مکۂ معظمہ مین عین مجلس شرعی مین دعوی کیا کہ سراج الدین بن علی ہندی ساکن اجمیر و عبد اللہ بن محمد ہندی ساکن صفی پور وہابی ہین شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیا و اولیا علیہم السلام و مولود شریف و زیارت قبور انبیاء و صالحین و توسل کے منکر ہین اور شیخ عبد القادر جیلانی و شیخ اکبر وغیرہ سادات صوفیہ کی تکفیر کرتے ہین عند الاستفسار سراج الدین و عبد اللہ نے انکار کیا پھر مدعی سے گواہ طلب ہوے مدعی نے بشیر بن عبد اللہ و غلام محی الدین سلیمانی کو حاضر کیا دونون گواہون نے گواہی حسب دعوی اونکے دی جب دعوی مدعی ثابت ہوا مدعی علیہما تعزیرا قید کیے گئے جب سات روز قید رہے اور اونکو کمال تکلیف ہوی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ تائب ہوے مجلس شرعی مین بلائے گئے دونون نے عقائد باطلۂ وہابیہ سے توبہ کی اور اقرار کیا کہ شفاعت و جاہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت انبیا و اولیا و مجلس مولود شریف و زیارت قبور انبیا و اولیا و توسل کے انکار سے توبہ کی اور انکار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس قول سے کہ عصا جسپر تکیہ کرتے ہین نفع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی اور اس قول سے جو وہابیون کے عقیدے کا معتقد ہو کافر ہی و انکار عبادات جہریہ و تبلیغ صلوۃ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر و انکار کرامات اولیا احیا و اموات سے ہمنے رجوع اور تمام عقائد باطلۂ وہابیہ سے توبہ کی حاکم شرعی نے اونکی توبہ منظور کی اور وہ دونون

اہل سنت وجماعت سے ہوے اور عقیدۂ ماتریدیہ پر قائم ہوے پھر بعد چند سال کے
ایک شخص حسب معمول مدینۂ طیبہ مین روضۂ منورہ کے سامنے دست بستہ سلام وزیارت پڑھتے تھے کہ
مولوی عبد الرحمن ساکن سہدوہی مضافات بنارس مانع ہوے اسپر عبد الرحمن قاری
رامپوری نے انکو اس فعل سے منع کیا اور اوسکے جواز پر ملا علی قاری و قاضی عیاض کے
قول کا حوالہ دیا پھر بعد اسکے سفر وادی مین دوبارہ اسپر اصرار ہوا پھر ایک شخص نے شفاعت
کا انکار کیا ایک نے کہا دلائل الخیرات آدمی کا کلام ہی اسے پڑھنا بدعت کا کام ہی پھر ایک نے
قصیدۂ بردہ کے مصنف پر اعتراض بیجا کیا اور ایک شخص نے سفر زیارت قبر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز کہا پھر جب مکہ معظمہ کو پونہچے پشاوری و سلیمانی نے
حبیب پادشاہ کے حضور مین عرضی پیش کی اوسمین انکے عقائد کی ساری بحث لکھدی
اور ظاہر کیا کہ انکے چار مولویون نے جو ۱۲۸۰ہجری مین انکار تقلید سے توبہ کی تھی پھر وہ
توبہ شکن ہوے مسلمانون کے عقائد حقۂ حقیقیۂ حنفیۂ بیضا کے رہزن ہوے تب حاکم
نے گرفتاری کا حکم دیا سبکے سب گرفتار ہوے مگر مولوی سلیمان وغیرہ مفرور ہوگئے سہ شنبہ
ماہ جمادی الاولی ۱۲۸۵ہجری کو وزیر معظم شیخ حرم محترم مدیر ریاست کے حاکم افدینا حاجی
سید محمد حبیب پاشا کی مجلس بڑے بڑے علما سے منعقد ہوئی تاکہ وزیر معظم الیہ کی خواہش
وارادے کے موافق جو جو مقدمے اس مین پیش ہون اظہار عدل و انصاف اور دفع
جور و اعتساف کے لیے سنے جائین اور فیصلہ پائین جب ایسی مجلس منعقد ہوئی شیخ عبد القادر
نقشبندی نے وزیر معظم الیہ کی خدمت مین عرض کی کہ محمد مراد مفتی سابق بنگالہ و عبد اللطیف
لکھنوی و شیخ محمد دہلوی و عبد الرحمن بنارسی نے بظاہر اپنا طریقہ تعلیم و تعلم کا رکھا ہی اور
مسجد حرام مین وہ لوگ اپنے کو صدر نشین اور اپنے طریقے کو حق سمجھتے ہین مگر حقیقت مین
ونمین سے کسی کو ایسا علم نہین کہ جس سے مسلمانونکو فیض حاصل ہو بلکہ وہ لوگ خود گمراہ
ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اہل سنت وجماعت کے چارون مذہب کی صحت کا انکار

کرتے ہین اور عوام کو سکھاتے ہین کہ اون چارونمین سے کسیکی تقلید نکرین بلکہ جو لوگ تقلید کرتے ہین
اونکو لامذہب کہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور توسل کا انکار کرتے
ہین اور اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر ہین اور چارون مذہب کی کتابین پڑھنے سے
منع کرتے ہین ان وہابیون سنے مسجد حرام مین اپنے لیے علم حدیث پڑھنے کا منصب اختیار کیا ہے
حالانکہ وہ اصول اور اصطلاحات حدیث کو نہین جانتے اور ہمیشہ حدیثون کی لفظ و معنی کو
اپنے اعتراض فاسد کے طور پر پھیرتے ہین بہت سے عوام کو دام گمراہی مین گرفتار کیا ہی اور
یہ عقائد اونکے دل پر جم گئے ہین جب شیخ عبد القادر ہندی نقشبندی سنے وزیر معظم الیہ
کیخدمت مین یہ گذارش کی تب حسب الحکم وہ لوگ حاضر کیے گئے اور اونکا مقدمہ حاکم شرع شریف اور
علمای حاضرین مجلس لطیف کو تفویض ہوا حاکم شرع نے مدعی مذکور کو حکم کیا کہ اپنے دعوی کو
وہابیون کے سامنے اعادہ کرے چنانچہ دعوی سابقہ مدعی علیہم کے سامنے مدعی سنے
پیش کیا اور علمای حاضرین کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی قابل لحاظ اور مدعی علیہم
متوجہ ہوتا ہی تب اونسے جواب طلب ہوا مدعی علیہم نے اپنے گلوخلاصی کے لیے انکار کیا پھر
مدعی سے گواہ طلب ہوے مدعی نے سید حسن ہندی نقشبندی اور عبد الرحمن کشمیری
مرید شیخ محمد جان نقشبندی کو حاضر کیا اور اونمین سے ہر ایک نے جمیع شرائط شرعیہ کی رعایت
سے حسب دعوی مذکورہ کے گواہی دی پھر اون گواہون کا تزکیہ ہوا اونکی عدالت ثابت
ہوی اور اہل مجلس پر ظاہر ہوا کہ یہ متقی اور نیک لوگون کے طریقے پر قائم ہین اور نفس
شہادت مین انکو کچھ غرض دنیوی نہین ہی اور یہ لوگ کسی سے کینہ و عداوت نہین رکھتے
جب مقدمہ بجمیع الوجوہ تکمیل پا چکا علمای حاضرین کے اتفاق سے یون تجویز اخیر ہوی کہ
کہ یہ لوگ ایک مدت معین تک قید کیے جائین پھر ان بلاد مکرمہ سے نکالے جائین تا
فساد رفع ہو اور بندہ خدا انکے دام فریب سے چھوٹین جب یہ فتوی وزیر معظم الیہ کے ملاحظے
مین آیا تو پہلے انکو یون مناسب معلوم ہوا کہ یہ سیاستہ قتل کیے جائین کیونکہ انکی

زندگی سے دنیا مین فساد دینی برپا ہی اور بیشک فساد دینی فساد دنیوی سے بہت بڑا
ہی چنانچہ بعضے انمین سے کئی بار مکہ معظمہ مین مرتکب ایسی حرکات کے ہوے تھے اور امیر مکہ
معظمہ کی مجلس اور قاضی شریعت غرا کے محکمے مین مقدمے پیش ہوے تھے اور انکے انکار کے
بعد گواہون سے یہ جرائم ان پر ثابت ہوچکے تھے اور امیر و قاضی نے اونسے توبہ کرائی تھی
اور اون لوگون نے تعزیر کے خوف سے بظاہر توبہ کی تھی اور حقیقت مین عقاید فاسدہ
اونکے دلونمین مرتکز تھے سہنا وزیر معظم الیہ نے اونکے قتل سے درگذر کیا تاکہ انکے متبعین
نہ سمجھین کہ وہ حق پر تھے اور ایسے ثابت قدم رہے کہ اپنی جان جانیکی کچھ پروا نہ کی اسلیے
وزیر معظم الیہ نے بتجویز علما سے اتفاق کر کے اونھین ایک مدت تک قید کیا پھر اخراج کیا
چنانچہ وہ لوگ اٹھارھوین تاریخ جمادی الثانی ١٢٦٥ ہجری کو قید خانے سے چھوٹ کے
بعد تنبیہ و تعزیر کے مکہ معظمہ سے بجراست نکالے گئے یہ لوگ مبتلای رنج و سوگ جہاز
دورگئین اسمعیل ذکریا پر ستائیسوین رجب ١٢٦٥ ہجری کو جدے سے نکالے گئے
اور تیسری تاریخ شعبان المعظم سنہ صدر کو معمورہ بنبئی مین پہونچے اور انکے ساتھہ دیوان
جعفر ترکی کا خط مورخہ ١٩ جمادی الثانی ١٢٦٥ ہجری اس مضمون کا آیا کہ پاشا نے
اونکو قید کیا اور حرمین شریفین سے نکالا اب تمکو لازم ہی کہ ایک ورق پر انکا احوال
لکھوا کر بنبئی کے چھاپے خانے مین چھپوا و اونکے نام یہ ہین مولوی عبد اللطیف لکھنوی
مولوی عبد الرحمن بنارسی مولوی محمد سہارنپوری محمد مراد مفتی بنگالہ مولوی محمود علی
بریلوی یہ لوگ معہ اہل و عیال کے نکالے گئے وہ اشتہار ہندوستان مین مشہور کر دیا
ہند کے وہابیونکو عبرت ہو اور علمای مکہ اور بڑے پاشا و چھوٹے پاشا کی بھی امید ہی
کہ امتثال اسکا تم جلدی سے کرو ہند و اطراف ہند مین جلد اشتہار بھیجو جب فرقہ
وہابیہ کی بدایت و نہایت معلوم ہو چکی تو انکے چند عقیدے معہ جوابات کے یاد
رکھنا چاہیے **پہلا عقیدہ** خدا تعالی کی یہ شان ہی کہ اگر چاہے تو کروڑون محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کرے جانا چاہیے چونکہ بنظر دلائل عقلیہ کے اسمین نہایت
تفصیل درکار ہی دراس رسالے مین بیشتر نظر دلائل نقلیہ پر ہی اس لیے دلائل عقلیہ سے
قطع نظر کرکے معتمد فی المعتقد ابو عبد اللہ فضل اللہ تورپشتی کی عبارت لکھی جاتی ہی بحمد اللہ
این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از انست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما این مقدار
از قرآن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہل اورا بشبہتی اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر نیاید کردن
وبدین طریق تفاسی پی درشند کہ خدای ہمہ چیز قادر ست کسی قدرت اورا منکر نیست اما چون
خدایتعالی از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بودن یا نخواہد بودن خبر چنان نباشد کہ خدای ازان خبر دہد
وخدایتعالی خبر داد کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد ومنکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلا در نبوت او
معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی بیا در ہر چہ ازان خبر داد وی صادق دانستی وبہمان
حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بدان درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی
باز پسین پیغمبر انست در زمان او تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد وہر کہ درین بشک ست
دران نیز بشک ست وآن کس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید
کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ہست شرط درستی بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
وذریاتہ دوسرا عقیدہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مع جاہت وشفاعت
محبت نہین کرسکتے اور شفاعت بالاذن گنہگاران تائب کے لیے سب انبیاء واولیا کرسکتے ہین
غرض جیسا کہ ہر حاجت اپنی خدا کو سونپنا چاہیے اسیطرح یہ حاجت بھی اوسی کے اختیار پر
چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کرے جانا چاہیے کہ اس تراش وخراش سے کیا کیا
فتنین بپا ہوئین رسالہ معید الایمان مین مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا
رفیع الدین صاحب برادر زادہ وتلمیذ رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین
وہابی اپنی توحید اور پیروی سنت پر لیسے اچھے کہ انکو حاجت وسیلہ اور شفاعت نبی کی
نرہی کہ انکے پیشوا نے لکھا ہی غرض کہ جب ہر حاجت اپنی کو اوسیکو سونپنا چاہیے یہ بھی

حاجت یعنی شفاعت اوسکے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے اس عبارت سے
جاہل احمق یہان تک گمراہ ہوے کہ دعا مانگتے ہین الٰہی ہمکو شفاعت نبی کا اور عالمونکا محتاج نکر
اس مطلب کا ایک خط ہمارے پاس ولایت کیطرف سے آیا ہوا موجود ہی اوسکی بعینہ عبارت لکھی جاتی ہی
علاوہ اینکہ درینجا عجب تحفہ معاملہ شدہ کہ مسمی حسین شاہ کہ شاگرد والد آن صاحب بعد بنام کردن
جہاد چیزی مبلغ از مردمان اینجا گرفتہ روانہ شد در مکان کوہ تاراستہ چار ماہ قیام کرد مردمان را
جمع کردہ بطور دہابیان وعظ و نصیحت مینماید بعد چار ماہ در اینجا آمدہ درمیان جامع مسجد برای
کردن وعظ مسمی حسین شاہ نشست و می خواست کہ وعظ شروع کند اول مردمان مانع شدند بعد
چند مردمان گفتند کہ اگر موافق شرع شریف از روی تحقیق وعظ بیان می کند بہتر آخر الامر
حسین شاہ ہر دو دست خود برداشتہ بعد فاتحہ دعا از جانب باریتعالی خواست کہ یا الٰہی مارا روز
قیامت در مجلس علما واز شفاعت رسول مقبول محتاج نکند مارا بفضل خود بہ بخشد بہ شنیدن
این دعا برادر شما مسمے فضل احمد کہ برابر حسین شاہ نشستہ بودند کتاب از دست نامبردہ بقوت
تمام میگرفت و مسمی محمد انور یک چہرہ بر حسین شاہ زد کہ زخمی شد بعدہ در مردمان شمشیر زنی ہمین قدر
شد کہ شش مردم از یکطرف وفات مردمان طرف وہابیان بست و پنج مردم زخمی شدند و بست و پنج
نفر دیگر را یار خمیان گرفتار کردہ بقید انداختند۔ جاننا چاہیے کہ شفاعت کی پانچ قسم ہین
پہلی شفاعت طول وقوف و تعجیل حساب کے لیے یہی شفاعت عظمی اور آپکے ساتھ خاص ہے
دوسری شفاعت جنت مین لوگونکو بغیر حساب داخل کرنیکے لیے اس مقدمے مین بھی آپکو
خصوصیت حاصل ہی آپکی شفاعت سے اول زمرہ آپکی امت مرحومہ کا جنت مین داخل ہوگا
تیسری شفاعت مستحقین نار کے لیے یہ شفاعت اگرچہ عام ہی مگر چونکہ قیامت مین آپ
انبیا کے امام ہونگے جو شفاعت انبیا کی ہوگی وہ آپکی طرف منسوب ہوگی پھر کوئی انواع
شفاعت سے اور نہ اون اشخاص سے جنکے لیے شفاعت ہوی خواہ وہ دین محمدی مین
ہون یا دین اونکا کچھ دوسرا ہو آپکی شفاعت سے خارج ہوگا اس لیے کہ آپ انبیاء

واولیاء کے شفیع ہونگے اور سب آپ کے لوا کے نیچے ہونگے جو شفاعت کرے گا آپ کے سبب سے اور جسکی شفاعت مقبول ہوگی آپکے سبب سے پھر تمام انبیا واولیاء کی شفاعت آپکی شفاعت مین داخل ہوگی تو اس صورت مین آپ شفیع الشفعاء ہوے چوتھی شفاعت معذب مسلمانوں کے لیے جو بسبب گناہ کے دوزخ مین داخل ہوے وہ لوگ آپ کی اور انبیاء وملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جاینگے اور انبیاء سابقین کی امت سے جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اپنے انبیاء وغیرہ کی شفاعت سے محروم ہے تو اللہ تعالی جل شانہ اپنی رحمت خاصہ سے اونھین دوزخ سے نکالے گا مگر ساری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالذات یا بالواسطہ آپ کی شفاعت سے نجات پاینگے اس تقدیر پر یہ قسم بھی آپکے ساتھہ خاص ہوگئی حدیث صحیح مین ہی شفاعتی لاہل الکبائر من امتی پانچوین شفاعت بہشت مین زیادتی درجات کے لیے اس شفاعت کے تو معتزلہ بھی منکر نہین چونکہ آپ بہشت مین بمنزلہ وزیر کے ہونگے کوئی چیز کسی کو بلاواسطہ آپکے نملے گی پھر یہ قسم بھی آپکے ساتھہ مختص ہوگی اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ شفاعت باقسامہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خاص ہی کوئی قسم ایسی نہین جو آپ سے خصوصیت نرکھتی ہو شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام مین امام تقی الدین سبکی فرماتے ہین الشفاعۃ خمسۃ اقسام اولہا المختصۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی الاراحۃ من طول الوقوف وتعجیل الحساب لا تدنوالیہا غیرہ وہی الشفاعۃ العظمی لم ینکرہا احد الثانیۃ فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب وہذہ ایضا وردت لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی کل من التقادیر المفروضۃ فالخصوصیۃ ثابتۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی ادخال اول زمرۃ من امتہ الجنۃ الشفاعۃ الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن یشاء اللہ وان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون فی ذلک الیوم امام النبیین وصاحب شفاعتہم فکل ما یقع من شفاعتہم ینسب الیہ بذلک فلا یخرج شئ من شفاعۃ الامن انواع

الشفاعة ولامن الاشخاص المشفوع فيهم من امته ومن غير ملته الا انه اذا كان صاحب شفاعة الانبياء
والكل تحت لوائه فكل من شفعوا فيه فبسببه صلى الله عليه وآله وسلم لتقدموا الشفاعة فيه واجابة شفاعتهم
اجابته له صلى الله عليه وسلم فكل من يقع شفاعة النبيين فيه داخل تحت شفاعة نبينا صلى الله عليه
وسلم ومن شفع فيه المومنون كذالك بطريق الاولى فهو صلى الله عليه وسلم شفيع الشفعاء الرابعة
فيمن دخل النار من مذنبين وقد جائت الاحاديث الصحيحة باخراجهم من النار بشفاعة نبينا صلى الله
عليه وآله وسلم وسائر الانبياء والملائكة واخوانهم من المومنين ثم يخرج الله تعالى كل من قال لا اله الا الله
كما جاء في الحديث ولا يبقى فيها الا الكافرون وهذه الشفاعة والشفاعة العظمى تواترت الاحاديث
بهما واختصاص النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالعظمى واما هذه فقد جاء فيها شفاعة الملائكة والانبياء
والمومنين ثم ان الله تعالى بعد ذلك يخرج برحمته من قال لا اله الا الله وفيه اقوال احسنها انه من
قال من غير هذه الامة لا اله الا الله ولم يشمله لشفاعة انبيائهم وغيرهم من الشافعين اما هذه الامة
فكلها يخرج بشفاعة النبي صلى الله عليه وسلم وان وقع في بعضهم شفاعة لاخوانهم من المومنين
فهي في طي شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم واذا ثبت ذلك فاختصاصه صلى الله عليه وآله وسلم
من هذا النوع باخراج عموم امته حتى لا يبقى منهم احد هذا هو الموافق لعموم قوله صلى الله عليه وسلم
شفاعتي لاهل الكبائر من امتي مع قوله صلى الله عليه وسلم اتاني آت من عند ربي عز وجل يخيرني
بين ان يدخل الجنة نصف امتي وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي من مات لا يشرك
بالله شيئا رواه الترمذي فهذه العمومات كلها متظافرة على عموم شفاعته لكل الامة الخامسة
في زيادة الدرجات في الجنة لاهلها ولا ينكرها المعتزلة ايضا وان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
يكون في الجنة بمنزلة الوزير من الملك بغير تمثيل لا يصل الى احد شيء الا بواسطته صلى الله عليه
وسلم واذا كان كذلك فهذه ايضا خاصة به انتهى مختصرا تيسير العقيده توسل واستغاثہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک نہی اس لیے کہ کفار خدا کو خالق ورازق مارنیوالا جلانیوالا
سمجھتے ہین اور صرف انکی خیال سے بتونکی پرستش کرتے ہین تا وہ خدا تک پونہچادین اور انکی

شفاعت خدا کے نزدیک کرین پھر جو لوگ کہ نبی سے توسل کرتے ہین اونکا بھی یہی حال ہی
خدا کو خالق رازق ضار و نافع سمجھتے ہین اور نبی سے استغاثہ و توسل کرتے ہین یہی عبادت
لغیر اللہ ہی اور یہی شرک اکبر ہی پھر اون کافرون مین اور ان مسلمانون مین کچھہ فرق نرہا
جسطرح وہ عبادت لغیر اللہ کے سبب سے کافر ہوے اسیطرح یہ بھی علامہ احمد بن علی البصری صاحب
فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین محصل استدلال ہذا المجتہد الجاہل ان
الکفار یعتقدون و یقرون بان اللہ ہو الخالق الرازق و ہو المحی الممیت کما اخبر اللہ تعالی عنہم
فی کثیر من الآیات و انما عبدوا من دونہ الاصنام و غیرہا لاجل ان یقربوہم الی اللہ و یشفعوا لہم عندہ
فکفروا بعبادتہم ایاہم للشفاعۃ والتقرب منہم الی اللہ تعالی کما ذکر اللہ تعالی عنہم فی کثیر من
الآیات والمستغیث یعتقد ایضا ان اللہ ہو الخالق الرازق الضار النافع الذی بیدہ الامر
وانما اراد باستغاثتہ و توسلہ بالانبیاء والاولیاء التی ہی عبادۃ لہم وہی شرک اکبر لانہا عبادۃ
لغیر اللہ تعالی الشفاعۃ لہ عند اللہ فکفر بسبب ہذہ کما کفر المشرکون لانہ اعتقد مثل ما اعتقدوا
واراد بعبادتہ غیر اللہ تعالی مثل ما ارادوا فلا فرق بینہ و بینہم جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ و توسل ہرگز شرک نہین اور نہ یہ عبادت لغیر اللہ ہو سکتا ہی اسلیے
کہ مستغاث بہ فی الحقیقۃ اللہ تعالی ہی اور غوث اوس سے خلقا و ایجادا ہی اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی و مستغیث کے درمیان مین واسطہ ہین اور غوث تسببا و کسبا ہی پھر
شرعا ولغۃ آپ بھی مستغاث ہوے وعلی ہذا القیاس سوال اور کچھہ شک نہین کہ آپ سے
استغاثہ و توسل ہر زمانے مین ہوا و ہوگا چنانچہ قبل خلقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوی کہا ای رب ہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
سوال کرتے ہین خداوند عالم نے پوچھا ای آدم تمنے محمد کو کیونکر پہچانا ابھی تک تو وہ پیدا بھی
نہوے حضرت آدم نے کہا ای رب جب تو نے ہمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے سر کو
مجھمین ڈالا اوسوقت ہمنے اپنے سر کو اوٹھایا تو عرش کے ستونون پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ تب ہمنے سمجھا کہ اپنے نام نامی کے ساتھہ تونے اپنے بڑے پیارے کا
نام شریک کیا ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا تمنے سچ کہا ہی آدم وہ تمام مخلوقات سے ہمارے
پیارے ہین جب تمنے اونکے حق سے سوال کیا ہمنے تمھین بخشا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا پیدا کرنا منظور نہوتا تو تمھین پیدا نکرتا حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ اللہ تعالی
نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی سے اطلاع دیا کہ ایمان آنحضرت پر لاؤ اور امت کو حکم کرو کہ
جو شخص اونکو پاوے اونپر ایمان لاوے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو ہم آدم کو اور جن وانس کو
پیدا نکرتے اور عرش کو ہمنے پانی پر پیدا کیا جب مضطرب ہوا اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا پھر ٹھہر گیا اور عالم حیات مین ایک اندھے نے آپ سے دعای صحت چاہی آپ نے
فرمایا اگر تم چاہو ہم دعا کرین اور اگر ہو سکے تو صبر کرو اور صبر بہتر ہی اوسنے دعا چاہی آپنے
فرمایا اچھے طور پر وضو کرکے یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک الخ چنانچہ اوسی طور پر اوسنے پڑھی اور
بینا ہوگیا اور عالم برزخ مین استغاثہ وتوسل کے باب مین بہت سے واقعات ہین چنانچہ
چند واقعات متعاقب ذکر کیے جائینگے اور عالم آخرت مین جو آپ مستغاث ہونگے اوسکی
کیفیت بحث شفاعت سے ظاہر ہی اگر شاید کسی کے ذہن مین خلجان گزرے کہ آپنے
در باب منافق کے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا کہ مجھسے استغاثہ نچاہیے بلکہ اللہ تعالی
سے چاہیے پھر اگر استغاثہ جائز ہوتا تو آپ ممانعت کیون فرماتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ
اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہی اور ابن لہیعہ کے مقدمے مین کلام مشہور ہی اگر
اسکے صحت کی تسلیم بھی کیجاوے تو یہ من قبیل ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے
ہی یعنی اگرچہ آنحضرت مستغاث ہین مگر فی الواقع مستغاث خدا ہی چنانچہ اکثر احادیث
مین حقیقت امر کا بیان ہوا ہی اور قرآن مین اضافت فعل کی اوسکے مکتسب کیطرف
ہوئی ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لن یدخل احدکم الجنۃ بعملہ حقتعالی جل شانہ
فرماتا ہی ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور توسل کے معنی طلب دعا کے بھی ہو سکتے ہین

اس لیے کہ آپ زندہ ہین سوال سائل کو جانتے ہین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے
مین قحط ہوا ایک شخص قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ پانی کے
لیے دعا کیجیے آپ کی امت ہلاک ہوتی ہی وہ شخص خواب مین زیارت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا عمر سے کہو کہ مینہ برسیگا اور تم رفق و ملایمت کرو جب اوس شخص نے اپنے خواب
کی کیفیت کہی حضرت عمر زار زار روئے بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ حصول حاجات کے لیے دعا کرنیکو حکم فرماتے ہین جیسا
کہ عالم حیات مین اس لیے کہ آپ سوال سائل کو جانتے ہین چنانچہ الجوہر المنتظم فی زیارۃ
القبر المکرم مین ایک لمبی تقریر کے بعد لکھا ہی فعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم یطلب منہ الدعا
بحصول الحاجات کما فی حیاتہ لعلمہ بسوال من یسئلہ کما ورد مع قدرتہ علی التسبب فی حصول
ما سئل فیہ بسوالہ و شفاعتہ الی ربہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوسل بہ فی کل حال قبل بروزہ لہذا
العالم وبعدہ فی حیاتہ وبعد وفاتہ وکذا فی عرصات القیمۃ فیشفع الی ربہ تعالی وہذا مما
قام الاجماع علیہ وتواترت بہ الاخبار چوتھا عقیدہ مقابر شہدای اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھودنا جائز ہی چنانچہ ابن عبد الوہاب نے قبر زید بن
الخطاب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کھودا جانا چاہیے کہ جب سنگ لاخ کا تراشنا اور اوسکو
لحد بنانا ممکن نہ تھا زمین ایک گز بلند کہدے اوسمین شہدای صحابہ دفن کیے گئے
تا لاش درندون سے محفوظ رہے اور رائحہ بھی منتشر نہو اور یہ بھی مسلم ہی کہ شہدا اپنے
محل موت مین دفن کیے جاتے ہین چنانچہ شہدای احد کی لاش جب مدینے مین آئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پھر اپنے مقام پر واپس کی گئی پھر جس جنگل و میدان
کے درندونکو قبر کھودنے کی اور مردون کے نکالنے کی عادت ہو وہان قبر پر بنا
واجب ہی تا لاش انکے ہاتھون سے محفوظ رہے اور اگر نباشی کا یا درندون کے لاش
کھودنے کا یا پانی سے قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورتون مین بنا جائز بلکہ

اور بغیر حاجت کے بنا مکروہ تنزیہی ہی لیکن جب تک بالیقین اصل بنا کی حرمت معلوم نہو
اوسے کھودنا جائز نہیں اگر یہ معلوم ہو کہ اصل بنا حرام ہی یا مباح یا واجب تو اوسے ہرگز
کھودنا جائز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ واضع نے بسبب ضرورت کے بنایا ہوگا اور اگر کسی عالم
یا ولی یا صحابی کی قبر پر قبہ ہو یا بنا بقدر قبر ہو تو اوسکا انہدام حرام ہی اس صورتمین شہدای
صحابہ کی قبر کا کھودنا تو کسی طرح جائز نہیں ٹھہرتا اسلیے کہ خود صاحب قبر اور اوسکے بنانیوالے
یعنی حضرت خالد بن ولید وغیرہ صحابی ہین جنکے سامنے وحی نازل ہوتی تھی حامل وحی سے
بالمشافہ احکام شرعی سیکھتے تھے اور وہ بنا بھی خیر القرون کی تھی یعنی اوائل خلافت ابوبکر
صدیقؓ کی اگر یہ سب کے سب خاطی تھے پھر انکی اقتدا سے اہتدا نہین ہو سکتی اور لازم باطل ہی
اس لیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم پھر ملزوم بھی باطل ہی
مسلمان کا یہ کام نہین ہی کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک حرمت کرے
اور اونکی قبر کو اس طور پر کھودے کہ اونکے کفن و جسم نظر آئین بلکہ مسلمان کی شان ہی
کہ اونسے محبت رکھے اونکی توقیر و عظمت و اقتدا کرے اونکے طریقے و آداب و اخلاق کو
اختیار کرے چنانچہ علامہ احمد بن علی البصری صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب
سلیمان بن محمد بن نجیم وغیرہ علمای نجد کے جواب مین تحریر فرماتے ہین اقول تہدیم
قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم مقدار ذراع عند عدم امکان الحفر
خوفا علیہم من السباع ومنعا للرائحۃ ضلالۃ ای ضلالۃ فقد صرح سادتنا الشافعیۃ بندب
دفن الشہید بمحل موتہ ای ولو بقرب مکۃ او المدینۃ او بیت المقدس لان قتلی احد نقلوا للمدینۃ
فامر صلی اللہ علیہ وسلم بردہم لمضاجعہم فردوا الیہا صححہ الترمذی وصرحوا بوجوب البناء علی القبر ان
اعتادت سباع ذلک المحل الحفر عن موتاہ وتجویز البناء علیہ ان خشی نبش او حفر سبع او ہدم
سیل ولو کان المقبرۃ مسبلۃ وبکراہۃ البناء تنزیہا لغیر حاجۃ فی غیر المسبلۃ ای فلا یہدم
اذ لا یہدم الا ما حرم وضعہ قال العلامۃ الشمس الرملی فی النہایۃ ونظہر حملہ ای الہدم علے

ما اذا عرف حاله فی الوضع فان جهل ترک حملا علی وضعه بحق کما فی الکنائس التی تقر اهل الذمة
علیها فی بلدنا وجهلنا حالها وکما فی البناء الموجود علی حافات الانهار والشوارع انتهی قال بعضهم
ولو کان المبنی علیه مشهورا بالعلم والصلاح او کان صحابیا وکان المبنی علیه قبة وکان البناء علی
قدر قبره فقط فینبغی ان لا یهدم لحرمته نعم یشیده وان اندرس اذا علمت هذا فهذا البناء الذی علی قبور
هؤلاء الشهداء من الصحابة رضی الله عنهم لا یخلو اما ان یکون واجبا او جائزا بغیر کراهة وعلی کل فلا
یقدم علی الهدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامه انتهاک حرمة اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم الواجب علی کل مسلم محبتهم ومن محبتهم وجوب توقیرهم وبرهم والقیام بحقوقهم والاقتداء
بهم بان یمشی علی سنتهم وآدابهم واخلاقهم قال سهل بن عبد الله التستری وناهیک به
علما وزهدا ومعرفة وجلالة لم یؤمن برسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یوقر اصحابه ای ومن توقیر
لهم عدم هدم قبورهم حتی بدت ابدانهم واکفانهم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسله الی مع
جملة سوالات یسئل عن افعال هذا المبتدع واتباعه مع کون هدمه اما واجب البناء او جائزه
والاستلزام جهل خالد بن الولید والجم الغفیر الذی معه من اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم بحرمة البناء المذکور لما دفنوا الشهداء المذکورین وانهم مخطئون فی ذلک مع کثرتهم
فلو اتفق الجم الغفیر منهم علی الجهل والخطاء فی حکم دفن هؤلاء الشهداء لزم منه عدم الاهتداء
بالاقتداء بواحد منهم قطعا واللازم باطل بالنص فالملزوم مثله وکیف یتوهم من له ادنی عقل
وفی قلبه مثقال ذرة من الایمان ان هؤلاء الصحابة اعنی خالد بن الولید ومن معه من الصحابة
رضی الله عنهم الذین نزل الوحی بین اظهرهم وتعلموا الاحکام مشافهة منه صلی الله علیه وآله
وسلم کلهم جهلوا حرمة البناء المذکور واخطؤا طریق السنة فی الدین مع قرب عهدهم بہ صلی الله
علیه وسلم فان تلک الواقعة کانت فی اول خلافة الصدیق رضی الله عنه وان هذا الضال
علم الصواب وان اولئک الاصحاب کانوا علی الخطاء **پانچواں عقیدہ** جو مساجد اصحاب
شہداء کے جوار میں واقع ہیں اونکو مساجد کا حکم نہیں بلکہ قابل کھودنے کے ہیں

چنانچہ ابن عبد الوہاب اون مساجد کو مکروہ کہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا
اسمہ وسعی فی خرابہا کا مصداق بنا جانا چاہیے کہ جوار صالح مین خاص اوسکی روح سے
برکت لینے کے لیے یا اپنی عبادت کا اثر اوسکی روح کو پہونچانے کے لیے مسجد بنانا جائز ہے
چنانچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا مزار مسجد حرام مین حطیم کے قریب ہی البتہ قبرون پر
مسجدون کا بنانا یا قبور کیطرف تعظیما سجدہ کرنا منع ہی جسطرح یہود ونصاری اپنے
انبیا کی قبور کیطرف سجدہ کرتے تھے اور اوسے اپنا قبلہ ٹھہرالیا تھا پھر جوار قبور صحابہ
شہدا میں جو مسجدین واقع ہین نہ وہ قبر پر بنی ہین نہ اونمین نماز پڑھنے سے اونکی قبور قبلہ
ٹھہرتی ہین بلکہ صرف مصلی کی قبر پر اونکی روح پر فتوح کا فیضان ہونا مقصود ہوتا ہی
تو اونکا کھودنا سخت گمراہی ہی علامہ احمد بن علی البصر صاحب فصل الخطاب لرد ضلالات
ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال العلامۃ المناوی فی شرح الجامع الصغیر فے الکلام علے
حدیث لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج وقیل ومحل الذم ان یتخذ
المسجد علی القبر بعد الدفن ثم قال العلامۃ الطیبی فے شرح المشکوۃ عند الکلام فے حدیث لعن اللہ
الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قال القاضی البیضاوی لما کانت الیہود
والنصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانہم ویجعلونہا قبلۃ ویتوجہون فی الصلوۃ
نحوہا فاتخذوہا اوثانا لعنہم ومنع المسلمین عن مثل ذلک ونہاہم عنہ اما من اتخذ مسجدا فے
جوار صالح او صلی فے مقبرتہ وقصد بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ
لا التعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا حرج علیہ الا تری ان مرقد اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی المسجد الحرام
عند الحطیم ثم ان ذلک المسجد افضل مکان یتحری المصلی لصلاتہ والنہی عن الصلوۃ فی المقابر مختص بالمقابر
المنبوشۃ لما فیہا من النجاسۃ انتہی فاذا لم یکن للہدم داع شرعی بان لم یکن المسجد مبنیا
علی القبور حتی تخشی منہ ذلک المحذور فالداعی الیہ ہو اتباع الہوی ومن اتبع ہواہ فقد اتخذہ
الہا من دون اللہ بنص الکتاب العزیز انتہی ملخصا چھٹا عقیدہ جمعہ کے دن اذان مین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بدعت ضلالت ہی جاننا چاہیے کہ جمعہ کی رات و دن مین
درود پڑھنا بدلائل عقلی ونقلی افضل عبادات سے ہی دلیل عقلی یہ ہی کہ جمعہ کا دن ہفتے کے دنون مین
سید الایام ہی اسیدن غسل مشروع ہوا اسیدن نماز خاص فرض ہوی اسیدن جو جو بڑی بڑی
بھلائیان امت کو حاصل ہوتی ہین اونکی اطلاع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہی اسیدن
امت مرحومہ بہشت مین داخل ہوگی یہی دن بڑی عید وخوشی کا دن ہی اسیدن خداوند کریم اونکی
حاجتونکو برلاتا ہی اور دعائونکو قبول کرتا ہی اور چونکہ ہم لوگونکو ان سرائر کی اطلاع صرف سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوئی تو جمعہ کے رات و دن مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر بہت درود بھیجنا چاہیے تا فی الجملہ شکر آپکا ادا ہو ابن شہاب سے مروی ہی
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کی رات و دن کو ہمپر درود بھیجا کرو وہ درود ہم تک
پہونچائے جاتے ہین انبیاء کے اجسام مٹی نہین ہوتے جب کوئی مسلمان ہمپر درود بھیجتا ہی
تو فرشتے ہمارے پاس لاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ درود فلانے کیطرف سے ہی حضرت انس
سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن تم لوگ ہمپر درود زیادہ
بھیجو اس لیے کہ یہ یوم مشہود ہی جب کوئی ہمپر درود بھیجتا ہی بفور فارغ ہونے کے وہ ہمپر پیش
کیا جاتا ہی حضرت ابی امامہ سے مروی ہی کہ جمعہ کے دن ہمپر درود زیادہ بھیجا کرو اس لیے
کہ جمعہ کے دن تمام امت کے درود ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو شخص ہماری
امت کا ہمپر زیادہ درود بھیجتا ہی بہ نسبت دوسرون کے اوسکا مرتبہ ہمارے نزدیک
زیادہ ہوتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوة علی النبی المصطفی مین امام احمد بن ابی بکر
الخطیب القسطلانی فرماتے ہین والامر بالاکثار من الصلوة علیہ یوم الجمعة لانہ افضل ایام
الاسبوع وفیہ شرع الغسل والصلوة الخاصة وخصہ تعالی من دون سائر الایام بقولہ عز وجل
یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ ولما کان صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سید الانام ویوم الجمعة سید الایام لان الصلوة علیہ فیہ مزیة لیست لغیرہ مع

لطیفۃ اخری وہی ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا والآخرۃ انما نالتہ علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فجمع اللہ لامتہ بہ خیری الدنیا والاخری واعظم کرامۃ تحصل لہم فانہا تحصل لہم یوم الجمعۃ فانہ فیہ یبعثہم الی منازلہم وقصورہم فی الجنۃ وہو یوم المزید لہم اذا دخلوا الجنۃ وہو عید لہم یوم فیہ یسعفہم اللہ بطلباتہم وحوائجہم ولا یردہ سائلہم وہذا کلہ انما عرفوہ وحصل لہم بسببہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی یدیہ فمن شکرہ وحمدہ واداء القلیل من حقہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ان یکثر الصلوۃ علیہ فی ہذا الیوم واللیلۃ وعن ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا من الصلوۃ علی فی اللیلۃ الزہراء والیوم الازہر فانہما یودیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وما من مسلم یصلی علی الا حملہا ملک حتی یودیہا الی ویسمیہ حتی انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا ذکرہ فی الشفاء۔ انتہی مختصرا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی ویکثر الصلوۃ علیہ السلام ای فی یوم الجمعۃ ولیلتہا فقد ورد اکثروا الصلوۃ علی فان صلاتکم تعرض علی وفی روایۃ البیہقی عن انس اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ الحدیث

ساتوان عقیدہ

کتاب دلائل الخیرات کو جلانا چاہیے اس لیے کہ اوسمین اللہم صل علی سیدنا ومولانا ہی اور کتاب روض الریاحین کہ فی الواقع روض الشیاطین ہی قابل جلانیکے ہی اس لیے کہ اوسمین سلف صالح کے احوال ہین جاننا چاہیے کہ کتاب دلائل الخیرات ایسی پاکیزہ کتاب ہی جسمین بہت سے احادیث ودرود وصلوۃ بھرے ہین اس بے ادبی کا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہی کہ اسمین جابجا درودمین لفظ سیدنا ومولانا لکھا ہی حالانکہ حدیث مین ہی لا تسیدونی فی الصلوۃ یا السید اللہ مگر یہ محض غلط فہمی وتعصب ہی اس لیے کہ لا تسیدونی فی الصلوۃ کے نسبت محدثین لا اصل لہ لکھتے ہین علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب وعلامہ ابن عابدین صاحب رد المحتار تحریر فرماتے ہین واما حدیث لا تسیدونی فی الصلوۃ فباطل لا اصل لہ کما قالہ بعض متاخری الحفاظ اور السید اللہ سے معنی حقیقی مقصود ہین اس لیے کہ سید حقیقۃ اللہ تعالی ہی سیادت مطلقہ اوسیکے لیے ہی اور خلق ساری

اوسکے عبد ہین بلحاظ اسی معنی حقیقی کے عبد کو بچاہیے کہ اپنے سید کو سیدی یا مولائی کہے
اس لیے کہ مولی حقیقی اللہ تعالی ہی مگر سید کے معنی سردار و عالی منزلت و فاضل و حلیم و کریم
و مالک کے بھی آئے ہین انھین معنی کے لحاظ سے روسا قبائل کو سید کہتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سید البشر ہین بدرجہ اولی سید و مولی ہوے احادیث مین اطلاق سید کا اہل فضل پر بکثرت آیا ہی
حضرت امام حسن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ابنی ہذا سید سعد بن معاذ
کے لیے فرمایا قوموا لسید کم سعید بن عبادہ کے لیے فرمایا انظروا الی ما یقول سید کم البتہ
مبتدع فاسق متہم فی الدین کے لیے سید و مولی کا اطلاق مکروہ ہی پھر جب اطلاق
سید کا ارباب فضل پر خاص کتب احادیث سے ثابت ہوا تو دلائل الخیرات قابل جلانے
کے نہ ٹھہری اسمین بامتثال احادیث کے لفظ سیدنا و مولانا مندرج ہی پھر کیا
معاذ اللہ کتب احادیث سے بھی بے ادبی کا ارادہ ہی اور روض الریاحین تصنیف
علامہ عبد اللہ بن اسعد یمنی یافعی شافعی روض الشیاطین نہین ہوسکتی ذکر صالحین
و ابرار موجب نزول برکت ہوتا ہی علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب
فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال فی المواہب اللدنیۃ ان من اسمائہ
صلی اللہ علیہ وسلم السید والمولی وکرہ مستندا بالمولی من وجہی الاحتمال المذکورانہ
رای کلام بعض العلماء فی عدم جواز اطلاق المولی والسید علی غیر اللہ تعالی لورود النہی
عن ذلک فی بعض الاحادیث فقد روی الحافظ الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر حدیث
السید اللہ وعزاہ للامام احمد وابی داود وقال المناوی فی شرحہ السید حقیقۃ ہو اللہ
لاغیرہ الذی یحق لہ السیادۃ المطلقۃ فحقیقۃ السود لیست الا لہ اذ الخلق کلہم عبیدہ ثم لما
خوطب بما یخاطب بہ رؤسا القبائل من قولہم انت سیدنا و مولانا فذکرہ اذ کان جہتہ
ان یخاطب بالرسول والنبی فانہا منزلۃ لیس ورائہا منزلۃ لاحد من البشر فقال السید اللہ ای ہو الذی
فیہ الی الحقیقۃ ای الذی یملک التواصی و یتولی امرہم و یسودہم انما ہو اللہ ثم وقع فی مسلم

ابی معاویۃ ووکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ ورفعہ ولا یقل العبد لسیدہ یا مولائی
وزاد فی حدیث معاویۃ فان مولاکم اللہ فتحصل لہذا المجتہد الفہامۃ ان ہذا ہو الحق وان من خالفہ
کہذا الامام فقد ارتکب من المحذور ما یوجب طرح مولفہ فی النار وہذا کلہ ناش عن الادراء بکلام
العلماء بالنفس وحب الریاسۃ واتباع الہوی والتعصب والعناد والافالکتب طافحۃ بذکر
ان الاصح الجواز ففی شرح المناوی ولا ینافیہ قولہ انا سید ولد آدم لانہ اخبار عما اعطی من الشرف
علی النوع الانسانی واستعمال السید فی غیر اللہ تعالی شائع ذائع فی الکتب والسنۃ انتہی قال
الامام النووی رحمہ اللہ تعالی فی کتاب الاذکار اعلم ان السید یطلق علی الذی یفوق
قومہ ویرتفع قدرہ علیہم ویطلق علی الزعیم والفاضل ویطلق علی الحلیم الذی لا یستفزہ غضبہ
ویطلق علی الکریم وعلی المالک والزوج وقد جاءت احادیث کثیرۃ باطلاق سید علی اہل
الفضل فمن ذلک ما رویناہ فی صحیح البخاری عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صعد بالحسن بن علی رضی اللہ عنہ المنبر فقال ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ تعالی ان یصلح بہ
بین فئتین من المسلمین ومن رویناہ فی صحیحی البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للانصار لما اقبل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
قوموا لسیدکم او خیرکم کذا فی بعض الروایات سیدکم او خیرکم وفی بعضہا سیدکم بغیر
شک ورویناہ فی صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ
قال یا رسول اللہ ارأیت الرجل یجد مع امرأتہ رجلا فیقتلہ الحدیث فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انظروا الی ما یقول سیدکم واما ما ورد فی النہی فما رویناہ بالاسناد
الصحیح فی سنن ابی داؤد عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تقولوا للمنافق سید فانہ یک سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل قلت والجمع بین ہذہ
الاحادیث انہ لا باس باطلاق سید و یا سیدی وشبہ ذلک اذا کان المسود فاضلا
خیرا اما بالعلم واما بالصلاح واما بغیر ذلک وان کان فاسقا او متہما فی دینہ ونحو ذلک کرہ ان یقال لہ

سید و روینا عن الامام ابی سلیمان الخطابی فی معالم السنن فی الجمع بینہما نحو ذلک ویکرہ ان یقول المملوک لمالکہ ربی بل یقول سیدی و ان شاء قال مولای انتہی ملخصا

آٹھواں عقیدہ حجرۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قابل انہدام ہی علامہ احمد بن علی بصری فرماتے ہین منہا انہ صح انہ یقول لو اقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہدمتہا جاننا چاہیے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالی یہود و نصاری پر کہ ان لوگون نے اپنے انبیاؤن کی قبرون کو مسجدین بنائین اگر یہ خوف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت عایشہ و صحابہ کو نہوتا تو آپکی قبر ظاہر کیجاتی اور باہر کھلی جگہ پر بنائی جاتی چنانچہ جب مسجد مین وسعت کی گئی حجرۂ شریف مثلثۃ الشکل بنایا گیا تا آنکہ کوئی شخص باوصف استقبال قبلہ کے آپکی قبر مبارک کیطرف نماز نہ پڑھے پھر جب اس بات مین صاف صریح حکم موجود ہی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ مبارک کے کھودنیکا عزم مسلمان تو ہرگز نہین کر سکتا علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین اقول فی حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا عند البخاری قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم عنہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد لولا ذلک لابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا عادۃ اسکے اوس زمانہ سے آج تک ہزارون بلکہ لاکھون ہی عالم فاضل محدث مفسر فقیہ مجتہد نے حجرۂ مبارک کی زیارت کی پر کسی نے اسکا انکار نہ کیا تو اوس وہابی مبتدع کا قول کب قابل لحاظ ہو سکتا ہی خلاصۃ الوفا مین ہی لم یبلغنی ان احدا من اہل العلم والصلاح ممن حضروا ممن رآہ بعد تجردہ انکر ذلک او تفطن لہ او القی لہ بالا وہذا من اہم ما ینظر فیہ **نواں عقیدہ** چھ سو برس سے لوگ گمراہ ہین علامہ احمد فرماتے ہین منہا انہ ثبت عنہ انہ

یقول الناس من ستة مائة سنة لیسوا علی شیٔ جاننا چاہیے کہ یہ خود گمراہی ہی اس لیے
کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جو شخص کہتا ہی کہ سب لوگ ہلاک ہوے تو سب سے بڑھکر وہ
ہلاک ہوا یا یون کہین کہ وہ تو حقیقت مین ہلاک نہین ہوے پر اسنے سب کو ہلاکت
مین ڈالا طرہ یہ ہی کہ جب چھہ سو برس سے وہ لوگ کافر وگمراہ ہین اللہ لا یجمع امتی
علی ضلالة کیونکر صادق آئیگا علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب نے رد
ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین ومن ضلل ہذہ الامة فقد کفر بالاجماع عن ابی ہریرة
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الرجل ہلک الناس وکیف یصح ہذا
القول الذی قالہ ہذا المضل وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالة فاذا کان لیسوا علی الدین القویم بل کفروا وضلوا من ست مائة سنة
الی ظہور مبتدع العینیة کان ذلک منہم کل ہذہ المدة اجتماعا علی الضلالة واللہ تعالی
بکرمہ قد اجارہم منہ انتہی مختصرا سوا اسکے یہان دو امر قابل غور ہین پہلا امر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مینہ سے تشبیہ دی ہی چنانچہ فرمایا ہی مثل امتی مثل
المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ چنانچہ یہ حدیث جامع صغیر مین موجود ہی تو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ امت کی کیفیت مختلف طور پر رہے گی لیکن یہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ کونسا طبقہ بہتر ہوگا جیسے مینہ کی کیفیت مختلف طور پر رہتی ہی پر یہ نہین
معلوم ہوتا کہ کونسا مینہ بہتر ہی مگر جس طرح سے ہر مینہ نفع سے خالی نہین ہوتا اسی طور
طبقہ امت کا برا نہین ٹھہر سکتا اگر طبقہ اول کا ایمان بمشاہدہ معجزات ودعوت
رسول تھا تو طبقہ ثانی کا ایمان بالغیب تھا اگر متقدمین نے تاسیس وتمہید مین
اوقات صرف کی تو متاخرین نے تلخیص وتجرید وتقریر وتاکید مین توجہ فرمائی
دوسرا امر قرن سادس وسابع وثامن وتاسع وعاشر مین کیسے کیسے علماء ورثة الانبیاء
حفاظ محدثین وفقہا محققین ومفسرین مدققین وائمہ نحوین ولغوین وبیانین واصولین

و اولیا عارفین گزر گئے ہین بعض تو ایسے ہین کہ اس زمانہ حال مین جو چل رہا ہی مذاہب اربعہ کا او نپر مدار ہی پھر ایسے لوگونکو گمراہ کہنا خود گمراہی ہی **دسوان عقیدہ** جو شخص انکے مقولات کی تصدیق نکرے گو وہ کیسے ہی مقولات ہون وہ کافر ہی اور جو شخص انکی ہان مین ہان ملاتا جاوے اگرچہ فاسق ہو مگر وہی موحد ہی علامہ احمد بن علی بصری فرماتے ہین فمن صدقہ لکل ما یقولہ و آمن بہ فہو مؤمن موحد و من لم یصدقہ فی کل ما یقول بہ فہو کافر مقطوع بکفرہ سبحان اللہ یہ تو عجب سمجھ ہی اگر انکو دعوی اجتہاد ہی تو قول مجتہد کے انکار سے کوئی کافر نہین ہو سکتا اور اگر دعوی رسالت ہی تو رسالت ذات پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی علامہ احمد فرماتے ہین و اذا بطل کونہ من رسل رب العالمین ثبت انہ من رسل ابلیس اللعین لاضلال الموحدین جب ایہ متحقق ہوا کہ یہ رسول رب العالمین سے نہین ہین تو ثابت ہو گیا کہ یہ رسول ابلیس لعین سے ہین اور مقصود اوسکا اضلال موحدین ہی اور اس اضلال کی وجوہ عدیدہ ہین کہ یہان بلحاظ اختصار کے چند وجوہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی **پہلی وجہ** وہابی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض رکھتے ہین اسکا سبب یہ ہی کہ صحابہ مسائل الہیات و اعتقادیات و شرعیات و تہذیب نفوس و کمال اخلاق و مسائل جہاد بتاتے تھے اور فتح بلاد معظمہ انکے حسن تدابیر سے ہوا اور اونکے ہاتھون سے کفار مخذول و منکوب رہے چنانچہ نواحی یمامہ مین مسیلمہ کذاب کے باب مین جو جو مساعی جلیلہ ظہور مین آئے سیر و تواریخ دیکھنے والونپر مخفی نہین اب ان لوگون نے اوسکے بدلے مین گورکنی و نباشی شروع کی مگر حق تو یہ ہی کہ جو کچھ ان لوگون کے ہاتھ و زبان سے عالم ظہور مین آیا ابلیس کو بھی نہ سوجھی ہوگی **دوسری وجہ** چونکہ شیطان لعین اولیاء عارفین و عباد صالحین سے عداوت تامہ رکھتا ہی یہ لوگ انکی تکفیر کے قائل ہوے بلکہ جو شخص اونکی تکفیر کا

قائل نہو اوسکی تکفیر کے بھی قائل ہوے تاآنکہ وہابی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ وغیرہ مکملین اولیاء اللہ کو زمرۂ اوثان مین سمجھتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ احادیث صحاح مین اولیاء اللہ کی اہانت کے باب مین کیا وعیدین وارد ہین علامۂ احمد فرماتے ہین الابلیس شدید البغض لاولیاء اللہ العارفین فجزم رسولہ وخلیفتہ بکفرہم وحکم بکفر من لم یکفرہم ویبغضہم ویسبہم ویعادیہم ویکفر الاحیاء منہم والاموات کسیدی الشیخ عبد القادر واضرابہ ممن اشتہر بالولایۃ والصلاح وجعلہم فی زمرۃ عباد الاوثان فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن انس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عن اللہ تعالی من اہان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ الحدیث وفی روایۃ لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ای اعلمتہ انی محاربہ انتہی مختصرا

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم		کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

قال اور اگر تعظیم نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام ہی مین مقصود ہوتی تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے **اقول** اس شرطیہ کا مقدم اختراعی معلوم ہوتا ہی نہ تعظیم کا انحصار قیام مین ہی نہ اہل حق سے کوئی اسکا قائل ہی **قال** اور نام پاک حضرت سنکر بڑی تعظیم وتاکیدی امر یہ ہی کہ درود وسلام حضرت پر بھیجین کہ موجب اجر جزیل وثواب بے شمار ہی وباعث نجات ووقایۂ وعید شدید ترک صلوۃ والسلام واطلاق بخل سے ہی مرقاۃ مین لکھا ہی کہ آیۂ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغۂ امر کا واسطے وجوب کے ہی اور محلی شرح موطا مین لکھا ہی اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ واحدۃ فی العمر اتفاقا واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو اتحد المجلس علی الاصح لا لان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب متکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ویصیر دینا بالترک

فیقضی للہنا حق عبد کالتشمیت وبہ قال ابن اسحاق وقال ابن العربی انہ الاحوط
وقال الکرخی انہ لایجب تکرارہا کلما ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل یستحب فی الدر المختار
المعتمد من المذاہب قول الطحاوی وصححہ الحلبی وغیرہ انتہی والآیۃ تدل علی الوجوب فی الجملۃ
وقیل یجب الصلوۃ کلما جری ذکرہ لقولہ علیہ السلام رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم
یصل علی وقولہ من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار وقولہ یحسب المرء من البخل
ان اذکر عندہ ولا یصل علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ وفی زواجر
عن اقتراف الکبائر لابن حجر مکی رح اخرج الطبرانی عن حسین بن علی رضی اللہ
عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فخطی الصلوۃ علی خطی
طریق الجنۃ وعن ابن ابی عاصم قال قال الا اخبرکم بابخل الناس قالوا بلی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذکرت عندہ فلم یصل علی فذلک ابخل الناس تنبیہ عد ہذا ہو
صریح ہذہ الاحادیث لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فیہا وعیدا شدیدا کدخول النار
وتکرار الدعاء من جبریل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبعد والسحق ومن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بالذل والہوان والوصف بالبخل بل بکونہ ابخل الناس وہذا کلہ وعید شدید جدا
فاقتضی ان ذلک کبیرۃ لکن ہذا انما یاتی علی القول الذی قال بہ جمع من الشافعیۃ والمالکیۃ
والحنفیۃ والحنابلۃ انہ یجب الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکر وہو صریح ہذہ الاحادیث الخ **اقول** عبارت
منقولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جاوے
تو ابن عربی مالکی وکرخی کے نزدیک درود واجب نہین افسوس ہے کہ زواجر کے
یہان پوری عبارت نقل نہ کی گئی نہین تو رہا سہا شبہہ بھی دور ہوجاتا
احادیث مرویہ مین تطبیق ہوجاتی عبارت متروکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر
محدثین وفقہا عدم وجوب کے قائل ہین اور حدیث مین جو تارکین کے لیے

وعید ہی اس سے وہی تارکین مراد ہین جو بسبب عدم اعتناء کے درود نہین پڑھتے اور
خود حرام وکھیل وکود مین مصروف رہتے ہین اب اوس عبارت کو نقل کیے
دیتا ہون و اما علی ما علیہ الاکثرون من عدم الوجوب فہو مشکل مع ہذہ الاحادیث الصحیحۃ
اللہم الا ان یحمل الوعید فیہا علی من ترک الصلوۃ علی وجہ یشعر بعدم تعظیمہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یترکہا لاشتغالہ بلہو ولعب ومحرم فہذہ الہیآت الاجتماعیۃ لا یبعد ان یقال
انہ حقہا من القبیح والاستہتار بحقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یقتضی ان الترک حینئذ لما
اقترن بہ کبیرۃ مفسق فح یتضح انہ لا معارضۃ بین ہذہ الاحادیث وما قالہ الائمۃ من
عدم الوجوب بالکلیۃ اور قائلین عدم وجوب کیطرف سے طحاوی وغیرہ کا تو وہ تو وہ
جواب پیش ہوتا آیا چنانچہ چند جواب اطلاع ناظرین کے لیے اس مقام پر لکھا جاتا
ہون پہلا جواب اگر درود واجب ہوتا تو یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
خصوصا اور امت کے لیے عموما اظہر واجبات سے ٹھہرتا اور ایسا تو نہین ہی
دوسرا جواب وجوب کے تو کوئی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے قائل نہین بلکہ یہ
محض قول مخترع معلوم ہوتا ہی تیسرا جواب جب جب آپ کا نام نامی لیا جاتا تھا
تو سلف صالح جو پیشوای دین تھے درود نہین پڑھتے تھے اور خطاب کے وقت بھی
صرف یا رسول اللہ کہتے تھے اگر واجب ہوتا تو وہ بیشک اس سے منع کیے جاتے
چوتھا جواب اگر واجب ہوتا تو موذن پر واجب ہوتا مگر موذن پر تو شرعا ہرگز واجب
نہین پانچوان جواب درصورت وجوب کے نماز یا خارج نماز مین قاری پر درود پڑھنے کے
لیے قرات کا چھوڑنا واجب ہو جاتا لیکن ایسا تو نہین ہی باقی رہی احادیث
مرغبہ اسکا جواب یہ ہی کہ سب احادیث مین مبالغہ تاکید ہی ہی اور اون لوگون کے
لیے ہی جو ترک صلوۃ کے عادی ہو گئے ہین مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ
علی النبی المصطفی مین ہی و اجاب القائلون بعدم الوجوب بوجوہ منہا انہا لو کانت

واجبة کلما ذکر لکان ہذہ من اظہر الواجبات وللنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولامتہ ومنہا انہ
قول لا یعرف من احد من الصحابة والتابعین ولا تابعیہم ولا یعرف قائل بہ فہو قول مخترع
ومنہا ان السلف الصالح الذین ہم القدوة لم یکن احد منہم کلما ذکر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یقرن الصلوة علیہ باسمہ وہذا فی خطابہم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من ان یذکر
فانہم کانوا یقولون یا رسول اللہ مقتصرین علی ذلک فلو کانت الصلوة علیہ واجبة
عند ذکرہ لانکر علیہم ترکہا ومنہا انہ لو وجبت لوجبت علی المؤذن فضلا ان یجب
علیہما ومنہا انہا لو وجبت لزم القاری کلما یذکر اسمہ ان یصلی علیہ ویقطع لذلک
قرائتہ لیؤدی ہذا الواجب سواء کان فی الصلوة او خارجہا ومعلوم انہ لو کان واجبا
لکان الصحابة والتابعون اقوم بہ واشرع الی ادائہ وفیہ من المشقة والحرج ما لا یخفی
واجابوا عن الاحادیث التی استدل بہا المثبتون للوجوب بانہا خرجت مخرج المبالغة
فی تاکید ذلک وطلبہ وفی حق من اعتاد ترک الصلوة علیہ **قال** الملخص یہ کہ نام نامی
سنکر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام
وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی
قیام مین جیسے وکمر بستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ
وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت ونہی ثابت
ہی جیسا کہ گذرا **اقول** ہمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا **اختلال** مجلس
میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد
اختتام بیشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجتے
ہین چنانچہ بعض مجالس مین ہ عطر اللہم قبرہ الکریم
بعرف شذی من صلوۃ وتسلیم پڑھتے ہین اور بعض محافل مین

واجبة کلما ذکر لکان ہذہ من اظہر الوجبات ولنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولامتہ ومنہا انہ
قول لایعرف من احد من الصحابۃ والتابعین ولا تابعیہم ولایعرف قال بہ فہو قول مخترع
ومنہا ان السلف الصالح الذین ہم القدوۃ لم یکن احد منہم کلما ذکر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یقرن الصلوۃ علیہ باسمہ وہذا فی خطابہم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من ان یذکر
کانہم کانوا یقولون یا رسول اللہ مقتصرین علی ذلک فلو کانت الصلوۃ علیہ واجبۃ
عند ذکرہ لانکر علیہم ترکہا ومنہا انہ لو وجبت لوجبت علی المؤذن فضلا ان یجب
علیہما ومنہا انہا لو وجبت لزم القاری کلما یذکر اسمہ ان یصلی علیہ ویقطع لذلک
قرارتہ لیودی ہذا الوجب سواء کان فی الصلوۃ او خارجہا ومعلوم انہ لو کان واجبا
لکان الصحابۃ والتابعون اقوم بہ واشرع الی ادائہ وفیہ من المشقۃ والحرج مالا یخفی
واجابوا من الاحادیث التی استدلہا المثبتون للوجوب بانہا خرجت مخرج المبالغۃ
فی تاکید ذلک وطلبہ وفی حق من اعتاد ترک الصلوۃ علیہ **قال الملخص** یہ کہ نام نامی
سنکر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہیں اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام
وصلوۃ کے ہوتے ہیں اسکا خوف ومضایقہ نہیں جانتے مگر امر لغو ونزاعی
قیام میں جسپر وکراہت مستعد رہتے ہیں بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ
وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہیں حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھہ نہیں بلکہ فعل قیام میں کراہت ونہی ثابت
ہی جیسا کہ گزرا **اقول** اسمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا **اختلال** مجلس
میلاد میں جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد
اختتام بیشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجتے
ہین جیسا کہ بعض مجالس میں سے | عطر اللہم فبرہ الکریم
یعرف شذی من صلوۃ وتسلیم | پڑھتے ہیں اور بعض محافل میں

دوسرے جمل دیدہ و دانستہ اسقدر غلط اظہاری نچاہیے ۵

راست میگویم و یزدان نہ پسندد جز راست | حرف ناراست سزد دردہن اہرمن ست

دوسرا اختلال بھی لکھ چکا ہون کہ اکثر علما عدم وجوب کے قائل ہین اب کہانتک سمجھاؤن

۵ یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے میری بات | دے اور دل اونکو جو نہ دی مجھکو زبان اور

تیسرا اختلال قائلین بالوجوب مین اختلاف ہی کہ اس صورت مین درود پڑھنا
فرض عین ہی یا کفایہ ابو اللیث سمرقندی کا مذہب یہ ہی کہ درود علی الکفایہ واجب
ہوتا ہی یعنی بعض کے فعل سے مابقی لوگون کے ذمے سے وجوب ساقط ہوجاتا ہی
مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین ہی اختلفوا القائلین بالوجوب
کما ذکر بل ہو علی العین فیجب علی کل فرد او الکفایۃ فاذا فعل ذلک البعض سقط عن
الباقین فالاکثرون علی الاول وقال بالثانی ابو اللیث السمرقندی من الحنفیۃ
اور اس مجلس مین تو قاری و سامع سبکے سب درود پڑھتے ہین اگر بفرض محال
کسی شخص نے نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے وجوب ساقط ہوجائیگا
چوتھا اختلال بعض کا یہ مذہب ہی کہ تمامی مجلس مین اگر نام نامی کئی بار
لیا جای ایکبار درود کافی ہی حلیمی کا قول ہی کہ جب مجلس خاصۃ ذکر سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرار پائے اس پوری مجلس کو مثل حالت واحدہ کے
سمجھنا چاہیے پھر ضرور نہین کہ جب جب نام نامی زبان پر آے درود واجب
ہو جای بلکہ اس صورت مین ایک مرتبہ درود پڑھنا کافی ہی ہان اگر اس قسم
کی مجلس نہو تو جب جب نام نامی زبان پر آئیگا درود واجب ہو جائیگا اور ظاہر ہی
کہ مجلس میلاد صرف ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انعقاد پاتی ہی پھر اسمین
ایک مرتبہ درود پڑھنا کیونکر کافی نہ سمجھا جائیگا مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ
علی النبی المصطفے مین ہی ذکر فی بعض شروح الہدایۃ انہ لو کرر اسم اللہ فی مجلس واحد

یکفیہ ثناء واحد ولو کرر اسمہ فی مجلس کفاہ ایضاً ان یصلی علیہ مرۃ علی الصحیح وفرق الحلیمی فرقاً حسناً فقال و اذا قلنا بوجوب الصلوۃ کلما ذکر فان اتحد المجلس و کان مجلس علم او ورد اتہ سنن ذکر الصلوۃ اذا ختم المجلس و بہا اجزاہ لان المجلس اذا کان معقوداً الذکرہ کان حالۃ واحدۃ کالذکر المتکرر وان لم یکن المجلس کذلک فانی ارجی انہ کلما ذکر ان یصلی علیہ ولا ارخص فی تاخیر ذلک اذ لیس ذکرہ باقل من حق العاطس افسوس ہی کہ تم لوگونکو کسی مسئلے مین سوای دہوکہ بازی و افترا پردازی کے کچھ نہین آتا ہے

نقش دغا بستہ خطا کردہ		تا تو بدانی کہ جہا کردہ

حق تو یہ ہی کہ مجلس میلاد مین ابتدا سے آخر تک جب نام نامی آتا ہی درود پڑھا جاتا ہی اگر کسی شخص نے درود نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے اسکے ذمے کا وجوب ساقط ہوجاتا ہی **قال** او بالتنزل یہ کہا جاتا ہی کہ اس امر مین اختلاف و تنازع واقع ہی جیسا کہ عاملین و مجوزین بھی تاویل و تحریف و تبدیل کر کے فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف و دفع تنازع اس طور پر کرین کہ رجوع جانب آیات و نصوص و احادیث صحاح غیر منسوخہ و غیر ماولہ کے کر کے حقاً و انصافاً نہ تعصباً و اعتسافاً تصفیہ و اتفاق کرلین **اقول** اہل حق کیطرف سے ہمیشہ دلائل لامعہ و براہین ساطعہ پیش ہوتی آئی ہی منکرین نے بجز دشنام وہی اور فضول گوئی کے اپنا طریقہ نہین رکھا دیکھو کہ اس رسالہ قلب الاطمینان مین کس آیت و حدیث سے مذمومیت مجلس و قیام کی ثابت کی گئی ہی اس حوصلہ پر تو ضرور تھا کہ ہر دعوی کے ثبوت کے لیے آیت و حدیث پیش کی جاتی ہان حسب مقتضای ہمہ دانی تو یہ ہی کہ اس رسالہ مین جس جس مقام پر آیہ و حدیث مذکور ہوئی ہی محض بے سمجھے بوجھے نقل ہوی ہی چنانچہ ہمنے ہر مقام پر مطلب صحیح لکھکے حسب مناسب مقام تنبیہ کی ہی اور ہمنے مانا کہ کوئی آیت و حدیث گھڑ کے ابطال عمل مولد کے لیے

پیش ہوی تو شاہ عبد الرحیم صاحب و مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کیطرف سے کیا عذر پیش ہوگا یہ حضرت تو مجوزین سے ہین اعتبار فی سلسلۃ اولیاء اللہ مین ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شیئ صنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وبین یدیہ ہذہ الحمص اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این ہست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود مشغول گشتند و فقیر مے آمد اولا بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد ازان ذکر ولادت باسعادت و نبذی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ درین اوان بظہور آمدہ بمعرض بیان می آید پس تر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود اب سچ سچ حقا وانصافا نہ تعصبا واعتسافا کہو کہ ان حضرات سے اب تصفیہ و اتفاق کی کیا صورت ہی ۵

جو لوگ کہ ہوتے ہین ولا عاقل دہر پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور	کرتے نہین جز مہر عدو پردہ قہر مرتا جو ہو گڑ سے اوسے کیون دیجے زہر

قال جیسا کہ امام وروا نو ہی اذا تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ ورسولہ **اقول** تمنے اس آیہ مین لفظی و معنوی تحریف کی ہی فان تنازعتم کو اذا تنازعتم اور الرسول کو رسولہ بنایا اجتہاد کو بالکل اوڑا دیا حالانکہ اگر قرآن و حدیث مین کوئی امر نپائین تو اوسمین اجتہاد چاہیے معالم التنزیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی مین ہی فردوہ الی اللہ والرسول ای الی کتاب اللہ والی رسولہ ما دام حیا وبعد وفاتہ الی سنتہ والرد الی الکتاب والسنۃ واجب ان وجد فیہما فان لم یوجد فسبیلہ الاجتہاد ۵

چیست قرآن ای کلام حق شناس	رونمای رب ناس آمد بناس
حرف حرفش را ست سربر معنیے	معنیی در معنیی در معنیے
لعبت بازیچه اش فهمیده	با خذف گنجینه سنجیده
بس کن و لبس کن بین تن قدیم	زین حواشی گشت اوراقش رہیم
از سر درس ملاهی باز آ	در دبستان آگہی باز آ
مجلس مولود را بدعت مگو	نیست جز ذکر رسول اللہ درو

قال فی المشکوة عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامر ثلثة امر بین رشده فاتبعه وامر بین غیّه فاجتنبه وامر اختلف فیه فکله الی اللہ عزوجل رواه احمد اور امر اختلافی غیر ضروری ہین جو مقتضای احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیے

اقول اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے امر بین رشده سے صریح چشم پوشی کر کے مجلس میلاد کو امر اختلف فیہ مین داخل سمجھا ہی اور نہ سمجھے کہ اوس سے وہی اشیا مراد ہین جسکو خداوند عالم نے نہین بتایا مثل قیامت و متشابہات قرآنی کے حدیث ابی ثعلبہ مین ہی وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا طیبی مین ہی الاول ان تفسیر ہذا الحدیث بما ورد فی آخر الفصل الثالث من حدیث ابی ثعلبہ پھر یہ امر اختلف فیہ مین داخل نہین ہی بلکہ امر بین رشده مین داخل ہی اور اگر ہم تسلیم بھی کرین تو تمھاری چون و چرا کو کب جا بہ سمجھین گے اسلیے کہ امر مختلف فیہ کو خدا ہی پر چھوڑنا چاہیے اوس مین چون و چرا کو کہان دخل

ای کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت	ہر زہ مشتاب پی جادہ شناسان بدر آ

قال اور امور محدثہ نے اصل مین عمل بے دلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانے مین کچھ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہی

اقول یہ تقریر تو صریح ہذیان معلوم ہوتی ہی مجلس میلاد نہ امور محدثہ سے ہی

شبہ بے اصل ہی نہ عمل حرمین براہین شرعیہ سے خارج ہی اگر کوئی حدیث صحیح عمل اہل
مدینہ کے خلاف پائی جاوے تو حدیث صحیح پر عمل بیجا ہے اس لیے کہ جب اہل مدینہ
کے نزدیک اوس حدیث کی اصلیت نہیں پائی گئی تب اوسکے خلاف توارث ہوا
اس لیے کہ ممکن نہیں کہ جس مقدمے میں حدیث صحیح پائی گئی ہو دیدہ و دانستہ توارث
اوسکے خلاف ہو بلکہ اونکے توارث سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حدیث صحیح اپنے
عمل کے موافق اونکو ملی ہی اور اونکی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہی ملا محمد معین
بن ملا محمد امین نے دراسات اللبیب تمھاری مستند کتاب مین لکھا ہی ان عمل اہل
المدینۃ المقدسۃ یترک بہ الحدیث الصحیح عند غیرہم مطلقا وعند اہل الکوفۃ بخصوصہم فان
عملہم علی شئی ورد بخلاف الحدیث الصحیح عند غیرہم لا یتصور الا بانتفاء اصل ذلک عندہم
والا لما وسعہم الخلاف ومن لم یقبل ہذا الحدیث المعارض لعملہم وجب علیہ التمسک
وترک ما خالفہ ووجہ ذلک ان عملہم دلیل قوی علی وجود الحدیث الصحیح فی ذلک عندہم
وحدیثہم یترجح علی حدیث غیرہم عند ہذین الامامین وفی ہذا جواز الاعتماد علی العلم الاجمالی
لوجود الدلیل الراجح مع وجدان الدلیل المعارض بعینہ وذلک مخصوص فی عمل
اہل المدینۃ المشرفۃ عندہما جب باوجود دلیل معارض کے دلیل راجح کا علم اجمالی
قابل اعتماد ہی تو جسوقت حرمت انعقاد مجلس میلاد پر منکرین کے نزدیک کوئی
حدیث پائی نجاتی ہو تو حسب تصریح صاحب دراسات کے صرف عمل اہل مدینہ
علیہ اسکے سنت کے لیے کیونکر کافی ووافی نہ سمجھا جاوے گا

دوست دارم گرہی کہ بکارم زدہ اند	کین ہمان ست کہ پیوستہ در ابروی تو بود

اور جب توارث مکہ ومدینہ کا ایک طور پر ہوا اور احادیث صحیحہ سے اسکا ثبوت بھی
پایا جاتا ہو تو وہ کیونکر بے اصل سمجھا جاویگا قال چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ
شرح مشکوۃ مین لکھا ہی وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی التراویح ونصب المنابر

وبین انہ بدعۃ منکرۃ قلب رحمہ اللہ ما فطنہ وقد ابتلی بہ اہل الحرمین حتی فی لیالی الختم یحصل اجتماع من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب علیہ الفساد العدید ویحیا المنکر الجدید ویستقبلوا النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون علی ہیئۃ عبد النیران وفی طیش المطاف حتی یضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیہم وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسأل اللہ العفو والعافیۃ والغفران واللہ المستعان انتہی **اقول** ملا علی قاری کا قول اگر قابل اعتبار واستناد ہی تو انکا قول عمل مولد کے مقدمے میں کیوں نہیں مانتے جس سے جھگڑا ہی چکجاتا ہی سبحان اللہ کہیں انکو آنکھہ کھائی جاتی ہی کہیں استنادًا اونکی عبارت نقل کیجاتی ہی ع

آنکھہ وہ کافر کہ قتل عام جسکی ایک ادا		لب وہ روح افزا جسے مردے جلاتا بات ہے

قال اور ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد میں لکھا ہی عمل اہل المدینۃ الذین یحتج بہ ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملہم بعد موتہم وبعد انقضاء عصر من بہا من الصحابۃ فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ تحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء انتہی یعنی وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہی کہ جو خلفای راشدین کے زمانہ میں تھا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفای راشدین کے اور بعد گزرنے عصر اونکے جو مدینے میں تھی صحابہ سے بس نہیں فرق ہی درمیان عمل اونکے و عمل غیر اہل مدینے میں اور سنت حکم کرتی ہی لوگو نمیں نہ عمل کسی کا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفای راشدین کے **اقول** ہم اس مقدمے میں دراسات تمہاری معتبر کتاب سے عبارت نقل کرچکے ہیں فتذکر ما سلف **قال** قال العینی سنے شرح صحیح البخاری فی شرح قولہ علیہ السلام ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا قال الداودی کان ہذا فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقرن الذی کان علیہم والذی یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما وقال القرطبی فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم

من البدع وان عملهم حجة کما رواه مالک قلت ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلاثة وہی تسعون سنة واما بعد فقد تغیرت الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی اور کہا عینی نے بیچ شرح بخاری شریف بیچ شرح حدیث ان الدین لیأرز الی المدینة کما تأرز الحیة الی جحرہا کے یعنی بیشک ایمان سمٹ آویگا طرف مدینہ کے جیسے کہ سمٹ آتا ہی سانپ طرف اپنے سوراخ یعنی بل کے داؤدی نے شرح بخاری مین تحت مین اس حدیث کے لکھا ہی کہ یہ تھا یہ امر یعنی سمٹ آنا ایمان کا بیچ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اون قرنون مین کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونمین اور اون لوگونمین کہ تھے متصل اونکے خاص کے اس لیے کہ امر درست تھا وراج بدعت سے اور کہا قرطبی نے اسمین تنبیہ ہی اوپر صحت مذہب مدینہ والونکے اوپر سلامتی اون کی بدعتون سے اور اوپر اسکے کہ عمل اونکا حجت ہی کہا عینی نے بعد نقل اس قول قرطبی کے شرح مذکور مین کہ یہ سلامت رہنا اہل مدینہ کا بدعت سے نہ تھا مگر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین مین گذرنے قرون ثلثہ تک اور وہ قرون ثلثہ نوّے برس ہین اور بعد ان قرون کے متغیر ہوے احوال اور بہت ہوئین وہان بدعتین خصوصًا ہمارے زمانے مین **اقول** جسطرح سانپ ماحیتاج کی طلب کے لیے اپنی بانبی سے نکلتا ہی اور پھر اوس مین داخل ہوتا ہی اسیطرح ایمان مدینہ طیبہ سے اطراف واکناف عالم مین پھیلا اور بسبب محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مومن عزم مدینے کا رکھتا ہی اس امر مین کسی زمانے کی خصوصیت نہین ہی قرن اول مین لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین احکام سیکھنے جاتے تھے زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین اقتدا کے لیے جاتے تھے بعد اوسکے زمانہ حال تک جو چلا ہی زیارت قبر منیف اور صلوٰۃ مسجد شریف

اور تبرک آثار شریف و آثار صحابہ کے لیے جاتے ہین ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری
مین علامہ احمد بن محمد ابن الخطیب القسطلانی فرماتے ہین ای ان اہل الایمان
لتنضم وتجتمع الی المدینۃ کما یارز الحیۃ الی جحرہا ای کما تنتشر الحیۃ من حجرہا فی طلب
ما تعیش بہ فاذا راعہا شیء رجعت الی جحرہا کذلک الایمان انتشر من المدینۃ فکل مومن لہ
من نفسہ سائق الیہا المحبۃ فی ساکنہا صلوات اللہ وسلامہ علیہ فہذا شامل لجمیع الازمنۃ
لانہ فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم للتعلم منہ و اما زمن الصحابۃ والتابعین و تابعیہم فللاقتداء
بہدیہم واما بعدہم فلزیارۃ قبرہ المنیف والصلوۃ فی مسجدہ الشریف والتبرک بمشاہدۃ
آثارہ و آثار اصحابہ اس مقام پر سمجھنا چاہیے کہ سانپ سے تشبیہ صرف قرار و انضمام
مین ہی امر مین تشبیہ مقصود نہین ہی طیبی ہین ہی ولعل ہذہ الدابۃ اشد فرارا
وانضماما من غیرہا فشبہ بہا بحرہ ہذا المعنی فان المماثلۃ یکفی فیہ اعتبارہا بعض الاوصاف
پھر اگر زمانہ ہذہ سے زمانہ حال مراد ہو تو سوا ی حرمین کے تمام سے دین کا معدوم
ہونا لازم نہین آتا اس لیے کہ اگرچہ سانپ جب بانبی مین سمٹ آتا ہی تو سوا ی
اوس بانبی کے کہین نہین ہوتا لیکن یہان تمام لوازمات سے تشبیہ ہی نہ تشبیہ
کے لیے یہ ضرور ہی قال اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی لعلہ ادرک
الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا الغافلون بحکمہ بحرمۃ المجاورۃ فی
الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرت الجہل وقلۃ العلم وظہور المنکرات وفشو البدع
والسیات واکل الحرام والشبہات یعنی اگر پاتے پہلے پچھلوں کو جس پر ہمارے زمانے
کے غافل لوگ ہین تو حکم کرتے ساتھ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کے
بسبب شائع ہونے ظلم اور کثرت جہل و قلت علم و ظاہر ہونے برے باتون
و فاش ہونے بدعات و سیئات اور اکل حرام اور شبہات کے اقول
فی الواقع بعض اعیان ہین وہابیون نے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مین طرح طرح کے

مفسدے برپا کیے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے اونکو مخذول و منکوب کیا چنانچہ ابن عبد الوہاب نجدی وغیرہ کی تھوڑی سی کیفیت لکھہ چکا ہون اگرچہ اوسکی یاد دہی مین عتاب کا خوف تھا پر کیا کرون مجبور ہون ٥

نہ سومین کبھی نظر وہمین حسینونکے ذلیل		چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لیکا انکھین

قال علاوہ اون سب کے حال اوستی لحیہ و اسبال الازار اہالی حرمین و علماو کبرا وہانکا عیان ہی جو جاکے دیکھہ لے یا دریافت کر لے حالانکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچھہ و درازی لحیہ کے ہی فی الموطا عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحی یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست کرنے مونچھہ و دراز کرنے ڈاڑھی کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین و فروا اللحی و احفوا الشوارب وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ الترمذی و صححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنی برائی نیچے لٹکانی زیر جامہ کے ظاہر و ثابت ہی عن ابی سعید بن الخدری رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لاجناح علیہ فیما بینہ و بین الکعبین ما اسفل من ذلک ففی النار قال ذلک ثلث مرات و کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر مین اسبال ازار اور اوسکے تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہی اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین سے وہ آتش دوزخ مین ہوگا اور یہ وعید شدید دخول دوزخ کے کبیرہ ہونے پر دال ہی **اقول** تمنے اپنی عمر مین نہ حج کیا نہ تمھین زیارت نصیب ہوئی نہ ہوگی پھر تمھین حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا و تعظیما کے احوال سے یا وہان کے علما کی کیفیت سے کیا اطلاع بے دیکھے بھالے ایسے بزرگان دین کو مرتکب گناہ کبیرہ یا جہنمی کہنے سے کیا فائدہ ٥

صاحب کے ہر زہ پن سے ہر اک کو گلہ ہی		مین جو نباہتا ہون مرا ہی حوصلہ ہی

علماء کبراہی حرمین کے اتقا کا کیا کہنا ڈاڑھی نیچی پا یجامہ ٹخنون سے اونچا عبا عربی
در بر عمامہ حجازی بر سر چشم بد دور ستاری صاحب ترتیب تہجد گزار پلے درجے کے متقی
پرہیزگار اگر تمنے ان بزرگوار کو نہین دیکھا ہی تو بعض بعض ہندوستانی جو عربی پایجامہ
پہنتے ہین اونکو ٹٹول لو طرفہ یہ ہی کہ اسبال ازار عموما غیر مشروع نہین حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کا پایجامہ نیچا ہوتا تھا پھر نعوذ باللہ اونکی شان مین بھی جو کچھ چاہو بیان ازبان
کر لو افسوس ہی کہ زواجر عن اقتراف الکبائر کی عبارت نقل کرنے مین ٹری خیانت کا
ارتکاب ہوا اب ہم زواجر سے اوس حدیث کو لکھتے ہین و ایضا من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ
الیہ یوم القیامۃ فقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ازاری یسترخی الا ان اتعاہدہ
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلاء اور صحیح بخاری مین حدیث
ابو بکر صدیق کے باب مین جر ازارہ من غیر خیلاء مین مذکور ہی اور زواجر مین کبیرہ العبہ
جو کبر و عجب مین ہی حدیث جر ازار مذکور ہی حضرت ابن عمر کی حدیث مین بطور انحصار
کے مذکور ہی من جر ازارہ لا یرید بذلک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامۃ چنانچہ
حدیث زواجر مین ہی اور بعض احادیث مین جو بطور اطلاق کے ہی ما اسفل الکعبین من
الازار ففی النار وہ اپنے اطلاق پر نہین بلکہ وہ بھی خیلاء کی قید پر محمول ہی چنانچہ ارشاد
ساری مین صاف لکھا ہی خیر اگر ہم اسبال ازار کو تسلیم کر لین تو وہ خواہ مخواہ تکبر ہی سے
ہوگا اور وہ جاری چار مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب جہنم ٹھہرائے جائینگے اونکا علم و
فضل و زہد و اتقا و مجاورت حرمین شریفین مقتضی اس امر کا تھا کہ اونکے ساتھ ادب و لحاظ سلوک
ہوتا اور تہمت سے کف لسان کیجاتی نہ اوسکے بدلے افترا پردازیان و زبان درازیان ۵

چون صاحب نظران رنجتی ای کعبہ حسن		خون ایشان کہ روا داشت کہ صید حرم اند

قال ہر گاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلثہ متغیر و ملوث ببدعات ہو کر قابل تمسک نہ رہا
پھر اب کسطرح لائق سند و اعتبار تصور کیا جاوے ایسے امور مین حال و قال و فعل کسی

دوسرے کا **اقول** چشم بد دور کیسی شستہ تقریر ہی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ وبحمدہ
شاید یہ اردو ہی معلیٰ تمہارے ہی حصے مین آئی ہی ٥

صحرائیان پورب کیا جانتے ہین اسکو		اِی مصحفی جدا ہی انداز اس زبان کا

ہان صاحب عمل حرمین تو بیشک قابل تمسک و احتجاج ہی اس مقدمے مین وہ اسناد
کی عبارت منقولہ دیکھہ لو **قال** سوا اسکے یہ عمل کچھہ اہالی و عمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا
بھی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا
بعد چھہ سو چار ہجری کے ہی وہ بسبب ارتکاب اسراف و ملاہی و غنا و رقص وغیرہ خود
قابل سند نہین تو ویسی محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہی کب قابل تمسک ہی
اقول اگر یہ عمل اہالی حرمین کا نکالا نہین ہی تو یہ کہو کہ حضرت ابن عباس کون
تھے اور کہان کے رہنے والے تھے شاہ اربل تو ہرگز اسکا موجد نہین ہو سکتا
البتہ سلطان نے اسے رونق دی تھی اس لحاظ سے اگر اوسے موجد کہتے ہون تو
کہتے ہون یہی حال نماز تراویح کا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے موجد نہین ہین البتہ
اجتماع ناس و التزام حضرت سے ہوا اور تاریخ ابن خلکان مین سلطان کی بڑی بڑی
تعریفین لکھین ہین دیدہ و دانستہ ایسے شخص کو گالیان دینی بیجا ہے ٥

تم جو غصہ ہو تو غصہ میرے سر آنکھون پر		پر بشرطیکہ نہو جہل مرکب اوسمین

قال اور سیکڑون آدمی حرمین کے بھی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین
لاتے **اقول** حرمین کا کوئی شخص اوسکو بے اصل نہین سمجھتا سیکڑون کا تو کیا ذکر ہی
دو چار آدمیون کا نام بتاؤ اگر تمکو حج و زیارت نصیب نہوی اور نہ آیندہ امید ہو
تو فتاوی اہالیان حرمین کا دیکھو اور وہ بھی ہاتھہ مین یا سمجھہ مین نہ آئے تو اپنے
زمرے کے لوگون سے پوچھہ لو اسی انکار کی بدولت اونکی تغریر ہوی ہی اور اپنے
مبارک مقام سے نکالے گئے ہین ہندوستان کو خالی پاکر البتہ وہ اپنے مکنونات کا اظہار کرینگے ٥

سواد ہند خاطر خواہ باشد بی کمالان را	نماید خانہ تاریک روشن چشم عریان را

قال علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہو کر مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے جانتے ہین کسی طرح قابل عمل نرہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہو اور عوام اوسکو سنت جانین وہ لائق ترک اور مکروہ ہی اور یہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہی پس ترک اوسکا ضروری ہوا **اقول** یہان کچھ ضرورت فرض فارض و لحاظ عوارض کی نہین ہی ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و درود خوانی حسن لذاتہ ہی اسمین ہرگز قبح نہین پایا جاتا اور عمل مولد چونکہ فی نفسہ سنت حکمیہ ہی اگر کسی نے اسے سنت سمجھا تو کیا برا کیا البتہ قابل ملامت وہ شخص ہی جو اس سنت کو بدعت سمجھے **قال** چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہی وما یفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی **اقول** یہان اس عبارت کا نقل کرنا حضرت نے سہو ہی اس لیے کہ مجلس مولود کو لا اقل ہم سنۃ حکمیہ کہتے ہین پھر سنت سمجھنے سے مکروہ نہین ہوسکتی **قال** اور صاحب مجالس الابرار مجلس تجاسوین مین بعد اثبات کراہت و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہی فللہ درہ قولہ لو لم یصرح الفقہاء بکراہتہا بل کانت مباحۃ فی نفسہا لحکمنا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس واعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لا یخبرون ترکہا حتی وصل الیہا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف یترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہاء حین شاع صوم ایام البیض

غی بمکانہ بل کراہۃ للثلا یودی الی اعتقاد الوجوب مع ان صوم ایام البیض مستحب ورود فیہ اخبار کثیرۃ فما ظنک بالمباح وما ظنک بالمکروہ ولیس ہذا الا الفتنۃ التی قال فیہا عبد اللہ بن مسعود کیف انتم اذا البستکم الفتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشا فیہا الصغیر یجری علی الناس بدعۃ یتخذ ونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ وہذا منکر انتہی **اقول** عبارت منقولہ اس مقام پر ہرگز مفید نہیں ہوسکتی اس لیے کہ یہ مجلس تو فی نفسہ سنت حکمیہ میں داخل ہی پھر اگر کسی نے اسے سنت حکمیہ سمجھا تو کیا برا کیا **قال** یعنی ابتدای ایجاد عمل ہذا یعنی چھہ سو چار ہجری سے آج تک اختلاف واقع ہی کہ یہ مباح ہی یا بدعت **اقول** اصل تو یہ ہی کہ ابتدای اس عمل کی ۶۰۴ ہجری نہیں ہی بلکہ قرن اول ہی کما مر **قال** عند الفقہا مصرح ومحقق ہی کہ جب تردد واختلاف کسی امر کے بدعت وسنت ہونے میں ہو یعنی بعض اسکو بدعت و بعضے سنت کہیں وہ واجب الترک ہی پس وہ شی کہ جسکی بدعت ومباح ہونے میں تردد ہی وہ بدرجہ اولی واجب الترک و مکروہ ہی وما ہو واجب الترک فادناہ مکروہ وقال الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترکہ لازم لان ترک البدعۃ لازم واداء السنۃ غیر لازم انتہی **اقول** افسوس ہی کہ تمنے فقہا کا مطلب سمجھا ہی نہیں وہ کچھ کہتے ہیں تم کچھ سمجھتے ہو حضرت سلامت فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی فعل بطور مسنون ادا کیا جاوی تو اوسمیں بدعت مذمومہ کا ارتکاب لازم آتے ایسی صورت میں سنت کو ترک کرنا چاہیے مثلا جب سجدے میں بدون قلب حصاۃ کے پیشانی بوجہ سنت نہ ٹکتی ہو وہاں قلب حصاۃ نہ چاہیے گو اس سے ایک سنت کا ترک لازم آتا ہو اس عبارت سے فقہا کا یہ مطلب نہیں ہی کہ جسے بعضے سنت و بعضے بدعت سے کہتے ہوں وہ واجب الترک ہی **قال** وقام الامام بہر علی الافندی فی الطریقۃ المحمدیۃ ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شئی بین کونہ سنۃ

او بدعۃ فترکہ لازم انتہی اقول مجھے معلوم نہیں کہ ببر علےکون شخص ہی تمھارا امام ہو تو ہو مین تو اوسے امام بھی نہیں کہتا طریقہ محمدیہ کا مصنف بھی نہیں کہتا اور اوس عبارت کا مطلب جو کچھہ تم سمجھے ہو اوسے صحیح بھی نہیں کہتا قال ابن الحاج فی کتابہ المسمی بالمدخل ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات انتہی اقول صاحب مدخل کی اس عبارت سے نفس مجلس میلاد کا انکار مفہوم نہیں ہوتا ہی ہان جو مجلس کہ محتوی بدعات ومحرمات ہو اوسمین صاحب مدخل نے کلام کیا ہی علامہ سیوطی فرماتے ہین قد تکلم الامام ابو عبد اللہ بن الحاج فی کتابہ المدخل علی عمل المولد وحاصلہ مدح ماکان فیہ من اظہار شعار وشکر وذم ما احتوی علیہ من محرمات ومنکرات اگر احیانا مجلس میلاد مین منکرات کا ارتکاب ہوتا ہو تو نفس مجلس معمول منہی عنہ نہیں ہوسکتی بلکہ اس وقت ایسی تدبیر چاہیے جس سے منکرات چھوٹ جائین مثلا اگر قبر پر منکرات ہوتی ہون یا جنازے کے ساتھہ نوحہ کرنیوالی عورتین ہون تو اس سے زیارت قبور یا اتباع جنازہ چھوٹنا نہ چاہیے بلکہ افعال منہی عنہ کے چھوٹنے کی تدبیر چاہیے رد المحتار مین ہی قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات المفاسد لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل ازالتہا ان امکن اہ قلت ویؤیدہ ما مر عن عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان معہا نساء نائحات قال وقال تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون انتہی اقول تاج الدین فاکہانی کا جواب

علامہ جلال الدین سیوطی نے یہ تشریح لکھا ہی ہم اوسکی تھوڑی سی عبارت لکھا جاتے ہین
قال المنکر المریب لا اعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنة قال المجیب المصیب یقال
علیه نفی العلم لا یلزم منه نفی الوجود وقد استخرج له امام الحفاظ ابو الفضل بن حجر اصلا من السنة
واستخرجت له انا اصلا ثانیا وسیاتی ذکرهما بعد هذا قال المنکر المریب ولا ینقل عمله من
احد من علماء الامة الذین هم القدوة فی الدین بل هو بدعة احدثها البطالون قال
المجیب المصیب قد تقدم انه احدثه ملک عادل عالم وقصد به التقرب الی الله عز وجل وحضر عنده
العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاه ابن دحیه وصنف له من اجله کتابا فهولاء علماء
متدینون رضوه واقروه ولم ینکروه یعنی اگر اسکو عمل مولود کے لیے اصل نملی ہو تو اس سے
لازم نہین آتا کہ اسکے لیے اصل ہی نہو علامہ ابن حجر وخود علامہ سیوطی نے اسکے لیے
اصول کا استخراج کیا ہی اور بڑے عادل عالم بادشاہ نے اس مجلس کو رونق دیا ہی
جسمین صدہا علما وصلحا شریک تھے کسی نے اسکا انکار نہ کیا اور حافظ ابن دحیہ نے اسے
پسند کیا اور خود مولود کی ایک کتاب لکھی **قال** ہرگاہ ایمہ علما ومحققین فضلا
سطور لکھتے ہین تو قول ایک شخص مجہول متاخر برزنجی کا کہ سوای اس کراسہ کے
اور کہین سے پایا نہین جاتا ہی کب محققین واہل الدیانت والابصار اعتبار کرتے
ہین **اقول** علامہ جعفر برزنجی ہرگز مجہول نہین ہین فتح العلیم الستار المنجی مین ہی
جعفر وهو اسم مولف هذه القصة وهو حسن بن عبد الکریم الشافعی المدنی من آل
البرزنجی ای کائن نسبة لبرزنجة قریة من اعمال شهرزور من سواد العراق بناها باشارة
من النبی صلی الله علیه وسلم السید عیسی البرزنجی وله مسجد بها کرامة وهو انه قصر علیه جذع من
سقف المسجد فاخذ جذعا قصیرا وسطه هو واخوه السید موسی حتی استطال ورکب
علی الجدار من الطرف للطرف بعد انکان قاصرا بینهما قیل انه الی الآن یتبرک به ویزار
وفی برزنجة من اهل بیتهم جم منتظمون مقدمون الی الآن نسبة ونتاه انظر بل من

اولاد موسیٰ و عیسیٰ لم اجد نقلا انتهی مختصرا پھر ایسے شخص کو مجہول کہنا بڑی جہالت ہی ٥

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی		تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی

قال البرزنجی وقد استحسن القیام عند ذکرہ مولدہ الشریف ایمۃ ذو و روایۃ و رویہ فتح اللہ العلیم الستار المنجی مین ہی منہم الامام تقی الدین السبکی پھر اگر تم استحسن کا فاعل سمجھے ہوتے تو شاید سمجھتے کہ برزنجی استحسان قیام کی نسبت ایمۂ دین کیطرف کرتے ہین علامہ برزنجی کی مجہولیت کو ہمین کیا دخل اوہ حضرت تمہارا دم غنیمت ہی ٥

سیر کو کیون نہ مغتنم جانین		بیوقوفون مین رہ گیا ہی یہ

دیکھو امام ابو شامہ و امام نووی و علامہ تقی الدین سبکی و امام ابو ذرعہ و علامہ ابن حجر و علامہ عبد الغنی و علامہ ابو ذکریا یحیی الصرصری حنبلی و قامع البدعت محمد بن یوسف شامی و صاحب انسان العیون و امام برزنجی و صاحب فتح اللہ العلیم المنجی و عثمان حسین دمیاطی شافعی و عبد اللہ بن محمد المرغنی حنفی و حسین بن ابراہیم مفتی مالکی و محمد عمر بن ابی بکر مفتی شافعی و محمد بن یحیی مفتی حنبلی و عبد اللہ بن شیخ عبد الرحمن سراج محدث و مفتی محمد جمال و محمد بن دحلان صاحب سیرت نبویہ وغیرہم استحسان قیام کے قائل ہین یا نہین پھر جب ایسے محدثین و اکابر دین استحسان کے قائل ہون وہابیون کے انکار سے کیا ہوتا ہی ٥

در نیابد حال پختہ ہیچ خام		پس سخن کوتاہ باید والسلام

قال وسوای اوسکے برزنجی وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف الخ لکھتے ہین پس مستحسن جاننا متاخرین کا کسی شئی محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت و حجت و خوبی اوسکی نہین ہی کہ بدعت سے نکلکر تحت السنن داخل ہو اور متبعین کتاب و سنت اوسکا انکار و رد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب بحر الرائق نے بدعت کی تعریف مین اعتبار کیا ہی جیسا کہ حال مفصل لکھ چکے

اقول یہ سب غلط ہی اس استحسان کے باب مین حدیث صحیح وارد ہی ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و من سن سنتہ حسنتہ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا قال اللہ تعالی ہدایت و توفیق فرمائے بندہ و کمال کرے اور ہمیشہ ہر زمانہ مین اپنی رضا و اتباع رسول مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مین رکھے علی الخصوص ان ایام و زمانہ ہذا مین اس لیے کہ اب عجب وقت پر فتنہ آیا ہی کہ جہلا بھی شکل علما و وضع فضلا کی اختیار کر کے مسائل غلط بیان کرتے ہین اور لوگونکو بہکاتے ہین اور دو ایک رسالے چھوٹے چھوٹے اردو کے پڑھ کر اپنے کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے شہر مین رہتے ہین اور اگر کوئی اونکے علم و کیفیت استعداد کی بیان کرتا ہی نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے ہین و سخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی و دلیل ہین اونکی جہل و نادانی کی ہی اور اپنے کو بے فائدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر و تقریر مین بمقابلہ علمای کاملین و کملای محققین کے ڈالکر ذلیل و خوار کرتے ہین اور اپنے موافق جہل و نقص عقل و ہوای نفسانی کے جو جو جی مین آتا ہی مونہہ سے نکالتے ہین اور جو کچھہ بیہودگی و مقتضای سخافت ہوتا ہی اوسے بیخوف لکھہ ڈالتے ہین اور اوسکے انجام و نتیجہ کو کہ ذلت دنیا و عقبی و خرابی اولی و اخری ہی کچھہ نہین سوچتے اقول قصور معاف یہ سب آپ اپنی تعریف فرما رہے ہین اپنی اولجھی ہی محاورہ تحریر دیکھیے اور مولوی کرامت علی صاحب کی شستہ تقریر دیکھیے اپنا سوال جاہلانہ دیکھیے اونکا جواب عالمانہ دیکھیے اپنی زبان درازی دیکھیے اونکی راست بازی دیکھیے ۵

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

قال اس قسم کے لوگ مجکو سفر حضر مین بہت ملے از انجملہ ایک نا قص ار دو خوان بے حمیت نے جو ظاہر مین دوست قدیم سلیم و حلیم تھا اور اکثر استفادہ و تحقیق مسائل جناب مستطاب مولانا محمد حسن احمد صاحب قاضی پوری سے کیا کرتا تھا

جمعیت جاہلیت با ظہار قابلیت ایک قرینۂ دار الشرور مین مولانا موصوف سے مقابل ہوا **قول** تمہارا سفر خضر میکے سے سسرال کو جانا سسرال سے میکے کو آنا ہی بی بی پور سے میان پور و میان پور سے بی بی پور آئے گئے بڑی منزل ماری وہ بھی ڈولی مین بیٹھے چار کے کاندھے چڑھے اس اثنا مین کسی حریف سے سابقہ پڑگیا ہوگا اوسکے مقابلے مین چوکڑی بھول گئے ہونگے ہاتھ پاؤن پھول گئے ہونگے واہ ری غیرت اوسیقدر طول بیانیہ سمجھے کہ جاہلونکے مناظرے بھی درج رسائل ہوتے ہین ؎

گر از بسیطۂ عالم خرد شود معدوم		بجود گمان نبرد ہیچکس کہ بی ہنرم

قال اور روبروی بعض القضاۃ والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چھہ سو ہجری مین جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تھا تب مولانا نے فرمایا کہ بتائیے سن چھہ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تھا جو آپ اسکو زمانۂ خیر فرماتے ہین آیا وہ زمانہ صحابہ کا تھا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام مجتہد کا اور وہ امر حادث بے اصل بدعت کیون نہین ہی پھر بعض مجوزین و متاخرین کا اوسنے نام لیا تب مولانا نے اونکا نشان و زمانہ و سنین وفات و تولد پوچھے تب بہت گھبرایا و خفیف ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر کہنے لگا کہ فرمائیے جو لوگ سن چھہ سو ہجری مین تھے وہی سب آپ سے اچھے تھے یا برے تب مولانا نے قل و دل یون فرمایا کہ مجھسے ہر زمانہ مین اچھے برے ہوتے آئے ہین اور اب بھی مجھسے بہت اچھے اور بعضے برے ہین کوئی اس اچھے و برے کا فعل حجت شرعیہ نہین ہی اوس وقت بعض القضاۃ والثقاۃ نے اوس سے پوچھا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے اقرار و تسلیم کیا کہ جواب باصواب یہی ہی پھر بعض القضاۃ نے اوس سے پوچھا کہ اب اسپر آپکو کچھہ اعتراض و کلام ہی یا نہین کہا کچھہ نہین ہین تو اسکے رد جاہل ہون اتنی سنی سنائی تھی او مد کیا جاہلون پھر

بسبب ندامت و پشیمانی کے غصے مین اگر جو مقتضای جہل و نادانی تھا کہا اور مولانا نے ساتھہ نعوذ و لاحول کے اعراض موافق اس آیۂ کریمہ کے کیا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین **اقول** یہ تو ارشاد ہو کہ بعض القضاۃ والثقاۃ تمھارے سے جو سہو رسے کے قاضی تو نہین ہین

قاضی خر نہ دیدہ بودم من — خر قاضی شنیدہ بودم من

قضاۃ زمانہ ما صارو لصوصا — ہند مین تو اب قضا ہی قاضی ہین عموما بالقضا یا لاخصوصا

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے تمنے کہا ہوگا کہ سن چھہ سو سے لوگ ضلالت وگمراہی مین ہین اوسکے جواب مین اوسنے کہا ہوگا کہ وہ زمانہ خیر تھا

اگر در ہر دو جانب جاہلانند — اگر زنجیب باشد بگسلانند

قال اور ایسے رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض لوچ پوچ بھرے تھے بہت نظر آئے ازانجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی باطمینان القلوب کہ حقیقت مین جہل اساوت و مشوش القلوب ہی نظر آیا دیکھا چاہیے کہ کسقدر اوسمین سفسطہ و واہیات ولغویات بھرے ہین اور سراسر جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکھی ہین اوس سے صریح اوسکے مؤلف کی جہل و نافہمی و نادانی ظاہر ہی اگرچہ قابل ذکر و بیان نہین لیکن بعض بعض اوسکے ہفوات و شطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے ہین تاکہ کم علم و سیدھے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین اور اوسکے تحریفات مزخرفات و تاویلات علیلات سے ہوشیار رہین **اقول** اطمینان القلوب ایک رسالہ ہی متانت سے آراستہ تہذیب سے پیراستہ نہ کہین اوسمین تبرا ہی نہ لعن ہی نہ طعن ہی اوسکا مصنف کہین محققانہ کلام کرتا ہی کہین منصفانہ گفتگو کرتا ہی کہین حب قومی سے کچھہ سمجھاتا ہی کہین اپنے دل کا صدمہ دکھاتا ہی ایسے شخص کی نسبت غیر مہذب تقریر چاہیے

زبان کھولینگے مجھ پہ بد زبان کیا سعادی سے — کہ منھ نے خاک اونکے منھ مین بھر دی خاکساری سے

ہم دل سے شکر گزار ہین حافظ مولوی محمود صاحب جونپوری کے کہ اپنی عنایت سے
ہمارے پاس وہ رسالہ بھیجا یہان تک مقدمے کا جواب پورا ہوگیا ۵

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری | طی ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

ناظرین پر مخفی نہوگا کہ بنسبت مقدمے کے مابعد کا مطلب زیادہ تر مخلوط ہی عبارت غیر
مربوط ہی کبھی اوسمین خطا یای لفظیہ پر اصرار ہی کہین مضامین کی تکرار ہی کہین محض فقط
گالیان سناتے ہین کہین کھڑے کھڑے تالیان بجاتے ہین اسیلیے لغویات چھوڑکر یہان
اصل مطلب بترتیب لکھا گیا تاکہ اوسکے دیکھنے مین طبیعت نہ اوبھے مگر اس اختصار مین
خود بدولت کا محاورہ و بول چال بدستور رکھا گیا تا ناظرین کو اوسی بھولی بھولی عبارت
سے مذاق حاصل ہو **قال** اور شرط ایمان یہ ہی کہ ہر دم سنے نام نامی حضرت کے ہمہ تن
حضرت کا خیال ہوجاے اور کیفیت دل و دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر
سب پر آے اور جس جس طرح کا ذکر ہو وہ سب ایسے پیش نظر ہوئین کہ اوسکے آثار
و ثمرات مرتب ہوجاوین نہ یہ کہ بہانا وے کے ایسے بے موقع کھڑے ہوجاوین کھڑ بڑ
مچا کے مجلس کو درہم برہم کرین آور شفا مین قاضی عیاض نے لکھا ہی حضرت امام مالک
روایت حدیث کی نہایت ادب و سکون و توقیر سے کرتے تھے اور جب بزرگان دین نام نامی
و ذکر حضرت کا سنتے تھے نہایت سکون اختیار کرتے تھے حرکت نہین فرماتے تھے
اور اس قیام مین کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہی نہایت حرکات مشوشہ و بد اطمینانی
و بے سکونی ہوتی ہین خلاف ادب و تعظیم کے ہی قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی
کل مومن متی ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکتہ و یاخذ
فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ و یتادب بما ادبنا اللہ بہ
قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ و ہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح و ایمتنا الماضین
رضی اللہ عنہم انتہی کذا فی شفاء القاضی العیاض **اقول** یہ نئی شرط ایمان کی ہی

اس شرط سے بڑے بڑے ایمان دار نے ایمان ہوے جاتے ہین مشائخ نجد
مین تو عموماً یہ شرط نہین پائی جاتی ایک صاحب اپنے چھند مین فرماتے ہین ؎

حمل کے جب وضع کا آوے مقام	ہووین تعظیما کھڑے سب خاص و عام
گویا حضرت آمنہ کا ہی حضور	اور حضرت کا یہ ہی وقت ظہور

مگر الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین یہ شرط باعتراف وہابیہ پائی جاتی ہی ؎

واللہ قد شہد العدو بفضلہ	والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اور امام مالک کا قصہ اور قاضی عیاض کی عبارت ہمارے مدعا کو مفید ہی بیشک وقت ذکر
مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضوع وخشوع وسکون چاہیے آپکے حضور مین جسطرح
ادب کرتے تھے اوسی طور پر ذکر کے وقت مودب رہنا چاہیے ایسے وقت مین بے تکلف لاابالی
طور پر بیٹھنا مشغلہ بازی کرنا قہقہے اوڑانا عبث ہاتھ پاؤن ہلانا ادھر ادھر دیکھنا
نہ چاہیے اگر ہم شرف ملازمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے تو لامحالہ
خضوع وخشوع کرتے نہایت ادب سے آپکی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے جیسا صحابہ
کبار کا معمول تھا ان صاحب قیام جب تعظیم کے لیے ہوتا ہی تو وہ اوسکا خلاف کیونکر
ہوسکتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو نماز مین بھی قیام منہی عنہ ہوتا پھر مجلس مولود مین تو
ایک ہی مرتبہ کھڑے رہتے ہین نماز مین تو دو دو بار چار چار بار تمنے شہر وغیرہ مین عیدین
یا جمعہ کی نماز دیکھی ہوگی ہزارون ہی آدمی کس خشوع وخضوع وسکون سے کھڑے ہوتے
ہین پھر رکوع کرتے ہین پھر سجدہ کرتے ہین پھر کھڑے ہوتے ہین اگر اس قیام مین
کسی قسم کی بے ادبی ہوتی یا خشوع وخضوع کے خلاف ہوتا تو نماز مین منہی عنہ ہوتا یون کہنے کو
نماز اس سے فاسد ہو جاتی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی ومن الافعال التعظیمیۃ ان یقوم بین یدیہ
مناجیا ویقبل علیہ مواجہا ؎

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا	نہ ہی تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا

کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم		نہین میری جان شکوہ بیجا کسیکا

قال اور اس قصے سے ثبوت انعقاد مجالس مولود بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہین ہوتا ہی **اقول** اصل قصہ یہ ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جبکہ ابولہب میرے بھائی چارہ تھا اوسکے مرنیکے بعد مجھے کمال غم ہوا اور اوسکے باب مین کمال فکر ہوی پھر خداوند تعالی سے ایکسال تک مینے دعا کی کہ خداوند امجھے خواب مین اوسکا احوال دکھا پھر مینے اوسے آگ مین جلتا دیکھا اور کیفیت پوچھی ابولہب نے کہا کہ مین آگ مین ڈالا گیا سخت عذاب مین مبتلا ہون صرف دوشنبہ کی شب کو تخفیف ہوتی ہی مینے پوچھا اسکا کیا سبب ہی ابولہب نے کہا اس شب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوے لونڈی نے مجھے اونکی پیدایش کی خبر پونہچائی مینے خوشی مین اوسے آزاد کیا خدا نے اوسکی بدولت دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات دیا احیاء العلوم مین ہی وروی عن العباس قال کنت مواخیا لابی لہب فلما مات حزنت علیہ وہمنی امرہ فسالت اللہ حولا ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرأیتہ یلتہب نارا فسالتہ عن حالہ فقال صرت الی النار فی العذاب لایخفف عنی ولا یروح الا لیلۃ الاثنین فی کل الایام واللیالی قلت کیف ذلک قال ولد فی تلک اللیلۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءتنی امیمۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بہ واعتقت ولیدۃ لی فرحا بہ فاثابنی اللہ بذلک ان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ الاثنین جب ابولہب سا کافر جہنمی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کی خوشی سے دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات پاتا ہی تو ذکر ولادت باسعادت پر خوش ہونا نہ صرف جائز ٹھہریگا بلکہ خوش ہونیوالے کو نجات اخروی کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ آنیوالا ہی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ امام القراء حافظ شمس الدین بن الجزری کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین و حافظ ناصر الدین بن شمس الدین الدمشقی نے عودۃ الصادی فی مولد الہادی مین اس قصے سے احتجاج کیا ہی ـ

اذا کان ہذا کافر اجاء ذمہ	وتبت یداہ فی الجحیم مخلدا
الی انہ فی یوم الاثنین دائما	یخفف عنہ للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کل عمرہ	باحمد مسرورا ومات موحدا

قال دوسرے یہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہے تو جواب اسکا علماء محققین وکملاء
محدثین نے بہت بہت وجوہ سے دیا ہے از انجملہ پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث مرسل ہے
کیونکہ یہ قصہ حضرت عباس کے خواب میں مذکور ہے اور راوی اوسکا عروہ ہے اس نے
اپنے راوی کا نام نہیں ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہیں
اسیواسطے شیخ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کے جواب میں
کہتے ہیں اجیب بان الخبر مرسل ارسلہ عروہ ولم یذکر من حدثہ ۔ **اقول** مرسل حدیث
اگر صحابی ہے تو اتفاقاً وہ حدیث مقبول ہے خلافاً لابی اسحق الاسفرائنی مگر جبکہ
انقطاع کا یقین و جزم ہو جاوے تو شافعی کے نزدیک غیر مقبول ہے اور اگر
غیر صحابی ہے تو امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کے نزدیک مقبول ہے اور ظاہریہ و اکثر
اہل حدیث کے نزدیک شروع زمانہ امام شافعی سے نامقبول اور امام شافعی کے
نزدیک حدیث مرسل اگر قوی ہو گئی ہو باسناد یا بارسال ساتھ اختلاف شیوخ کے
دوسرے طریق سے یا بقول صحابی یا بقول اکثر علماء کے یا معلوم ہو گیا ہو کہ مرسل اسکا
وہ شخص ہے جو غیر ثقہ سے ارسال نہیں کرتا تو مقبول ہے وگرنہیں تو غیر مقبول اور
امام شافعی نے حدیث مرسل کے مقبول ہونے میں یہ بھی قید لگائی ہے کہ مرسل
اوسکا کبار تابعین سے ہو اور ابن ابان کے نزدیک حدیث مرسل قرون ثلثہ کے
مقبول ہے اور غیر قرون ثلثہ کے اوسوقت مقبول ہے جب مرسل اوسکا ائمہ نقل سے
ہو تحریر ابن ہمام میں ہے فان کان صحابیا فحکی الاتفاق علی قبولہ لعدم الاعتداد
بقول الاسفرائنی واما عن الشافعی من نفیہ ان علم ارسالہ او کان غیرہ فالاکثر

عنہم الایمۃ الثلثۃ اطلاق القبول والظاہریۃ واکثر اہل الحدیث من عند الشافعی اطلاق
المنع والشافعی ان عضد بما باسناد اوارسال مع اختلاف الشیوخ او قول صحابی او اکثر العلماء
او عرف انہ لا یرسل الا عن ثقۃ قبل والا لا وقیدہ ایضا بکونہ من کبار التابعین ولم یخالف
الحفاظ فبالنقض وابن ابان فی القرون الثلثۃ وفیما بعدہا اذا کان من ایمۃ النقل
مطلقا قاضی عضد شرح مختصر میں فرماتے ہیں ومرالعہا انہ ان کان الراوی من ایمۃ النقل
الحدیث قبل والا لم یقبل وہذا ہو المختار پھر عروہ کا ارسال تو ایمۃ ثلثہ کے مذہب پر بلا تامل
مقبول ہوگا اور شافعی کے نزدیک بھی مقبول ہوسکتا ہے اسلیے کہ اکثر علما اس حدیث کے
قائل ہیں اور عروہ غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے اور ایمۃ نقل حدیث سے ہیں *
قال دوسری وجہ یہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہ خواب قبل
ایمان کے جاہلیت میں دیکھا ہو جیسا کہ فتح الباری میں ہے پس اس خواب کی حجیت نہیں
کیونکہ حدیث شریف میں صداقت مومن کے خواب کی ہے نہ کافر کی **اقول** یہ خواب جاہلیت کا
تو نہیں معلوم ہوتا اسلیے کہ اگر حضرت عباس مسلمان نہوتے اور ابولہب کے ناری ہونے
پر اونکو یقین نہوتا تو ایسے امر نفرماتے ایک سال تک خواب میں دیکھنے کی دعا مانگتے
بلکہ خواب میں دیکھتے ہی فی الفور کیفیت کا استفسار نکرتے **قال** تیسری وجہ یہ ہے کہ
ہمنے مانا کہ یہ خواب بعد ایمان کے دیکھا ہو پھر خواب مومن کا بلکہ نبی کا صریح التعبیر نہیں
چنانچہ ایک روز حضرت علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ابوجہل کے واسطے
ایک مکان تیار ہوا ہے حضرت پر اوس وقت تعبیر اوسکی منکشف نہوئی تو فرمایا واللہ
ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی سمجھ اور ہو گی جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے
تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ما ثبت بالسنۃ میں
لکھا ہے حاصل اوسکا یہ ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو
شراب پینے کا حکم کرتے ہیں اس نے متحیر ہو کر علماء سے تعبیر اسکی پوچھی تو عالموں نے کہا کہ

وہ حس کی غلطی سے عکس ہو گیا ہی بس تعبیر حضرت عباس کے خواب کی بھی بسبب مخالف ہونے نصوص قاطعہ و احادیث صحیحہ کے عکس ہی تخفیف کی جگہ مین تشدید کی ہی آب سرد معنی مین آب گرم کے اور ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کی ولادت شریف کی بشارت سنکر خوشی مین ثویبہ کو آزاد کیا تھا ویسا ہی اوسی دن نبوت حضرت کے مبعوث ہونیکی بشارت سنکر کمال عداوت مین انواع و اقسام کی ایذا رسانی پر نبی کریم کے قائم ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو بہت بُری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہی **اقول** جو خواب کہ بظاہر سچا سمجھنے سے کسی قسم کی مخالفت شرع لازم آتی ہو وہ صریح التعبیر ہو گا البتہ اوسکی تعبیر مین تاویل کی احتیاج داعی ہو گی چنانچہ ابوجہل کا مکان بہشت مین بنا صریح خلاف شرع ہی اس لیے کہ ناری کو بہشت سے کیا نسبت وعلیٰ ہذا القیاس شراب پینے کا حکم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نہین ہو سکتا اس لیے کہ اسکی حرمت منصوص قرآنی ہی مگر خواب حضرت عباس کا ایسی قسم کا نہین ہی کہ اگر ظاہر پر محمول کیا جاوے تو محذور شرعی لازم آوے کفار کے لیے تخفیف عذاب شرعًا ممکن ہی طرہ یہ ہی کہ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ مین بلکہ خاص کتاب ما ثبت مین اس قصے کو اور مجلس مولد کی خیر و برکات کو بڑی دھوم دھام سے تحریر فرماتے ہین ما ثبت مین ہی وقد رُئی ابولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک قال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ہاتین ماء واشار لراس اصبعیہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارضاعہا لہ قال ابن الجزری فاذا کان ہذا ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم من امتہ الیسیر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزاءہ

من اللہ کریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم ولا زال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون
السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل
فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجل لنیل البغیۃ والمرام
فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادًا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض
وعناد دیکھو عبارت منقولہ سے مستفاد ہی کہ جب ابولہب کافر کو جسکی مذمت قرآن میں ہی
ثویبہ کی آزادی سے عذاب سے تخفیف ملی پھر جو لوگ مولد نبی سے خوش ہوتے ہین اور اپنا مال
اُسمین صرف کرتے ہین البتہ خداوند کریم بہشت مین داخل کریگا اور اہل اسلام کا تو معمول
ہی کہ ہمیشہ ربیع الاول کے مہینے مین مجلس مولود کرتے ہین اور صدقے دیتے ہین
خوشیان کرتے ہین اور برکتین نازل ہوتی ہین اس مجلس کے خواص سے یہ ہی کہ بانی
مجلس کو تمام سال آفات سے نجات ملتی ہی مطلب حاصل ہوتا ہی خدا اوس مسلمان
رحم کرے جو ربیع الاول کی راتونکو مجلس مولود کرے تا معاندین ومنکرین کے
دلپر شاق گذرے پھر محل نزاع مین خاص ابطال عمل مولد مین ایسے شخص کی سند لانا
نادانی ہی جو منکرین کو آڑے ہاتھہ لے رہا ہی البتہ نواب صاحب المرۃ کی جرأت و
بہادری قابل تماشا ہی کہ وہ شیخ کو منکرین مین شمار کرتے ہین **قال** چوتھی وجہ
یہ کہ بالفرض یہ خواب صحیح ہی تو خواب غیر نبی نہ قابل حجت ہی نہ احکام شرعی کا
مثبت جیسا کہ فتح الباری وارشاد ساری مین ہی **اقول** یہ قول عام طور پر قابل
تسلیم نہین اس لیے کہ خود صحابہ نے خواب سے احتجاج کیا ہی سرور المحزون مین ہی
واختلاف کردند صحابہ در آنکہ در حال غسل جامہا از تن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بر کشند یا با جامہا غسل دہند پس خدا یتعالی بر ایشان خواب را مسلط کرد و گوینده که نمیدانستند
کہ کیست گفت غسل دہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در جامہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم الیس بعد ارشد شد و بپچان کردند قال پانچوین وجہ یہ کہ سب اہل اسلام اس بات پر متفق
ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے والے ہین اونکے لیے ایمان شرط ہی
وگرنہ صدقہ وخیرات کھلانا پلانا اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا قول
یہ سب بے سروپا باتین ہین احسان کے بدلے مین کفار کو عذاب سے بیشک تخفیف ہوتی
ہی تفسیر عزیزی مین بذیل آیہ ولا یحض علی طعام المسکین مرقوم ہی حضرت امام شافعی رح
باین آیت تمسک کردہ اند کہ کافران بعبادات نیز مکلف و مخاطب می باشند چنانچہ
بایمان و معرفت مکلف اند ورنہ دران روز بر ترک خورانیدن گدایان عذاب نمی شد
وامام اعظم رح می گویند کہ عذاب آن کافر بسبب ترک ایمانی خواہد بود لیکن اگر بگدایان
طعام میخورانید او را در عذاب فی الجملہ تخفیف می شد باین سلسلہ گرفتار نمی گشت پس این دلیل
آنست کہ کافر بسبب احسانی کہ بخلق اللہ میکند در عذاب فی الجملہ تخفیف خواہد شد
نہ آنکہ عبادت بدنی یا مالی فرض او فرض و واجب اند اور اوسی تفسیر مین تفسیر سورہ
زلزال مین ہی نیکی کافر ہر چند موجب خلاصی از عذاب ابدی نیست اما اثر او تخفیف
عذاب ہست پس ہمین آن فائدہ دارد قال چھٹی وجہ یہ کہ ثبوت ابولہب کے
تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے کہنے سے ہی نہ مخبر صادق کے خبر دینے سے
اور خبر اس کافر کاذب کی باین احتمالات و موانع مخصص و معارض کتاب اللہ کے
کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ و نصوص قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی
مردود ہی قال الامام الخطیب القسطلانی واستدل بہذا علی ان الکافر قد ینفعہ
العمل الصالح وہو مردود ولظاہر قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء
منثورا اور شیخ بن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی لکھا ہی
اقول کفار کے لیے احسان سے تخفیف عذاب کا ہونا تو تفسیر عزیزی سے
ثابت ہو چکا باقی ہی یہ بات کہ ابولہب کو تخفیف ہوی یا نہین یہ بھی احیا کی

حدیث سے ثابت ہو چکی اور ابولہب کے عالم برزخ مین حضرت عباس سے جھوٹھہ بولنے کی
حاجت نہ تھی ہان یہ نہین معلوم تھا کہ وہابی جھٹلا دینگے ورنہ کچھہ وجہ ثبوت بھی لیجاتی
فرشتے امر حق کے اظہار مین ہرگز دریغ نکرتے اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
سال بھر تک دعا کی تھی اور وہ دعا مقبول بھی ہوی تھی تو عقل باور نہین کرتی کہ ابولہب
نے جھوٹھہ کہکر حضرت عباس کی ساری محنت کو برباد کیا ہو قی رہی قسطلانی کی عبارت
علامہ خفاجی شرح شفا مین تحریر فرماتے ہین و تخفیف عذابہ بسبب ما ذکر لا یعارض قولہ تعالی
فی اعمال الکفرۃ فجعلناہ ہباءً منثورا لانہ بعد الحشر الخ اور شیخ بن حجر عسقلانی تو مجوز عمل مولد
ہین مجلس مولود کی انعقاد کے باب مین بڑی ھوم دھام سے تخریج کی ہی پھر اگر
اس باب مین اونکے کلام کی تبعیت کیجاتی تو سارا جھگڑا چک جاتا قال مسجد جامع
اعظم گڑھہ مین جناب فیضمآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول قاطع البدعت و
رافع اعلام سنت جناب مولانا بخشش احمد صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب سے
کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ آپنے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجلس مولود
کو بدعت فرمایا ہی اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہی یا عین ایمان و اسلام
ہی یا خارج ایمان و اسلام ہی تب مولویصاحب نے بہت ٹالٹول کیا اور صدر الصدور صاحب
کے سامنے ہی پر اور انھین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھہ ندیکھا تب
مولویصاحب نے فرمایا کہ ہماری فضیلت سے کیا حاصل ہی جو علم واسطے کسی کے ذلیل کرنے کے
پڑھے وہ بہت معذب ہو گا اوسکے جواب مین مولانا صاحب نے فرمایا کہ اسمین ذلت کی
کیا بات ہی یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے اور ہم جانتے
ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چھپاتے ہین اسمین بھی عذاب ہی یہ کہکر
اس حدیث کو پڑھی فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من النار پھر مولویصاحب نے فرمایا

که ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بھی وارد ہوتا ہی پھر مولانا صاحب نے فرمایا سبحان اللہ
چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بھلا اس اعتراض کو نماز سے کیا علاقہ نماز تمام
اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہی کہ کسی کو اختلاف نہین آیات و احادیث مین در بارہ نماز
کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے بکثرت آتا ہی وارد ہی قیام کو نماز سے کیا علاقہ
ومناسبت اسمین سراسر خلاف ہی قیام کیواسطے بھی اگر کہین آیات و احادیث مین
کوئی صیغہ امر جو واسطے وجوب کے آیا ہو تو فرمائیے تب مولوی صاحب نہایت شرمندہ وساکت
ولاجواب ہوے اور بغل جھانکنے لگے **اقول** چشم بد دور تمھین ابھی تک بدعت و
سنت کی تعریف معلوم نہین اپنے ہاتھہ سے اپنے کو قاطع بدعت ٹھہراتے ہو اپنے
مونہہ سے آپ کو میان مٹھو بناتے ہو ہان صاحب ایسے لنبے القاب تو
بدعات حقیقیہ مین داخل ہین پھر تم خود مبتدع در افع اعلام بدعت ٹھہرے

ای ذوق لبس نہ آپ کو صوفی جتائیے / معلوم ہمکو خوب ہی ہو حق جنابکی
نکلے ہو میکدے سے ابھی چیت گنج مین / دابے ہوے بغل مین صراحی شرابکی

الصلح الحق الصریح مین ہی مثل اعتناء شدید بترویج القاب مشعرہ بر مناصب
شرعیہ رفیعہ مثل مولوی فلانے وشاہ فلانے وامثال آن از امور بے شمار کہ تعداد آن
درین چند اوراق خیلی متعذر می نماید ہمہ از جنس بدعات حکمیہ است بہ نسبت عقلای
ایشان کہ امور مذکورہ را با وجود یکہ از جنس لغو ولاطائل دانستہ اند محض بنا بر حفظ عنوان
خاندان بعمل می آرند واما بہ نسبت سفہای ایشان کہ امثال این سفاہات را عین کمالات
دانستہ اہتمام بمحافظت این اشیا محدثہ بیش از بیش بر روی کار می آرند پس امور مذکورہ
بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی اور قیام کے مقدمے مین مولوی صاحب
مرحوم نے بطور نقض اجمالی خاصہ جواب دیا ہی نماز کے مامور بہ ہونے کی
تقریر محض لغو ہی اصل جواب سے اسکو کچھہ علاقہ نہین بلکہ اس تقریر سے مولوی صاحب کا

جواب قوی ہوگیا اس لیے کہ جب نماز باوجود مامور بہ ہونے کے مفہوم ایمان سے
خارج ہی پھر اگر قیام اوس کے مفہوم سے خارج ہوا توکیا ہ

بھر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش		من انداز قدرت را می شناسم

حدیث جو مذکور ہوی امام اللغۃ ماہر الحدیث سفر السعادت مین لکھتے ہین در باب من سئل
عن علم فکتمہ حدیثی صحیح نشدہ اور اگر صحیح سمجھی جاے تو یہ استفسار تمہارا استفادۃ تھا یا
استہزائیۃ و سخریۃ صورت ثانیہ مین ذکر حدیث کا بیموقع ہی مرقاۃ مین ہی وہو علم یحتاج
الیہ السائل فی امر دینہ صورت اولی مین کیا نسے معلوم ہوسکتا ہی کہ تم اسکے اہل تھے
نااہل کو علم سکھانا اور کتے سور کے گلے مین موتی ڈالنا برابر ہی بلکہ علم موتی و جواہر سے
گران بہا ہی اور علم نااہل کو سکھانا نفس علم پر ظلم کرنا ہی جیساکہ طبیب رفیق دوا کو
مرض کے مقام پر استعمال کرتا ہی ویسا ہی عالم عامل سمجھہ بوجھکر سکھاتا ہی حقتعالی
جل شانہ فرماتا ہی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس سے
علم مین فساد و ضرر پایا جاے اوسکو علم سکھانا نچاہیے مولویصاحب مرحوم نے پھہ
سمجھہ بوجھہ کے تمکو سکھانے مین تامل کیا ہوگا شرح عین العلم ملاعلی قاری مین ہی فلا یضن
ای لا یبخل علی احد علمہ لان المعلم لا یحل منعہ فورد من کتم علما الجم بلجام من نار ای فلا یبخل بالعلم
الا من غیر اہلہ وہو الذی یرید ان یتوصل الی المال والجاہ ونحوہ فورد لا تطرحوا الدر فی
افواہ الکلاب رواہ ابن النجار عن انس ولفظہ لا تطرحوا الدر فی افواہ الخنازیر وقال عیسی ع
لا تعلقوا الجواہر فی اعناق الخنازیر فان الحکمۃ خیر من الجوہر ومن کرہہا فہو شر
من الخنازیر وقال ایضا لا تضعوا الحکمۃ عند غیر اہلہا فتظلموہا ولا تمنعوہا اہلہا فتظلموہم
وکونوا کالطبیب الرفیق یضع الدواء فی موضع الداء وفی لفظ آخر من وضع الحکمۃ فی غیر
اہلہا فقد جہل ومن منعہا اہلہا فقد ظلم ان للحکمۃ حقا وان لہا اہلا فاعط کل ذی حق حقہ
وقولہ تعالی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم فیہ تنبیہ علی ان حفظ العلم عمن یفسدہ ویضیرہ

اولی ولیس الظلم فی اعطاء غیر المستحق باقل من الظلم فی منع المستحق فمن منع الجہال علما اضاعہ ومن منع المستوجبین فقد ظلم انتہی مختصرا یان صاحب اعظم گڑھ اور سکند رپور مین مشہور ہی کہ وہ پادری صاحب جنکے تم ملازم خاص تھے جب حاضری کھانیکو تمھارے مکان پر آئے تم اونکی صورت دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے پادری صاحب نے کہا کیون جی کیون کھڑے ہوے تمنے کہا چونکہ آپ عالم ہین ہمارے محسن ہین آقا ہین ہم آپکے مدرسے کے ایک ادنی مدرس ہین صرف کام ہمارا چھہ روز پڑھانا اتوار کو لڑکون کو جمع کرکے گرجا گھر لیجانا صاحب کے سامنے سر جھکانا ہی پھر ہم کیون آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون اگر ہم آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون تو کسکی تعظیم کے لیے کھڑے ہونگے اوسپر پادری صاحب نے مسکرا کر کہا حضرت سلامت بس معاف کیجیے ہم رسالہ تقلب الاطمینان غور سے دیکھہ چکے ہین تمکو قیام کے باب مین ایسا تعصب ہی کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جائز نہین سمجھتے اقامت صلوۃ کو بدعت جانتے ہو اذان و اقامت کیوقت دور بھاگتے ہو پھر ہمارے لیے قیام تعظیمی کیون کر روا ہوا یہ سنتے ہی تم چپ ہو گئے ایک صاحب بول اوٹھے ع

ہر کس از دست غیر نالہ کند		سعدی از دست خویشتن فریاد

تم نے اسے بھی سنکے تجاہل کیا پر حاضرین قاہ قاہ کرکے لوٹ گئے پھر اسکے بعد جو کچھہ گذری اوسکا ذکر یہان نامناسب سمجھتا ہون ع

بزم مین اوسکی بیان درد و غم کیونکر کرین		وہ خفا جس بات سے ہوئین وہ ہم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اوڑجاتی ہی		ہای احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین

قال اور یہ دعوی کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہی کہ مین عمل مولود خود کرتا ہون درست نہین اس لیے کہ تحفہ کے باب یازدہم کی فصل اول مین لکھا ہی کہ زمان امر سیال غیر قار ہی اوسکے جزو کو ثبات و قرار نہین

واعادہ معدوم محال ہی **اقول** تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت بمقابلہ شیعہ امامیہ کے ہی
وہ روز عاشورا کو عین روز شہادت امام حسین علیہ السلام سمجھتے ہین اور انواع انواع و
اقسام اقسام کی بدعات کرتے ہین اس لیے اوس مبارک کتاب مین صرف غلطی کا منشا لکھا
گیا ہی علامہ کو اوس تقریر سے ہرگز نفی دورۂ مقررہ مقصود نہین مولانا رفیع الدین دہلوی
اونکے بھائی نے رسالۂ مسائل مین اس مسئلہ کو محققانہ طور پر یون تحریر فرمایا ہی زمان
اگرچہ سیال غیر قار است اما انچہ بآن تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال
انہار اشرعا و عرفا دورہ مقرر است چون یک دورہ تمام می شود باز از سر شروع می شود
و ہمین حساب رمضان شہر صوم و ذی حجہ شہر حج و ہمچنین شہور دیگرا در دورہ حکم اتحاد
بانظیر دادہ می شود چنانکہ در حدیث ست کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حقتعالی
نجات موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای شکرانہ روزہ می گیریم جناب
نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انا احق من تبع بموسی فصام یوم عاشورا و امر الناس بصیامہ
و نیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ
ولدت و فیہ انزل و فیہ ہاجرت و فیہ اموت بلکہ خود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے
جا بجا اس دورہ کا لحاظ کیا ہی تفسیر عزیزی مین خصوصیات وقت ضحی مین لکھا ہی سوم
آنکہ این وقتیست کہ کلام حقتعالی با حضرت موسی درین وقت شدہ بود چہارم آنکہ ساحران
فرعون در ہمین وقت بدیدن معجزۂ حضرت موسی علیہ السلام ایمان آوردہ اند پس
این وقت وقت کمال ظہور نور حق بر ظلمات باطل است کہ در امت سابقہ اثر آن
واقع شدہ پھر اوسی تفسیر مین خصوصیات شب قدر مین ہی سیوم آنکہ نزول قرآن مجید
درین شب واقع است این شرفی ست کہ نہایت ندارد چہارم آنکہ خلقت فرشتگان نیز درین
شب ست اگر یہ دورہ بجمیع الوجوہ ممتنع یا غیر قابل لحاظ ہوتا تو شاہ عبد الرحیم صاحب
والد شاہ ولی اللہ صاحب ہر بارہوین ربیع الاول کو مجلس مولود کس لیے کرتے تھے ۵

ہزار ہی سحاب اگر ڈرینگے ہرگز نہ دیدۂ تر	تمھارے غم مین روکے اگر لہوکے دریا بہا چلے ہین
اٹھائی الفت کی گرانی ہمینو گلیونکی خاک چھانی	جو ہجر فرقت کی تھی کہانی وہ ساری تمکو سنا چلے ہین

جاننا چاہیے کہ صاحب سالہ نے بہ تقلید صاحب غائط الکلام مبحث مولد و قیام پر جو کچھ خدشے کیے تھے خدا کے فضل سے سب کا جواب کافی دیا گیا اب حضرات منکرین بغور اسے ملاحظہ فرمائین اور اپنے انکار و لن ترانی سے باز آئین اب مبحث تقلید کی خبر لیتا ہون **قال** امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری شریف مین جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی چند مقام مین مثل کتاب التفسیر وغیرہ کی خصوص تفسیر آیہ فیہما فاکہۃ ونخل ورمان مین تحقیر امام ابی حنیفہ کی کی ہی **اقول** تمھاری یہ تقریر قطعاً غلط ہی اور ہم یقین کرتے ہین کہ گو تمنے یہ تقریر زیب قلم فرمائی ہی مگر دل مین تو تم بھی محض غلط سمجھتے ہوگے صحیح بخاری مین ہی وقال بعضہم لیس الرمان والنخل بالفاکہۃ واما العرب فانہا تعدہا فاکہۃ الخ دیکھو اس عبارت مین نہ کوئی کلمہ تحقیر کا ہی نہ اسمین امام کا نام ہی یہ بھی بالیقین نہین معلوم کہ بعضہم سے امام ہی مراد ہین یا فقہا یا فرا خیر اگر بعضہم سے امام ہی مراد ہون تو کیا اس سے امام کی تحقیر ہوگئی کیا لفظ بعض تفخیم کے لیے نہین آتا علامہ تفتازانی شرح تلخیص مین فرماتے ہین واعلم انہ کما ان التنکیر وہو فی معنی البعضیۃ یفید التعظیم فکذالک اذا صرح بالبعض اگر کہا جاے کہ صرف اعتراض موجب تحقیر ہی تو ہم کہتے ہین کہ اعتراض سے تحقیر نہین ہوتی پھر یہ اعتراض کچھ لاجواب نہین ایک تقریر لغت کی متعلق بیان کی گئی ہی جسکا جواب شارحین بخاری نے دیا ہی اگر نفس اعتراض سے امام کی تحقیر ہوگئی تو جواب سے شاید بخاری کی تحقیر سمجھی جائے گی ؎

باد بہار مین ہی کچھ اور عطر بیزی	تم آج کل مین شاید سوی چمن گئے ہو

قال الکرمانی اقول الامام ابی حنیفۃ ان یمنع المشابہۃ بین ہذہ الآیۃ وبین ذینک الآیتین

لان الصلوٰۃ ومن فی الارض لفظان علمان بخلاف فاکھۃ الخ قال اور حضرت
غوث اعظم شیخ المشائخ شیخ عبد القادر گیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین مین نسبت
مذہب مرجیہ کی بجانب جناب امام کی ہی چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہی
نقل عبارات مین طوالت ہی **اقول** حضرت سلامت غنیہ حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہین ہی شیخ محمد باقر فرماتے ہین نسبت کتاب غنیہ
بآنحضرت در کتب معتبرہ یافتہ نشدہ واین کتاب در حضیض ثری ست زیرا کہ در مطاوی
این کتاب اثبات جہت است مر خدا تعالی را وقول بقدم حروف تہجی ونسبت اشعریہ
بمعتزلہ غویہ ونسبت امام ابو حنیفہ را بفرقہ مرجیہ پھر لکھتے ہین شیخ عبد الحق دہلوی
درعنوان ترجمۂ غنیہ می گوید کہ ہرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آنجناب ست اگرچہ
انتساب آن بآنحضرت شہرت دارد ونظر برین کہ شاید دران حرفی از جناب بود
ترجمہ کردم چنانچہ علامۂ میر حسین میبذی در دیباچۂ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت
امیر المومنین علی رضاست برہمین اسلوب معذرت کردہ اگر غنیہ دیکھکر تمکو امام سے بدگمانی
ہی تو خدا سے بھی پھر گئے ہوگے خیر اگر فرض کرین کہ یہ کتاب حضرت کی تصنیف ہی
تو یہ نہین کہہ سکتے کہ حضرت نے امام کو اپنے قلم سے مرجیہ لکھا ہوگا اور ایسی غلطی فاش
کی ہوگی بلکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ عبارت کسی مبتدع نے بڑھائی ہوگی عبد الحکیم سیالکوٹی
ترجمہ مین فرماتے ہین وشاید بعضے مبتدعان مبغض این فرقہ داخل کردہ اند این را در کلام
حضرت شیخ قدس سرہ سوا اسکے یہ قول فقہ اکبر کے صریح خلاف ہی پھر کیونکر قابل تسلیم
ہوسکتا ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبد القادر
الجیلانی رضی اللہ عنہ عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنھم القدریۃ وذکر اصنافا
منھم ثم قال ومنھم الحنفیۃ وھم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت رض زعم ان الایمان
ھو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرھوتی فی کتاب

الشجرة فهو اعتقاد فاسد قول کا مخالف لاعتقاده فی الفقه الاکبر خیر امام مرجیہ تھی
امام کے نفس مرجیہ ہونے سے کچھ قباحت نہیں اس لیے کہ مرجیہ کی دو قسم ہیں
مرجیہ مرحومہ و مرجیہ ملعونہ مرجیہ مرحومہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مرجیہ ملعونہ دوسرے
ہیں جو کہتے ہیں معصیت مضر نہیں چنانچہ عثمان بن لیلی کے جواب میں امام نے اپنے کو
مرجیہ مرحومہ قرار دیا ہے تمہید فی بیان التوحید ابی الشکور محمد بن عبد الرشید سالمی میں
ہے ثم المرجیة علی نوعین مرجیة مرحومة وهم اصحاب النبی علیه السلام ومرجیة ملعونة وهم الذین
یقولون بان المعصیة لا تضر والعاصی لا یعاقب وروی عن عثمان بن لیلی انه کتب الی
ابی حنیفة رض وقال انتم مرجیة فاجابه قال المرجیة علی ضربین مرجیة ملعونة وانا بری منهم ومرجیة
مرحومة وهم اصحاب النبی علیه السلام وکتب فیه بان الانبیاء صلوة اللہ علیهم قالوا کذلک
الا تری ان عیسی علیه السلام قال ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت
العزیز الحکیم اور اسی کے قریب ملل و نحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی میں ہے ومن
العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفة رحمة اللہ مثل مذهبه ویعده من المرجیة ولعله
کذب ولعمری کان یقال لابی حنیفة واصحابه مرجیة السنة **قال** اور امام ابو حامد غزالی نے
اپنی کتاب منخول میں بشان گرامی حضرت امام صاحب کے کیسا کلمہ سخت لکھا ہے واما
ابو حنیفة فقد قلب الشریعة ظهر البطن وشوش مسلکها وخرم نظامها انتهی **اقول**
منخول امام ابو حامد غزالی کی تصنیف نہیں ہے بلکہ محمود معتزلی کی تصنیف ہے اور محمود
غزالی بھی کہتے تھے محمود غزالی معتزلی اور ہے اور حجة الاسلام ابو حامد غزالی اور ہیں

گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے	مجھ سے بیان نہ کیجئے عدو کے پیام کو

بفرض محال اگر منخول حجة الاسلام کی تصنیف ہے تو یہ تصنیف قدیم ہوگی جب ان کو
تحقیق حاصل نہ تھی آخر کار حجة الاسلام کو جلالت قدر امام کی اعتراف ہوا خیرات الحسان
فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان مولفہ شیخ شہاب الدین احمد بن الحجر المکی الہیتمی الشافعی

مین ہی اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یمنح توفیقا جاءنی بکتاب منسوب للغزالی فیہ من التعصب الفظیع والخط الشنیع علی امام المسلمین واحد الایمۃ المجتہدین ابی حنیفۃ رح ما تصم عنہ الاذان ویقول عند سماعہ الموقف المنصف لیت ذلک ما کان کیف وقد ادی ذلک شمس الایمۃ الکردری الی ان بسط الکلام فی رد ذلک الکتاب وقابل مولفہ بمقابلۃ الفاسد بالفاسد فشنع علی الشافعی رح اعظم من ذلک التشنیع وبسط القلم مما لا یحمد من الضیع کل ذلک منہ بناء علی ان ذلک الغزالی ہو الامام محمد حجۃ الاسلام ولیس ہو ہو لما یاتی علی احیاءہ من مدح ابی حنیفۃ رح وترجمتہ بما یلیق بعلی کمالہ وایضا لان النسخۃ التی راتیہا مکتوب علیہا ان ہذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی ومحمود ہذا لیس حجۃ الاسلام ومن ثم کتب علی حاشیۃ تلک النسخۃ ہذا الشخص معتزلی اسمہ محمود الغزالی ولیس ہو حجۃ الاسلام وقال بعض محققی الحنفیۃ ممن اخذ عن المولی سعد الدین التفتازانی ولفرض ان ذلک صدر عن الغزالی حجۃ الاسلام فہو انما صدر حین کان ملیئا بعلوم الجدل وحظوظ طلبۃ العلوم واما فی اخر امرہ حین تخلی عن تلک الحظوظ وفیضت علیہ سجال المعارف والشہود فقد عرف الحق لاہلہ واقرہ فی محلہ والدلیل علیہ کلامہ فی الاحیاء لیعلم نزاہۃ مولفہ حجۃ الاسلام مما نسب الیہ

اس سے بھی منحول کے جو اہین امام شمس الایمہ محمد بن عبد الستار بن محمد عمادی کردری نے ایک رسالہ مستقلہ بجمال توضیح وتشریح بدلائل معقول ومنقول وتقریرات تحقیقی والزامی لکھا ہی علماء حنفیہ شکر اللہ مساعیہم نے کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا شمس الایمہ اوسی رسالہ مین فرماتے ہین کہ منحول کی عبارت پر علماء حنفیہ سے اور امام غزالی سے مناظرہ ہوا پھر سلطان سنجر کے مقابلے مین انکے الحاد وقتل کا فتوی ہوا جب سلطان نے نمانا بعض بعض عبارت امام غزالی کی کتب سے ملتقط کر کے علماء حنفیہ نے سلطان کے پیش کی سلطان نے بسبب اپنی بے علمی کے اپنی جہالت کا عذر پیش کیا اور اس مقدمے مین قاضی فخر الدین وسانیدی سے مشورہ کیا قاضی صاحب نے قتل کا

حکم ندیا چونکہ اس بحث کی پوری عبارت لکھنے مین فی الجملہ تطویل تھی اس لیے تھوڑی سی
عبارت اصل بحث کی متعلق لکھا چاہتا ہون شمس الائمہ اوسی سالہ مین فرماتے ہین واما
دعواہ انہ قلب الشریعۃ ظہر البطن وغیر نظامہا وشوش مسلکہا فباطلۃ لکونہا مخالفۃ لاجماع
الامۃ وکونہ مناقضا فی الدعوی والدعوی الباطلۃ لایسمع علیہا الدلیل فکیف اذا جہل
برہانہ وکذبہ وبہتانہ وبیانہ ان الشریعۃ اسم لکلہا لالبعضہا ولاریب ان العلماء
ماخالفوہ فی کلہا بل وافقوہ فی بعضہا فیجعل الذی وافقوہ فیہ نصفہا فہو اذا قرنصف
الشریعۃ بالاجماع وہو یزعم انہ قلبہا کلہا فصار کاذبا فی قولہ مناقضا **قال** اور
معیار الحق مین جو امام ابی حنیفہ کے تابعی ہونیکا اور صحابہ سے ملاقات کا انکار ہی
اولا اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ یہ انکار کسی کتب کے حوالہ وموافق ہی یا نہین اگر
غیر حوالہ و ناموافق ہو تو خیر اور اگر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملا لین
جب ملے تو اپنے سے لکھے کو رو تین یا اصل منقول عنہم کو کچھہ کہین یا لکھین **اقول** ہمارے
جناب اجتہاد مآب اپنے معیار مین تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولف نے دعوی
لقاء ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور تنبیہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ایمہ
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نقل نکرنا جناب مولف کا قول کسی
امام کا ایمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد و ابو طفیل سے
تو ظاہر ہی لیکن ملاقات انس اور عبد اللہ کی جس پر قول طحطاوی کا نقل کیا ہی
وہ بھی حقیقت مین مجرد ارشاد و بینہ ہی اس لیے کہ طحطاوی اور مثل اوسکے ایمہ
نقل سے نہین ہین اور قول ونکا اپنے عاوی کو مثبت نہین ہو سکتا جب تک کہ ایمہ
نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہای مقلدین اپنے ایمہ کی تعریف مین کیا کچھہ
نہین لکھہ گئے انتہی عاجز اس کلام پر چند خدشے پیش کرتا ہی اگر جناب اجتہاد مآب
چشم انصاف سے ملاحظہ فرماینگے تو مجھے یقین ہی کہ میری محنت کہ صرف

اظہار حق کے لیے ہی رائگان نجائیگی پہلا خدشہ ملازمان کی تقریر داب مناظرہ کے خلاف ہی حضرت سلامت صاحب تنویر الحق اس مقام پر ناقل ہین یہان آپ مانع نہین ہو سکتے نہ اون پر منع وارد ہو سکتی ہے

آپ کا شیوۂ انداز و ادا اور سہی		حسن مین حور سے بڑھکر نہین ہونیکے کبھی

دوسرا خدشہ امام کی ملاقات کچھ انھین چار صحابی پر منحصر نہین بلکہ سواے انکے بیشتر صحابہ سے ملاقات تھی چنانچہ ابن حجر مکی جو خود ایمہ نقل سے ہین خیرات الحسان مین تحریر فرماتے ہین ثم فی مبادی شیخ الاسلام ابن حجر انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین و لم یثبت ذلک لاحد من ایمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ و مالک بالمدینۃ الشریفۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی فہو من اعیان التابعین الذین شملہم قولہ تعالی والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الایہ ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی جو ایمہ نقل سے ہین صاف تحریر فرماتے ہین کہ امام کو جماعت صحابہ سے ملاقات حاصل تھی اگر آپ اپنی تاویل بعید یاد فرماکر شاید بول اوٹھین کہ ہمنے ابن خلکان کی عبارت مین ادرک کے معنی مجازی ادرک زمانہم لیا ہی تو ہم التماس کرینگے کہ حضرت سلامت یہان آپ کو ادرک کے معنی حقیقی مراد لینا ہوگا اس لیے کہ خود ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فہو من طبقۃ التابعین اور آپ خود جانتے ہین کہ بدون روایت کے یا یون کہین کہ بدون ملاقات کے صرف معیت زمانے سے امام تابعی نہین ہو سکتے اگر پھر آپ سنبھلکر فرمائین کہ تقریب مین ابن حجر نے امام کو طبقہ سادسہ مین ٹھہرایا ہی تو ہم عرض کرینگے کہ سہی پر طبقات مین نسبت تباین کلی کی نہین ہی ایک ہی شخص باختلاف حیثیت دو طبقہ مین منسوب ہو سکتا ہی علامہ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین تحریر فرماتے ہین وقد یکون الشخص الواحد

من طبقتین باعتبارین پھر اگر امام باختلاف حیثیت طبقۂ خامسہ وسادسہ سے ہوئے تو اسمین کیا استحالہ ہی ملاحظہ فرمایئے کہ خود شیخ الاسلام امام کو زمرۂ تابعین سے شمار کرتے ہین طبقات الحفاظ ذہبی مین ہی رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ اور تہذیب الکمال لتصنیف ابو الحجاج مزی مین ہی رای انس بن مالک ہان حضرت یہ تو فرمایئے کہ جب ابن حجر مکی نے امام کو والذین اتبعوہم باحسان الایہ مین داخل کیا پھر آپ جو فرماتے ہین کہ امام صاحب اس آیت کی مصداق تو تب ہوتے جبکہ تابعی ہوتے اور اوسکا حال خوب روشن ہوگیا تو اسمین آپ کی ہٹ دھرمی یا تعصب ہی یا نہین ادبا زیادہ اس سے عرض نہین کرسکتا ؎

بل زلف کے جاہون تو مین ایکدم مین نکالون		سو ہیچ مین بیٹرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تبییض الصحیفہ فے مناقب الامام ابی حنیفہ مین علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہین ادرک الامام ابو حنیفہ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ عبد اللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدہا وقد اورد بن سعد بسند لاباس بہ ابا حنیفۃ رای انسا وکان غیر ہذین من الصحابۃ بعدہ من البلاد حیا وقد جمع بعضہم جزءا فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ لکن لایخلو اسنادہ منہا من ضعف والمعتمد علی ما ادرکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابۃ ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فہو بہذا الاعتبار من طبقۃ التابعین یعنی امام سے تو بہت سے صحابہ سے ملاقات تھی اس لیے کہ یہ کوفہ مین ۸۰ھ مین پیدا ہوئے اور اون دنون عبد اللہ بن ابی اوفی خاص کوفہ مین موجود تھے اور بصرہ مین انس بن مالک زندہ تھے کہ وہ ۹۰ھ یا اسکے بعد عالم آخرت کو سدھارے اور ابن سعد کی روایت قوی سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کو حضرت انس سے ملاقات تھی اور سوای عبد اللہ بن اوفی و انس بن مالک کے اوس زمانے مین کئی صحابہ شہرون مین

موجود تھے چنانچہ بعضے علما نے مرویات امام کو ایک جزء مین جمع کیا ہی اور بعضون نے
اسکی تضعیف کی ہی لیکن معتمد علیہ یہی ہی کہ امام کو انس و عبد اللہ بن اوفی سے ملاقات
تھی اور سوا انکے بعض صحابہ سے بھی ملاقات تھی تو بیشک امام طبقۂ تابعین سے ٹھہرے
جب امام کی ملاقات جماعت صحابہ سے بطریق اجمال بروایت ایمہ نقل ثابت ہو چکی
تو جاننا چاہیے کہ محدثین و ایمہ نقل سے بعض کہتے ہین کہ امام کو سات صحابہ سے ملاقات
تھی چنانچہ امام نے اونسے احادیث کی روایت بھی کی ہی شمس الایمہ کردری رسالہ
ردمنحول مین تحریر فرماتے ہین اخذ العلم وسمعه من مائة شيخ سبعة منهم من الصحابة رضي الله
عنهم وهم عبد الله بن انيس و عبد الله بن جزء وانس بن مالك وجابر بن عبد الله ومعقل
بن يسار و واثلة بن الاسقع وعائشة بنت عجرد وروى عن كل منهم حديثا يعنی امام نے
سماع علم سو مشائخ سے کیا کہ سات اونسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور سب سے حدیث روایت
کی تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة مین ہی قد الف الامام ابو معشر عبد الکریم بن
عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزء فیما رواه الامام ابی حنیفة عن الصحابة وذکر فیه قال الامام
ابو حنیفة لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم سبعة وهم انس بن مالک و عبد اللہ بن
انیس و عبد اللہ بن جزء الزبیدی و جابر بن عبد اللہ و معقل بن یسار و واثلة بن الاسقع
و عائشة بنت عجرد رضی اللہ عنهم ثم روی عن انس ثلاثة احادیث و عن ابن جزء حدیثا
و عن واثلة حدیثین و عن جابر حدیثا و عن عبد اللہ بن انیس حدیثا و عن عائشة بنت عجرد
الاحادیث التی اوردت من غیر هذه الطریق اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو معشر
عبد الکریم شافعی نے ایک جزء مین امام ابو حنیفہ کے مرویات صحابہ جمع کیے ہین اور
اوسمین امام ابو حنیفہ کو سات صحابی سے ملاقات و روایت مروی ہی اور بعض
کہتے ہین کہ امام کو آٹھ صحابہ و ایک صحابیہ سے سماع تھی اور بعضے کہتے ہین چھہ صحابہ
اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین

چودہ صحابہ سے عقود الجمان مین ہی وذکر جماعۃ ممن صنف فی المناقب وغیرہم ان الامام
اباحنیفۃ رضی اللہ عنہ سمع ثمانیۃ رجال من الصحابۃ وامرأۃ وہم انس بن مالک وعمرو بن حریث
وعبداللہ بن انیس وعبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی وجابر بن عبداللہ وعبداللہ
بن ابی اوفی وواثلۃ بن الاسقع ومعقل بن یسار وعائشۃ بنت عجرد وقال بعضہم
ستۃ وامرأۃ وقال بعضہم خمسۃ وامرأۃ وقال بعضہم اربعۃ عشر رجلا ولم یسمہم اب ہم
اون صحابہ کا نام بیان کیا چاہتے ہین جنکی ملاقات سے امام تابعی ہوے اور بعض
صحابہ سے روایت مسلسل بھی بیان کیے دیتے ہین اور اوسکے ضمن مین آپ کے
خدشات کے جواب بھی لکھے دیتے ہین تا ناظرین سمجھ جائین کہ وہ صرف عدم مزاولت
فن حدیث سے ناشی ہوے ہین امام جن صحابہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوے
اونمین سے پہلے انس بن مالک ہین امام نے ان سے روایت بھی کی
ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال ابو معشر فی جزئہ انا ابو عبداللہ الحسین بن محمد بن
منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن احمد
الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البراد ثنی
ابو سعید الحسین بن محمد بن المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلب بن
المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید الکندی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم وبہ عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر
کفاعلہ وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ
اللہفان ملا زمان نے معیار مین اس مقام پر تین شبہے بیان کیے ہین پہلا شبہہ
طحطاوی وغیرہ نے سند متصل الی الامام روایت نہین کیا اور روایت معلق بلا سند
جمہور علما کے نزدیک حجت نہین کما فی النخبۃ وشرحہ اسکا جواب سنیے طحطاوی کی

سند متصل بیان نہ کرنے سے کچھہ لازم نہین آتا کہ سند متصل اسکی پائی نہین جاتی دیکھیے
ہمنے خاص ان احادیث مین اور سوا اسکے دوسری احادیث مین سند متصل بیان
کردی ہی مجھے کمال تعجب ہی کہ صرف طحطاوی کی سند متصل بیان نکرنے سے آپ
ایسی بھونڈی تقریر کر بیٹھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ طحطاوی کی سند متصل بیان
نہ کرنے سے امام کا لقا ثابت نہین ہوتا آپ ہی انصاف کیجے کہ اختصاراً علما
ہزارون احادیث کو بلا سند ذکر کرتے ہین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ اونکے لیے
سند ہی نہین ہی اور وہ سب معلق و غیر قابل احتجاج ہین دوسرا شبہہ یہ ہی کہ جو
تین حدیثین مروی امام نے کین انس رض سے مولف نے طحطاوی سے نقل کین
ہین وہ تینون موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت
سارے علماء نقادنی موضوع کیا ہی پس کسطرح ہمعصری سے روایت کرنا ضم
کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سے ثابت کہوگے اب موضوع
ہونا اس احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر تذکرۂ موضوعات مین فرماتے ہین کہ
طلب العلم فریضۃ الحدیث مروی ہی انس رض سے کئی طریقون سے جو سب کے سب
واہیات ہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت
نہین اور ایسا ہی کہا ہی ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے اقول ایسا ہی کہا ہی نور الدین علی
نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین اور کہا ابن حبان کذا فی الفوائد
المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للقاضی محمد بن الشوکانی انتہی اسکا جواب سنیے اولاً
اس عبارت کی فصاحت و بلاغت پر بعض سامعین وجد کرتے ہین بعض واہ واہ کر کے لوٹ جاتے
ہین کیا کہنا ہی سچ تو یہ ہی کہ یہ حسن ترکیب و ادای مطالب آپ ہی کے حصے ہی

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے	کہتے ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور

ثانیاً ابن طاہر حنفی کی عبارت نقل کرنے مین کچھہ خیانت ہوی ہی دیکھیے

اوسمین صاف لکھا ہی لکن قال العراقی قد صح بعض الائمہ بعض طرقہ وقال المزی ان طرقہ تبلغ رتبۃ الحسن ثالثا فوائد مجموعہ سے تصحیح نقل چاہتا ہون رالعجا حدیث رتبۂ حسن کو بلکہ رتبہ صحیح کو پونہچی ہی چالیس طرق سے مروی ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن قلت وعندی انہ تبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء رالعجا ملا زمان نے اگرچہ سابقا احادیث ثلثہ کی موضوعیت کا بری ہوم وہام سے دعوی کیا تھا مگر دوسری تیسری حدیث کی موضوعیت مین کوی لولی لنگڑی تقریر بھی پیش نکر سکے بقدر ضرورت اونکا احوال بھی لکھے دیتا ہون تبییض الصحیفہ مین ہی الحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ من الصحابۃ وصلہ فی صحیح مسلم من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وصححہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث بریدۃ تیسیر اسٹہہ ہر مثبت نافی پر مقدم نہین ہو سکتا بلکہ اگر کسی نافی کی تائید دلیل سے پائی جاتی ہو تو وہ مثبت کا معارض ہو سکتا ہی جیسے خبر نکاح ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بعض کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام مین اونسے نکاح کیا بعض کہتے ہین کہ بعد احرام کے حل مین نکاح کیا یہان نافی کہ خبر احرام ہی مثبت یعنی خبر حل کا معارض ہو سکتا ہی اس لیے کہ اس نافی پر دلیل پائی جاتی ہی خبر دینے والے نے محرم کی ہیئت مخصوصہ دیکھہ کے احرام کی خبر دی ہی ورنہ بغیر ہیئت احرام کے کسیکو محرم نہین کہہ سکتے ایسا ہی سماع وعدم سماع کا حال ہی اسکا جواب سنیے نفی سماع تو وہی نفی اصلی ہی اسپر کوی دلیل بھی نہین اس لیے کہ اس نفی کے لیے کوی ہیئت مخصوصہ نہین پائی جاتی تو صریح قیاس مع الفارق ہوا اور مثبت بسبب زیادۃ علم کے نافی پر مقدم ٹھہرا اتحاف الفرقہ بوصل المخرقہ مین علامہ سیوطی فرماتے ہین ان المثبت مقدم علی النافی معہ زیادۃ علم دوسرے واثلہ بن الاسقع ہین امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ

ہین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسین
بن احمد ثنی علی بن احمد الحسینی التمیمی البصری ثنی احمد بن عبد اللہ بن حرام ثنی مظفر بن
سہل بن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفة
عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الی
مالا یریبک وبہ عن واثلة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظہر الشماتة باخیک فیعافیہ اللہ
ویبتلیک اقول الحدیث الاول متنہ صحیح ورد من روایة جمع من الصحابة وقد صححہ الترمذی و
ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث
الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ آخر عن واثلة وحسنہ ولہ شاہد من حدیث ابن عباس رضی اللہ
عنہما جب ملازمان سے ان احادیث مرویہ کی موضوعیت مین کچھ شبہ بن آئی تو مجبوراً یون
ارشاد فرمایا کہ واثلہ بن الاسقع کی ملاقات عقلا محال نہین تو عادۃ تو محال ہی اور منقول
نہونا اوسکا کسی ائمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہی اور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہی کہ واثلہ
نے بقول متفق علیہ کے سن پچاسی مین ملک شام مین بیچ شہر دمشق کے وفات پائی
ہی اور امام صاحب اوس زمانے مین پانچ برس کے لڑکے تھے اور یہ بات کہ امام صاحب
پانچ برس کے لڑکے ہوکر دمشق مین واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لیگئے ہون ثابت
نہین اور عقل سلیم کو بھی انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہوا تھا اس تقریر
مین اپنی ملاقات کو جو عقلا محال نہین ٹھہرایا پہلے اسکا شکریہ ادا کرکے التماس کرتا ہون
کہ حضرت سلامت جسطرح یہ عقلا محال نہین ہی عادۃ بھی محال نہین ہی کیا پانچ سات برس
کے لڑکے اپنے والدین یا یون کہین کہ مکلفین پرورش کے ساتھ سفر نہین کرسکتے
پھر اگر امام کسی کے ساتھ دمشق گئے ہون یا واثلہ رضی اللہ عنہ کسی ملک کو گئے ہون کہ
وہان پر امام صاحب بھی موجود ہون اور سماع حدیث کیا ہو تو کچھ بعید نہین اور جمہور کا
مسلک یہ ہی کہ صغیر کی سماع معتبر ہی اگرچہ وہ پانچ برس کا ہو اور اگر امام کی ولادت سنہ مین

تسلیم کیجاے تواوسوقت امام پندرہ برس کے ہونگے اور پندرہ سالکے لڑکے تو تنہا
ملک ملک کی سیر کرسکتے ہین اور سماع اونکی بخوبی معتبر ہوسکتی ہی ہان حضرت تو یہ فرماتے
کہ جب ملاقات خود محال عادی ٹھہری تو ایمہ نقل سے اس روایت مسلسل کے باب مین
کیا ارشاد ہوتا ہی ؎

الہی تا زنم در ہر خم گیسوی او دستے
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل موبموی دستے

تیسرے عبداللہ بن انیس

امام نے ان سے بھی روایت کی تبیض الصحیفہ مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبداللہ
ثنی ابوابراہیم ثنی ابوبکر الحنفی ثنی ابوسعید السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن محمد
بن اسحاق السمانی ثنی ابو حسن علی بن اموبیۃ الاسوادی ثنی ابو داؤد الطیالسی
عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ الکوفۃ
سنۃ اربع وتسعین درایۃ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنۃ سمعتہ یقول قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشیئ یعمی ویصم ہذا الحدیث رواہ ابوداؤد فے
سننہ من حدیث ابی الدرداء اس مقدمے مین معیار مین ملا زمان فرماتے ہین
تو دیکھو کہ جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات
پاچکے تھے اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم
وفات اون دونونکی تولد امام پر ثابت ہورہی ہی تو انصاف سے کہو کہ ان موتی سے
ملاقات کا دعوی کرنا کیا مخالف عقل ونقل کے ہی انتہی عاجز کہتا ہی کہ عبداللہ بن
انیس کا ۵۴ھ مین انتقال سہی مگر ہم کب کہتے ہین کہ امام نے اونسے روایت کی
عبداللہ بن انیس پانچ گذرے ہین اونمین سے کسی سے امام نے روایت کی
ہوگی تبییض الصحیفہ مین ہی وصعب بانہا ان لعل ان عبداللہ بن انیس الجہنی الصحابی
المشہور مات سنۃ اربع وخمسین قبل مولد ابی حنیفۃ بدہر والجواب ان الصحابۃ المسلمین
عبداللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی عنہ الامام ابو حنیفۃ واحد آخر منہم غیر الجہنی

الشہوا ور اگر یہ کہیے کہ سوای جہنی کے کوی عبداللہ کوفے کو نہین گئے تو ہم کہین گے
کہ آپ کو ان جزئیات کی کیا خبر اور جسکو عبداللہ خمسہ کے احوال سے بخوبی اطلاع نہین اوسکا
ایسا حکم قطعی عام کیا قابل قبول ہو سکتا ہی ہان آن حضرت یہ فرمائیے کہ وفات
عبداللہ بن انیس الجہنی مین تو بلا ضرورت تقریب کے عبارت نقل کی گئی اور حافظ
بن حجر عسقلانی کا قول مقبول ہوا لیکن خود حافظ ابن حجر عسقلانی جو امام کو تابعی
کہتے ہین اور حضرت انس وغیرہ کی رویت بیان فرماتے ہین اس باب مین
وہ کیون غیر معتبر و متہم ٹھہرائے گئے ٭

کس روز تہمتین نہ تراشا کیے عدو	کس روز میرے سر پہ نہ آرے چلا کیے

چوتھے عبداللہ بن ابی اوفی امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم انا ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید بن
السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی ابو الحسن علی بن غیاث القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی بن عباس الجلودی عن السمان یحیی بن القاسم
عن ابی حنیفۃ سمعت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اقول ان الحدیث متنہ صحیح
بل متواتر ملا زمان نے اس مقام پر طحطاوی کے کلام پر لا نسلم لگا کے سند متصل ایمہ
نقل سے چاہی تھی عاجز نے حسب الطلب اوسکو حاضر کر دیا زیادہ کیا عرض کرون ٭

جسمنت آخر چہ ادرنہ سعدی اسخن پایان	بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

پانچوان عائشہ بنت عجرد امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی و بہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبداللہ بن کثیر الرازی ثنی عبدالرحمن بن
ابی حاتم الرازی ثنی عباس بن محمد الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع
عن عائشۃ بنت عجرد رضی اللہ عنہا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ اقول ہذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داؤد
من حدیث سلمان وصححہ الضیاء فی المختارۃ ملا زمان معیار مین عایشہ بنت عجرہ کی صحابیت کا
انکار جو کرتے ہین تو مسند خوارزمی وغیرہ دیکھیے اوسمین اونکی صحابیت اختیار کی گئی ہی
ہان حضرت یہ تو فرمایئے کہ جب آپ حافظ ذہبی کو جلیل الشان و علو المکان فرماتے
ہین اور اونکی تقلید سے عایشہ کو غیر صحابی ٹھہراتے ہین تو اس خاص مسئلہ یا البعیت
مین اونکی اقتدا کیون نہین کرتے طبقات کی عبارت سابقا عرض کرچکا ہون ؎

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست		ہم قصہ غریب وحدیث عجیب ہست

چھٹے جابر بن عبد اللہ امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ مین
ہی وقال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی
ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن
بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی الحسن
بن عباس القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن السہامی
یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط ولا ولد لی ولد قال
فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بہا الولد قال فکان الرجل
یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور ملا زمان معیار مین ارشاد فرماتے
ہین کہ جابر بن عبد اللہ امام کے تولد کے قبل انتقال کر چکے تھے سوا جوابات
ماسبق کے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ اسے ہم تسلیم نہین کرتے اس لیے کہ جابر
بن عبد اللہ سے روایت مسلسل موجود ہی اور اس مقدمے مین امام ابو معشر و شمس الائمہ
کی عبارت نقل کر چکا ہون اور اگر بالفرض اسکی روایت مین وہ مجہول بھی ہوئے
تو وہ موضوع نہین ہو سکتی سوا اسکے علامہ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین

اور امام ابو معشر نے اپنے جزء مین حدیث موضوع نہین لکھی ہی اور ان حضرات کی عظمت
وشان اسکے مقتضی بھی نہین اگر کسیکو کسی اسانید کے ضعف مین بحث ہو تو ہم کہتے ہین
کہ ضعیف و موضوع مین آسمان و زمین کا فرق ہی اور ضعیف کی روایت صحیح ہی اوسپین لفظ
وارد فیہ کذا کہہ سکتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہی وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ الحکم علی اسانید
ذلک بالضعف وعدم الصحۃ لا بالبطلان وحینئذ یسہل الامر فی ایرادہا لان الضعیف یجوز
روایتہ ویطلق علیہ انہ وارد ساتوین معقل بن یسار امام نے ان سے بھی روایت
کی امام شمس الائمہ کردری جو امیہ نقل سے ہین رسالہ رد منخول مین فرماتے ہین و روی
عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علامات
المومن اذا حدث صدق واذا وعد اوفی واذا استنصح نصح واذا اوتمن ادی آٹھوین
عمرو بن حریث یہ ۸۵ھ یا ۹۸ھ مین عالم بقا کو تشریف لیگئے اگر تسلیم کیا جائے
کہ ۸۵ھ کو عالم بقا کو سدھارے اوسوقت امام کی عمر پانچ سالکی ہوگی ورجمہور محدثین
کا مسلک ہی کہ پانچ سالکے لڑکے کی سماع معتبر ہی خیرات الحسان مین ہی واعترض
بان الصحیح انہ مات سنۃ خمس وثمانین والقول بانہ عاش الی سنۃ ثمان وتسعین لم یثبت
واجیب بان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر علیہ العمل ان الصغیر اذا تیرج سماعہ
وانکان ابن خمس سنین او اقل نوین ابو الطفیل عامر بن واثلہ یہ مکے مین تمامی صحابہ
کے بعد ۱۱۰ھ مین جنت کو سدھارے خیرات الحسان مین ہی ووفاتہ سنۃ
عشر ومائۃ بمکۃ وہو آخر الصحابۃ موتا دسوین سہل بن سعد یہ ۸۸ھ
مین یا اسکے بعد خلد برین کو تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم سہل بن
سعد ووفاتہ سنۃ ثمان وثمانین وقیل بعدہا گیارھوین سائب بن خلد
یہ عالم آخرت کو ۹۱ھ مین تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب بن خلد
بن سوید ووفاتہ سنۃ احدی وتسعین بارھوین سائب بن یزید یہ ۹۱ھ

یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ مین بہشت مین داخل ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب بن یزید بن سعید ووفاتہ احدی اثنین او اربع وتسعین تیرھوین عبد اللہ بن لبید یہ ۹۶ھ مین دار آخرت مین رونق افروز ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم عبد اللہ بن لبید ووفاتہ ست وتسعین چودھوین محمود بن ربیع یہ ۹۹ھ مین دار البقا کو سدھارے خیرات الحسان مین ہی ومنہم محمود بن ربیع ووفاتہ تسع وتسعین ان حضرات سے امام کو ملاقات تھی شاید حدیث بھی روایت کی ہو اور تابعیت کے لیے صرف ملاقات کافی ہی کچھ روایت ضرور نہین شرح عین العلم مین ملا علی قاری فرماتے ہین فلزیج زیادۃ کونہ من التابعین اتفاقا علی اختلاف فی انہ ہل روی عن الصحابۃ ام لا اس عبارت سے یہ بھی سمجھا گیا کہ امام کے تابعی ہونے مین علما کو اتفاق ہی ہمنے یہانتک صرف اون صحابہ کے نام نامی ذکر کیے ہین جنسے روایت یا ملاقات امام کی ایمہ نقل سے ہمین ملی ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ امام کو سواے انکے کسی دوسرے صحابی سے روایت یا ملاقات نہوی یا اگر کسی ایمہ نقل سے منقول ہو تو وہ غلط سمجھی جائیگی یا قابل تاویل بعید ہوگی بعض بعض صحابہ ۱۱۰ھ یا ۱۲۰ھ تک زندہ تھے اور اوسوقت امام چالیس یا پچاس برس کے ہو گئے پھر اگر سوا اونکے کسی سے ملاقات ہوی تو محال نہین علامہ سیوطی نے رسالہ تحفۃ النسرین فیمن عاش من الصحابۃ مائۃ وعشرین مین صحابہ کے نام نامی لکھے ہین یہان بلحاظ اختصار کے سب کا نام نہین لکھہ سکتا اس لیے صرف چند اشعار پر اکتفا کرتا ہون ؎

وقد عاش من صحب النبی جماعۃ	الی منتہی العمر الطبیعی فاعدد
حکیم وحسان خویطب حمنن	وسعد بن یربوع وعاصم بن عدی
ومخرمۃ الحلاج نافع نافعہ	وسعد ہو العوفی وعبد بن محمد
کذا ابو شداد منتجع فخذ	فقیہا لقانیت حسان لمورد

الحمد للہ کہ ناظرین پر ہماری اس تقریر سے تابعیت امام کی کالشمس فی رابعۃ النہار

ظاہر ہو گئی اگر اس دکھانے پر کوئی نہ دیکھے اور اس سمجھانے پر نہ سمجھے تو اوسکا قصور ہی ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

گر خورشید بوم سبے نیر وست | از پے ضعف خود نہ از پی اوست

دلی دور ہی ورنہ خود حاضر ہو کر تابعیت امام کا فسانہ سناتا ملا زمان کو خواب غفلت انکار سے جگاتا قصور معاف دو چار کتابین پڑھ پڑھا لینے سے کوئی شخص محدث نہین ہو جاتا اور حاشیہ رد المحتار بغل مین دبا لینے سے فقیہ نہین کہلاتا آپ بلّٰہ میری اس ناچیز تقریر کو ملاحظہ فرمائیے اور اپنی لن ترانی سے باز آئیے

آشانہ کو شانہ سے ملا دیکھہ	قد مین ہمین کچھہ بلند ہونگے

قال نہ بانہ حضرت امام مین احادیث غیر مدون و منتشر و پریشان تھے وجدان و حصر اوسکا بہت دشوار و مشکل تھا اور حال پانے نہ پانے کا کتاب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین دیکھنا چاہیے وہ مصنف و مصنف نہایت نامی و معتبر و مقبول ہی قال الامام الشعراوی ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ اقول ہم تو دراسات و صاحب دراسات کو معیار و صاحب معیار سے بڑھ کر نہین سمجھتے اگر امام کے مطاعن مین ایسے ایسے حضرات کا قول مقبول ہو تو غضب ہی ہے

تمبا کو کا پینڈا کبھی عنبر نہین ہوتا	اور لونت کا دانہ کبھی گوہر نہین ہوتا

باقی رہا امام کا علم و فضل اس مقدمے مین حدیث صحیح وارد ہی تبییض الصحیفہ مین ہی اقول وقد بشر صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یہان علم سے کچھہ علم منطق و مبحث ہیولی و صورت مراد نہین ہو سکتا بلکہ علم دین مراد ہی تو ماشاء اللہ امام کی یہ شان ٹھہری کہ اگر علم دین ثریا کے نزدیک ہوتا تو سیکھتے چنانچہ امام نے ایسا ہی کر دکھایا

سوای صحابہ کے چار ہزار اونکے شیخ تابعی تھے خیرات الحسان مین ہی وقد ذکر
منہم الامام ابوحفص الکبیر اربعۃ آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربع آلاف شیخ من التابعین
فما بالک بغیرہم کوفے مین اولا حدیث کا بندوبست انہین سے ہوا کوئی شخص اونسے
بڑھ کر عمرو بن دینار کی حدیث کا عالم نہ تھا یہ ثبت وجلالت علم حدیث مین کیا
کم ہی خیرات الحسان مین ہی وروی الخطیب عن سفیان بن عیینۃ انہ قال اول
من اقعدنی للحدیث بالکوفۃ ابو حنیفۃ قال لہم ہذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار وہذا
العلم جلالۃ مرتبۃ فی الحدیث پھر جس شخص کے علم کی نسبت خود سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم البتی بشارت فرمائین اور وہ خود تابعی ہون یعنی اکثر صحابہ سے اونسے
ملاقات ہوا اور بعضون سے روایت بھی ہو اور چار ہزار تابعین اونکے شیخ بھی ہون
تو ایسے شخص کی نسبت عدم بلوغ حدیث کی تہمت عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کر سکتی
عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مین علامہ محمد بن یوسف بن علی الدمشقی
فرماتے ہین وقال غیرہ ترک الامام ابو حنیفۃ رحمہ اللہ العمل باحادیث احاد وقدم القیاس علیہا واعتذر
عنہ بامور الاول عدم اطلاعہ علی بعضہا وفیہ بعد پھر امام شعراوی کا قول اس باب مین قابل قبول نہ ہا

فریبم کی دہد نرگس کہ چشم چشمہا دیدہ		دلم چندین فسون از چشم ترکان خطا دیدہ

قال معیار الحق مین ہی معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول کی یہ ہین کہ مان لینا
اور عمل کرلینا ساتھ قول بلا دلیل اس شخص کے جسکا قول حجت شرعی نہو انتہی اقول
اس تعریف کا یہی ہی کہ تقلید کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہدون کا
دلیل شرعی نہین اور لفظ بلا دلیل صفت قول کی ہی اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا
قول ہی جو غیر دلیل شرعی ہی اعنی وہ قول دلیل شرعی نہو اسوقت مین معنی قول
صاحب معیار الحق کے یہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھ ایسے قول کے کہ وہ
قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو جسکا قول دلیل شرعی نہو اور مجتہد کا قول دلیل

شرعی نہین اقول اس مقام پر مغلطہ عظیم ہوا ہی لفظ بلا دلیل صفت قول کی نہین ہی بلکہ
بلا دلیل متعلق عمل کا ہی یعنی عمل کرنا بغیر تفحص سبب وجوب عمل اور اقامت ہان کی ایسے شخص کے
قول کے ساتھہ جسکا قول احدی الحجج الشرعیہ نہین ہی اس لیے کہ کلام منقول صاحب معیار سے
یہ بات ثابت ہی کہ مشہور اور معروف درمیان اکثر اہل اصول کے یہ ہی کہ عامی مقلد ہی مجتہد کا
پھر اتباع عامی کا واسطے مجتہد کے تقلید قرار پایا اور بناء کلام کی متبادر اور معروف پر چاہیے
نہ اوسکے خلاف پر مسلم الثبوت مین ہی التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتہد
من مثلہ فالرجوع الی النبی علیہ السلام او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی
العدول لایجاب النص ذلک علیہما لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال الامام وعلیہ معظم الاصولیین ہ

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اونکو غیر	کیا سکھائیگا سکھاتا کوئی ہم سے سیکھ جائے

قال اور رسالہ العمل بالحدیث مین جو خاص خلفائی خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا
ہی صریح مرقوم ہی کہ قول مجتہد کی دلیل و ماخذ کو دریافت کر لینا چاہیے قولہ تا وقتیکہ حکم در
قرآن و حدیث مصرح و ظاہر یافتہ شود اجتہاد را دخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب مجتہدین
برآید ازان چشم پوشی نمودہ دستاویز با قرآن و حدیث ضرور است وگرنہ نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین
لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلہ رہروان اجتہاد بود ازان دو قول مروی ہستند کہ
خانہ دین را محکم از دو ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار
بزنید صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دائرہ
تقلید آن امام نمودن سست ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست کسی را
عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم میشود کہ بقول آن
امام بیجا با تمسک نمودن و فکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست و آن
امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بروز قیامت از ماخذہ الہی نجات خواہد یافت
ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب

و مقلدان ہمینی گرفتار خواہند ماند ہمینی کہ شاگردان ایمہ رحمہم اللہ تعالی اچون از قول اساتذہ اطمینان حاصل نگشتہ دامن خود ازان مقام برداشتہ رفتند امام محمد را انیقدر خلاف از امام اعظم است کہ آنرا اگر مذہب علحدہ گویند بجاست و متاخرین چہ قدر اقوال متقدمین را ساقط نمودہ اند غرض این ست کہ در ساقط نمودن قول کہ مخالف حدیث و قرآن باشد باکی نکنند و علمای بسیار باینمعنی تصریح و تاکید نمودہ اند جای تنگ گنجایش بیان این ہمہ ندارد

اقول مشہور تو یہہ ہی کہ یہہ رسالہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی کا تصنیف ہی تنبیہ الغافلین کے ساتھہ اس رسالہ کو کسی نے چھاپا ہی اوسکے اخیر مین بھی انھین کا نام نامی لکھا ہی یہہ حضرت لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل تھے ایسے لوگونکا قول ہمارا خصم کب مانتا ہی

آفتابے بہباید انجم سوز		بچراغے شبت نہ گردد روز

پھر سنو امام جو فرماتے ہین اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے اجتہاد سے کہا ہی اوسے چھوڑو پھر جو قول انکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین انکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکے چھوڑنے کے کچھہ معنی نہین پھر یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر حکم عام ہوتا تو یون فرماتے اترکوا قولی لکل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چھوڑدے ہمارے قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت و قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ام بجای خود درست ہی اس لیے کہ یہہ حکم خاص مجتہدین کے لیے ہی قال السید السمہودی الشافعی قال الصید لانی انما نہی الشافعی عن التقلید لمن بلغ رتبۃ الاجتہاد فمن قصر عنہا فلیس لہ الا التقلید پھر اوس سے یہہ سمجھنا کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن

وفکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست دلیل خوش فہمی ہی جنکو اولہ
کی سمجھہ نہین انکو یہ مرتبہ کہان نصیب اور یہ کہا نسے معلوم ہوا کہ امام انھین دو اقوال کے
فرمانے سے مواخذہ الٰہی سے نجات پا ئینگے خیرات الحسان مین ہی و ذکر بعض اہل المناقب
انہ لما حج حجۃ الوداع اعطی السدنۃ نصف مالہ لیمکنوہ من الصلوۃ داخل الکعبۃ فقرا نصف القرآن قائما
علی رجل ثم نصفہ الآخر قائما علی الاخری و قال یارب عرفتک حق معرفتک و ما عبدناک
حق العبادۃ فہب لی نقصان الخدمۃ لکمال المعرفۃ فنودی من زاویۃ لست عرفت فاحسنت
و اخلصت الخدمۃ غفر لک و لمن کان علی مذہبک الی قیام الساعۃ اور یہ جو ارشاد ہوا کہ ہمی
کہ شاگردان ائمہ رحمہم اللہ تعالی اچون از قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن جمعو
از ان مقام بر داشتہ رفتند صریح غلط فہمی ہی علامہ شامی فرماتے ہین قال فی الولوالجیۃ
من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ الا قولا قد کان قالہ
وروی عن زفر انہ قال ما خالفت ابا حنیفۃ فی شئی الا قد قالہ ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم
ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورای اتباعا لما قالہ استادہم ابو حنیفۃ
وفی آخر الحاوی القدسی و اذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون بہ آخذا بقول ابی حنیفۃ
فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف و محمد و زفر و الحسن بن زیاد انہم قالوا ما قلنا
فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ و اقسموا علیہ ایمانا غلاظا فاذن لم یتحقق فی
الفقہ جواب و لا مذہب الا لہ کیف ما کان و ما نسب الی غیرہ الا بطریق المجاز للموافقۃ
اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ امام ابو یوسف و محمد وغیرہ رحمہم اللہ نے امام سے خلاف
نہین کیا ہی بلکہ ہمیشہ قول امام کے تابع رہے انکی اتباع بعینہ امام کی اتباع ہی پھر جو
قول کہ ان حضرات کی طرف منسوب ہی بطریق مجاز کے ہی فی الواقع وہ امام ہی کا
قول ہی بہر حال جناب ولایت مآب کی خوش فہمی اسی ورقے رسالہ سے ظاہر ہی

واعظ شہر کہ مردم ملکش می خوانند	قول ما نیز ہمین ست کہ او آدم نیست

جب خدا کے فضل سے بحث تقلید سے بھی فراغت حاصل ہو چکی تو ایضاح الحق کے مقدمے
مین مختصر کچھہ بحث کیا چاہتا ہون قال یہ کہنا کہ سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی
کی تصنیف کو دیکھہ کے بھی لوگ بگڑنے چاہتے تھے پھر اوسکا رد شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب لوگ تھم گئے بدگمانی و نافہمی و نادانی ہی ہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ‌ ‌ ‌ ہر انکس پف زند ریشش بسوزد

کوئی اہل علم و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغۃ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین
فیروزابادی صاحب قاموس گمراہی یعنی بگڑنے کی بات لکھینگے المرء یقیس علی نفسہ ہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ‌ ‌ ‌ میلش اندر طعنۂ نیکان برد

اور مناسب ہی کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے کی ہین اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے کیا اور کس طرح رد کیا اقول مولوی صاحب کا ارشاد ٹھیک ہی
اگر تم شرح سفر السعادت نہ دیکھے ہوتے تو شاید ایسا نہ کہتے ہ

ناصحا دل مین ہی اتنا تو سمجھہ اپنے کہ ہم ‌ ‌ ‌ لاکھہ نادان ہوئے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

شرح سفر السعادت مین ایک لنبی تمہید کے بعد لکھا ہی چہ مطالعۂ این کتاب متبعین
مذاہب مجتہدین را موجب انبعاث وحشت و اثارت شبہت گشتہ و در وادی تردد
و ہامۂ حیرت انداختہ بسوء ظن بر ایمۂ مجتہدین و تغلیط و تخطیۂ علمای راسخین مبتلا گردانند
و این ضرری سخت عظیم ست الی آخرہ قال پھر دوسرے مقام پر ہی بدانکہ شیخ مصنف
رحمہ اللہ تعالی و تقدس درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ و مبالغہ کار فرمودہ است
و در مقام انتقاد آمدہ و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملۂ از
احادیث جرح و طعن نمودہ است بر بعضے حکم بصحت کردہ و بر بعضے بعدم ثبوت
و بر بعضی حکم بوضع و افترا نمودہ و بر بعضی خط رد و بطلان کشیدہ و حال آنکہ در آنمیان
احادیث است کہ در کتب معتبرہ مذکور و نزد کبرای علمای دین از فقہا و محدثین مقبول

وایمۂ فقہ تمسک و احتجاج بدان نمودہ اند مطالعۂ این باب طالب را در وادی حیرت و وحشت
اندازد جب شرح سفر السعادت مین یہ سب کچھ لکھا ہی تو تمھین انصاف کرو کہ
مولوی صاحب کا کیا قصور ہی ایسے متدین آدمی کو گالیان دینے سے کیا حاصل ہ

گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہی		مجھمین طاقت نہین لڑائی کی

قال اور یہ کہنا اسیطرحسے ایک کتاب کسی وہابی یعنی لامذہب کی تصنیف نکلی ہی اوسکا
نام ہی ایضاح الحق اوسمین مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ کا نام لکھدیا ہی اور اوسکو بعض لوگ
اونھین کی تصنیف جانتے ہین غلط ہی اس لیے کہ ثبوت اسکا کہ یہ کتاب جناب اونکی
تصنیف نہین ہی ذمۂ مدعی دروغگو ہی اور تحریر مولوی جعفر علیصاحب و امداد جناب
مولانا محمد علیصاحب خلیفۂ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمہ وغیرہ سے معلوم

ہوتاہی کہ یہ کتاب تصنیف اونکی ہی اقول		ہ مسئلہ کیا ہی یہ تماشا ہی
دل سے تم نے اسے تراشا ہی		حضرت سلامت منکر کے ذمے پر

اثبات نہین ہوتا بلکہ یہ مدعی کا حق ہی حدیث صحیح مین ہی البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر باقی رہی یہ بات کہ ایضاح مولوی اسمٰعیل صاحب کی تصنیف ہی یا کسی
دوسرے وہابی کی ہیرے نزدیک بحث بے سود ہی سلیم شاہ کی ڈاڑھی بڑی
ہوی تو کیا اور شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی ہوی تو کیا انظر الی ما قال و لا تنظر الی
من قال اور مولویصاحب نے جو بنظر مصلحت عام کے انکار کیا تو کچھ بیجا نہ کیا تقویۃ الایمان
کے مقدمے مین اسی قسم کا انکار ہوچکا ہی جب مولوی محمد علیصاحب
رامپوری ۱۲۴۵ھ ہجری مین رونق افروز مدراس ہوے تقویۃ الایمان منسوبہ بمولوی
محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اونکے بعض مریدین کے جزو دان مین نظر آئی جس
دیندار نے بغور دیکھا اوسکی طبیعت گھبرائی کہا اسمین بلشتر مقام مین منقصت رسول
ابرار کا اظہار ہی فوائد متعلقہ آیات و احادیث مین کلمات معتزلہ پر قائل کا مدار ہی

نہ حدیث پر نظر ہی نہ مسائل مختار و مذہب منصور کی خبر ہی یہ بدعت نو ایجاد ہی رد بحالہ
مصنف اسکا استاد ہی الغرض پھر جب مولویصاحب شہر رمضان المبارک ۱۲۵۱ ہجری میں
معمورہ مدراس میں رونق افروز ہوئے مخلصین مثل پروانہ کے دلسوز ہوئے یہاں
یارونکو موقع ہاتھ آیا رسالہ تقویۃ الایمان کو بغل میں دبایا اور خدمت میں سپہر جاہ مہر کلاہ
نواب عظیم جاہ بہادر کے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مولویصاحب جنکے سبب سے تقویۃ الایمان نظر
آئی تشریف لائے ہیں اونسے اس مقدمے میں استفسار ہوتا اسکے مصنف صاحب کا عقیدہ اونھیں کی
تقریر سے آشکار ہو غرض جب اس مقدمے میں حسب دستور استفسار ہوا مولویصاحب اس طور پر اظہار حق چار ناچار ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب وصل علی حبیبک الشفیع المجاب محمد ن المبعوث بفصل الخطاب وعلی آلہ
وصحبہ خیر آل و اصحاب اما بعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند
کہ عقیدہ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد صاحب مرشد فقیر موافق عقائد جمہور
اہل سنت و جماعت و مطابق اعتقاد مرشدان مرشد خود شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہما است پس باید کہ جمیع خلفا و مریدان من برین عقائد حقہ ثابت قدم
باشند وکفی باللہ شہیدا کہ این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان و غیرہ کہ خلاف
عقائد جمہور اہل سنت و مشعر تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باشند نیست
پس ہر کسیکہ از خلفا و مریدان این فقیر بر آن اعتقاد دارد ضال و مضل ست این چند کلمہ
بطریق برات نامہ بحکم اتقوا مواضع التہم نوشتہ مہر و دستخط خود بران ثبت کردہ مواہیر
خلفای خود بر آن ثبت کنانیدم تا دفع مظنہ گردد و زبان تشنیع احدی دراز نشود
تحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۵۱ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد علی

بدر الدولہ | اشرف الملک بہادر ۱۲۵۱ | محمد حسین خان مولوی جلال الدین | حکیم جمال الدین خان | زور آور علی خان ۱۲۱۵ | ملتمس خان | خان عالم خان

اگرچہ اہین مولویصاحب نے تقویۃ الایمان کے معتقدونکو ضال و مضل ٹھہرایا لیکن حریفون نے
اس ہدایت نامہ پر لحاظ نہ فرمایا تب مولویصاحب نے قلم ہاتھہ مین لیا اور اشتہار تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین
وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین اما بعد بر متبعان شریعت غرا و پیروان سنت بیضا مخفی و محتجب نماند
کہ فقیر سید محمد علی رامپوری درینولا کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کرد ہرگاہ بعضی مضامین
و عبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت و جماعت دید و دریافت تحقیق گشت کہ ہر کس کہ
بران مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقائد حقہ اہل سنت ست معتقد شود
بیشک کافر گردد و از دائرہ اسلام بیرون رود و کسیکہ توقع رستگاری از عذاب الٰہی دارد
او را ضرورست کہ کتاب مذکور و امثال آنرا از خود دور اندازد و از متابعت ائمہ اربعہ
در عقائد و فقہ بیرون نرود لہذا فقیر بر قرطاس ہذا مہر خود معہ خلفا ثبت کرد و اہل علم مدرس
نیز مہرہای گواہی خودہا بران ثبت کردند بنا علی ہذا برای اطلاع جمیع ساکنان این اطراف
در جامع مسجد وغیرہ اشتہار دادہ میشود زیادہ والسلام علی من اتبع الہدی والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ المصطفی وآلہ واصحابہ اہل المجد والعلی التحریر
فی التاریخ ہفتم ذیقعدہ ۱۲۵۱ ہجری مقدسہ

محمد صبغۃ اللہ
جنگ عمدۃ العلماء بدر الدولہ مولوی
عظیم نواز خان بہادر معتمد
مفتی شرع غرا

رسول اللہ
قاضی
شرع سید عبید خان
خادم ۱۲۳۱

شرف ۱۲
الملک بہادر

قادر حسین خان
جنگ
بہادر امیر نواز

محمد
[illegible] الدین ۱۲۳۳

محمد
علی
نور ود شفق

شہد بما فیہ المولوی محمد علی

محمد حسن علی

محمد حسین خان
مولو جلال الدین

نور آور علی
خان ۱۲۵۱

محمد
خان
خان عالم

جب مولویصاحب نے یہ اشتہار اپنے قلم خاص سے تحریر فرمایا اور اسمین معتقدین مسائل
منقصت شمائل رسالہ تقویۃ الایمان کو صریح کافر ٹھہرایا اسکی کیفیت سبکو معلوم ہوی محمود
مدراس مین مرحوم ہوی یارون نے یہ صلاح کی کہ جامع مسجد والاجاہی مین یہ اشتہار پڑھا جاے
تا خبر خود مولویصاحب کی زبان سے اشتہار پاے مولویصاحب کے مریدین مرشد کی باتی تقریر
اشتہار سنین اور خود ملاحظہ بھی فرمائین آتش فتنہ بدعت وہابی کو جو سب افلاک
مشتعل ہی اصلاح اور حسن عقیدت کے مینہ سے بجھائین ؎

سنگ سے تیرے نکالی آگ		ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو

یہان مریدین عیار اپنے کام کے ہوشیار نے موقع پا کے چھپ چھپا کے مولویصاحب
کے کانمین بھرا کہ پہلے تو آپ نے جو یہ اشتہار لکھا فی نفسہ برا کیا دوسرے اگر منبر پر
سوار ہو حاضرین سے دوچار ہو کر سنائینگے تو آفت ہوگی کیا کہین ہم لوگون کیلیے
قیامت ہوگی کون نقیب المومنین کہلائیگا امام الموحدین کسکے پاس قسط وصول کرنے کون آئیگا ؎

موذیون کو حق نے آنکھین کہان دین بلا		عین حکمت ہی کہ معدوم البصر عقرب بنے

مولویصاحب کو یہ تقریر خوب اپنی کمال مفید و قرین مصلحت بھی پسند آئی اشتہار کے پڑھنے کے لیے
ایک دوسری تدبیر ٹھہرائی چنانچہ جمعہ کے روز کہ روز موعود تھا پہلے مولوی جمال الدین احمد
صاحب نے برسر منبر عامہ خلائق کو وہ اشتہار سنایا مولویصاحب کا لکھا سبکو سمجھایا پھر مولویصاحب نے
منبر پر کھڑے ہو کر اشتہار کے باب مین گول گول تقریر بیان کی ہر کہ و مہ کی طبیعت
پریشان کی پھر تو غضب ہوا یہ لکھا پڑھا مولویصاحب کے اخراج کا سبب ہوا پھر سارا
واقعہ قلمبند ہوا علما و امرا کی اوسپر مہر و دستخط ہو کے مشتہر کیا گیا مگر بنظر اختصار کے
یہان سارے وقعات نہین لکھتا و علی ہذا القیاس بعض حضرات تنویر العینین کو مولوی
اسمعیل صاحب کی تصنیف نہین کہتے تنبیہ الضالین مین ہی اور ایک رسالہ تنویر العینین کا
جو بعضے آدمیون نے اونکی شہادت کے بعد اونکا کر کے مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی

بسبب اسکے کہ انھون نے رفع الیدین آخر عمر مین ترک کیا اس باب مین معتبر نہ ہا زیادہ کیا عرض کرون

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سے — کہنے جاتے ہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی

قال اور اگر مخالفت ایضاح الحق کی صراط المستقیم سے باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہی تو کلیہ لازم آتا ہی کہ جہان جہان جو جو شخص مخالف کتب معتبرہ کا ہوا ہی اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اسکو بحسب علوی درجہ حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو پیر یا دادا پیر ہو تمام کتب دینیہ مین لکھا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم ہین اور کتاب صراط المستقیم مین برخلاف حدیث صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد اکابر امت کو افضل صحابہ سے لکھا ہی چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر یک از صحابہ کبار بنسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہر چند بسبب صحابیت افضلیت ثابت است لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت و ترویج دین متین و فوز بمراتب قرب عند اللہ بلاشبہہ افضلیت متحقق ست الخ غرض اس سے الزام و ابہام اطمینان القلوب والے کی ہی کہ اس مخالفت پر کیون صبر آیا ہی یہان کیون نہین دہانا اپنے موہنہ سے اتار کے دریدہ دہنی فرماتے ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین **اقول** اونگلی بہاشتے بہاشتے اب تم نے پونہچا تہاما مولوی کرامت علیصاحب پر اعتراض کرتے کرتے ایسے سر چڑہے کہ مولوی اسمعیل صاحب کی صراط المستقیم پر اعتراض کر بیٹھے ؎

تو نے غنچہ کہ اوس لب پہ ٹہری خوب نہین — چپ کہ موہنہ چہوٹا سا اور بات بڑی ہی عزیز

حضرت سلامت صحابہ کرام کو اگرچہ فضل کلی بہ نسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے حاصل ہی مگر بعض احاد اکابر امت کو بعض احاد صحابہ پر بعض امور مین فضل جزئی متحقق ہی مگر یہ فضل جزئی مناقض و منافی فضل کلی نہین ہوسکتا ہی

نقد النصوص فی شرح الفصوص مین مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین الفاضل یجوز ان
یکون مفضولا من وجہ علامہ جلال الدین دوانی رسالہ بیان تشبیہ مین لکھتے ہین تفضیل الشی
علی الشی قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض اہم لاحقہ کو ایمان بالغیب السیی نعمت عظمی ملی
ہی جسپر یہ لوگ اتراتے ہین پہر اہن مین بہولے نہین سماتے ہین بعض اجلہ صحابہ اسپر افسوس
فرماتے تھے عند التذکرہ حسرت کا کلمہ زبان مبارک پر لاتے تھے تفسیر فتح العزیز مین
ہی و قدمای صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان بالغیب را درین آیت بمعنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت
عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد در مسند خود بروایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت است
کہ حارث بن قیس وزری با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس میکنیم بر انچہ از ما فوت
شد و شمارا حاصل گشت ای بایان محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید عبد اللہ بن مسعود
فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت میکنیم بر چیزیکہ از ما فوت شد و شمارا حاصل گشت کہ نا دیدہ
بمحمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی کہ اورا دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ست ایمان
ایمان شما ست بعد ازان سورۂ بقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند و این مضمون
را نیز ابو یعلی و حاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض آوردہ اند کہ ایشان فرمودہ
اند کہ من روزی ہمراہ آنحضرت نشستہ بودم فرمودند کہ پیش من مذکور کنید کہ افضل انواع
ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول اللہ ایمان فرشتگان آنحضرت فرمودند
کہ ایشان را ایمان چہ مانع ست منزلت فرشتگان نزد خدا معلوم است مردم عرض کردند
یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ از ایمان پیغمبران چہ عجب کہ حقتعالی ایشان را
برسالت و نبوت خود مختار فرمودہ است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان کسانیکہ ہمراہ انبیا
حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کردہ شہادت یافتند فرمودند ایمان ایشان چہ
بجویکی دارد کہ ہمراہ انبیا صحبت داشتہ اطوار و اوضاع آنہارا دیدہ یقین تام حاصل کردہ اند
مردم عرض کردند یا رسول اللہ پس بفرمائید کہ ایمان کدام فرقہ افضلست فرمودند

ایمان فرقہ کہ ہنوز در پشت پدرانند و بعد از من بجہان آیند و بر من ایمان آرند و مرا ندیدہ چند ورق
سیاہ کردہ در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشتہ عمل نمودند این گروہ در ایمان افضل اند
از دیگران انتہی اور تکمیل الایمان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ
فرمودہ است کہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و روشن بود بر ہر کہ او را دیدہ است ایمانی فاضل تر از آن نباشد
کہ در غیب بوی ایمان آرند و بعضی مفسران یؤمنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند و نیز در حدیث آمدہ است
کہ در آخر زمان چنان شود کہ تمسک بدین و سنت ہمچو مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بدست ہر کہ در آن زمان
متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاہ کس باشد پرسیدند یا رسول اللہ پنجاہ کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکہ
از شما انتہی مشکوۃ شریف میں ہی قال ابن محیریز قلت لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون
من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی جب نفس ایمان میں امم لاحقہ کو صحابہ پر ترجیح ہوئی پھر اگر
صاحب صراط المستقیم نے نشر و ترویج دین میں اون کو ترجیح دیا تو کیا برا کیا ۵

جبین ہی موتیون کی لڑی اوسکو بھیجیے — اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گل برگ سے مثال — بوسے جو خواہیں ترے رخسار کے لیے

اور اگر ایضاح الحق و صراط المستقیم کو کوئی فہمیدہ دیکھے تو بادی النظر میں کہہ سکتا ہی
کہ دونوں کے مصنف مختلف ہیں اس لیے کہ جن جن امور کی تعلیم صراط المستقیم میں ہی
ایضاح الحق میں اوسے بدعت حقیقیہ یا حکمیہ لکھا ہی سوا اسکے صاحب ایضاح نے اپنے فرط
تعصب سے علماے کرام و اولیاء عظام کو سلفا و خلفا و شرقا و غربا بدعتی ٹھہرایا ہی ۵

بس گیا دل جو دکھائی کے بگاڑے تیور — ہر گھڑی یار کی چتون میں جگہ رہتا ہی
آج کل اسقدر اوس شوخ کا برہم ہی مزاج — کہ بگڑنے کا ہر ایک بات میں ڈر رہتا ہی

اس مقام پر اوسکی تفصیل نہیں لکھہ سکتا انشاء اللہ تعالی رسالہ جدا گانہ میں فرقہ وہابیہ کے تعصبات عموما

وصاحب الضیاح کے خصوصًا لکھونگا قال اخرج البیہقی فی سننه قال قیس بن عبادة کان اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند الثلث عند القتال و عند الجنازة و عند الذکر و فی
بربان و شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعة لمخالفته قوله تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا
وخیفة ودون الجہر من القول و قوله علیه السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیه علی مورد الشرع انتہی و فی الدر المختار ان
رفع الصوت بالذکر بدعة فیقتصر علی مورد الشرع و فی الفتاوی البزازیة والجہر بالذکر حرام انتہی جسکو انہنے
لوگون نے بدعت و مکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو صاحب الضیاح الحق نے اگر بدعات حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا

اقول مسئلہ ذکر بہایت طویل الذیل ہی استیعاب اسکا اس کتاب مین نہین ہوسکتا اس لیے
بطور اختصار لکھا چاہتا ہون احادیث صحیحہ سے بدعت ہونا ذکر بالجہر کا پایا نہین جاتا بلکہ اوسکے
جواز و استحباب ثابت ہوتا ہی نتیجة الفکر فی الجہر بالذکر مین علامہ سیوطی فرماتے ہین وعن ابی ہریرة
رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا
ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم والذکر فی الملأ یکون
عن جہر اس حدیث سے کمال فضیلت جہر بالذکر کی پائی جاتی ہی کہ اللہ تعالی اون لوگونکو جو
ذکر جہری کرتے ہین ایسے ملأ مین ذکر کریگا جو اونسے بہتر ہوگا پھر علامہ اوسی رسالہ مین بہت سی
احادیث ذکر کرکے فرماتے ہین اذا تاملت ما اوردناہ من الاحادیث عرفت من مجموعها انه لا
کراہة البتة فی الجہر بالذکر بل فیه ما یدل علی استحبابه اما صریحا او التزاما جس امر کا استحباب احادیث سے
صریحا یا التزاما ثابت ہوچکا ہی صاحب الضیاح کے لکھنے سے بدعت حقیقیہ کیونکر ہوگا اور صحابہ جو
ذکر مین رفع صوت کو مکروہ سمجھتے تھے اوس سے جہر مفرط مراد ہی فتح الودود شرح سنن ابی داود
مین ہی فی قوله رفعوا اصواتهم دلالة علی انهم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منه المنع من الجہر مطلقا مختصر یہ ہی
کہ ذکر کا جہر و اخفا مثل صدقه و قراءة قرآن کے ہی جب ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والونکو یا سونے والونکو
تکلیف ہو تو اخفا افضل ہی والا جہر اس لیے کہ جہر مین عمل کثیر ہوتا ہی اور فائدہ اوس کا
سامعین کو پہنچتا ہی اور قلب ذاکر بیدار ہوتا ہی اور اوسکی ہمت مصروف بفکر ہوتی ہی

اور کان بھی اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہی اور نیند جاتی ہی دلمین خوشی آتی ہی سوا اسکے کبھی فراکر خفی کو
بسبب ملال خاطر کے جہر سے انسب ہوتی ہی باقی رہی وہ اذکر ربک الآیۃ سے تطبیق جسکی مخالفت سے
صاحب برہان نے بدعت کا حکم کیا ہی اسکے لیے وجوہ ہین پہلی وجہ چونکہ مشرکین قرآن سننے سے
گالیان دیتے تھے اسلیے آیہ نازل ہوئی اس سے ذکر جہریہ کی ممانعت شارع کو مقصود نہین ہی
دوسری وجہ آیت مین ذکر جہری سے اوسی صورتمین ممانعت ہی جب قرآن پڑھا جاتا ہو تیسری
وجہ یامر خاص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ کامل و مکمل تھے بخلاف اغیار کے
کہ وہ محل وساوس و خواطر مین ہین نتیجۃ الفکر مین ہی قلت الجمع عن ہذہ الآیۃ من ثلثۃ اوجہ
الاول انہا قد نزلت حین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجہر القرآن فیسمعہ المشرکون فیسبون القرآن
ومن انزلہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالترک والثانی حملوا الآیۃ علی الذاکر حال قراءۃ القرآن وانہ امر لہ
بالذکر علی ہذہ الصیغۃ تعظیماً للقرآن ان ترفع عندہ الاصوات الثالث ان الامر فی الآیۃ خاص
بالنبی علیہ السلام الکامل المکمل واما غیرہ فہو فی محل الوساوس والخواطر الردیۃ فمامور بالجہر ویؤیدہ
من الحدیث من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقراءتہ فان الملائکۃ یصلی بصلاتہ ویسمعون قراءتہ الحدیث
انتہی ملخصاً اور کلام صاحب فتاوی بزازیہ کا درباب حرمت وجواز کے مضطرب ہی اور
خیر الدین ملی استاد صاحب در مختار ذکر جہری کی افضلیت کے قائل ہین اور امام شعرانی نے حاشیہ
حموی مین لکھا ہی کہ اجماع کیا ہی علما نے سلفا وخلفا استحباب ذکر جماعۃ پر مساجد وغیر مساجد
مین جس سے نائم یا مصلی یا قاری کو تکلیف نہ پہونچے ہکذا فی رد المختار قال فی القول الجمیل مین
حدیث خرکے بعد لکھا ہی وہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہؤلاء المشائخ وعلی قوانین اہل الحدیث
فیہ بحث طویل محققین و ماہرین کاملین نے اس وجہ سے بحث کی ہی کہ یہ حدیث بطور محدثین
نہایت غریب اور بشدت منقطع ہی اسواسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی
سے باعتبار تاریخ اور کتب اسماء الرجال کے ثابت نہین لیس اتصال اس حدیث کا مشکل اور
رکاکت الفاظ مزید بران ہی اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور

کتب معتبرۂ حدیث مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکھا ہی مخالفت بھی دلیل ہین ہی کہ حدیث عند المحدثین المحققین نہایت نا ملائم ہی **اقول** علامہ سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین جناب امیر سے حضرت حسن بصری کی ملاقات اور روایت بدلائل ثابت کی ہی چنانچہ اوسی رسالہ مین ہی انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری من امیر المومنین علے بن ابی طالب وتمسک بہذا بعض المتاخرین فخدش بہ فی طریق لبس الخرقۃ والتلقین واثبتہ جماعۃ وہو الراجح عندی بوجوہ وقد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی پھر علامہ نے اوسی رسالہ مین نسائی وطحاوی و دار قطنی وحلیۂ ابو نعیم وتاریخ خطیب وکتاب العروس جعفر بن محمد سے احادیث متعددہ نقل کی ہین اور بعض احادیث مین بعد نام حضرت علی کے لفظ کرم اللہ وجہہ بھی ہی چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہین قال احمد فی مسندہ عن ہشیم انا ابی ہشیم اخبرنا یونس عن الحسن عن علی کرم اللہ وجہہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول رفع القلم عن ثلثۃ عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی ینکشف عنہ اخرجہ الترمذی وغیرہ حدیث قول الجمیل کی غریب تھی اس سے کیا نفس ذکر جہر بدعت ٹھہر جائیگا کیا اس باب مین سوا اوسکے دوسری احادیث وارد نہین ہین نتیجۃ الفکر وغیرہ رسائل احادیث سے مالامال ہین جو چاہے دیکھ لے فقط اب اس رسالے کو تمام کیا چاہتا ہون

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو
این قدر بیگانگیہا از حیا	آخر ای غیرت فروشان تا کجا
ہیچ کردار شما بایستہ نے	چند گفتن ہیچ ما شایستہ نے
علت شیطان انا خیر بدست	از شما یک تن ازین علت نرست

خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے میری سعی مشکور فرماے اور تم لوگون کے ادمغہ سے خیالات باطلہ دور فرماے وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ الامین ✣

تمت الخیر والظفر

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان
رنجیۂ قلم اعجاز رقم مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری

ہزار ہزار حمد خدا کو جسنے خاتم رسل ہادی سبل پیدا کر کے صفحۂ کائنات سے کفر کا نام مثل حرف
غلط کے مٹایا اور اوس نور فیض گنجور کو ظلمت کدۂ گیتی مین مثل برق کے چمکایا
اور لاکھہ لاکھہ درود محمد مصطفے پر جنکی میلاد نے عالم مین ایک عجب رنگ جمایا
کسیکو صدیق بنایا کسیکو زندیق کر دکھایا **اما بعد** کہتا ہی فقیر حقیر سراپا تقصیر
محمد اسعد سکندرپوری صانہ اللہ تعالی عن الشر المعنوی والصوری کہ جس قدر عہد فیض مہد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد زمانی ہوتا جاتا ہی دماغون مین عجب عجب خیالات
فاسدہ مرتکز ہوتے جاتے ہین زمانۂ حال مین جو چل رہا ہی بعض بعض حضرات یہ
چاہتے ہین کہ مجامع ومحافل مین ذکر محامد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے نہ پائے
آپ کی سیرت محمودہ مین کوئی شخص لب نہ ہلائے جو شخص دو چار کتابین پڑھکر
مدرسے سے نکلتا ہی پہلے پہل اس مبحث خاص مین ایک رسالہ لکھتا ہی چنانچہ
آج تک ان حضرات کے دس بارہ رسالے میری نظر سے گذرے جسکو دیکھیے یہی رٹ
لگائے ہی کہ اگر کوئی شخص روزہ نرکھیگا نماز نہ پڑھیگا بلکہ شب و روز بادۂ فسق و
فجور سے مخمور رہیگا وہ ہرگز بدعتی نہین ہو سکتا مگر کسی مجمع مین ذکر محامد و فضائل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے یا اوسمین شریک ہونے سے بیشک بدعتی کلاب اہل النار
ہو جائیگا - اور تقلید ایمۂ اربعہ تو شرک جلی ٹھہرائی گئی ہی جسکو دیکھیے ایمہ رضی اللہ عنہم کو
صلواتین سناتا ہی اپنے کو محدث بناتا ہی نہ اونکا استخراج قابل اعتبار سمجھا جاتا ہی
نہ اونکی احادیث مرویہ حدیث سمجھی جاتی ہین بلکہ کوئی اونھین صنم کہتا ہی کوئی
مضل انام سمجھتا ہی - اسلیے جناب ہدایت وارشاد مآب سر امد واصلین مقتدای کاملین

المنقطع الی اللہ من الدنیا وما فیہا المتبتل الی الحق من النفس وما حیہا واقف امور خفی وجلی
جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری نے ان دونوں مباحث میں ایک رسالہ
وجیزہ مسمی بہ اطمینان القلوب تحریر فرمایا اوسکے دلائل و ترتیب و تہذیب کو دیکھ کے
ہر شخص کلمۂ احسنت زبان پر لایا مگر حضرات نجدیۂ وہابیہ نے جب اوسے دیکھا
جلکر خاک ہوگئے اس لیے بعض حضرات وہابیہ نے رسالہ قلب الاطمینان اوسکا
جواب مزعومی لکھکر اپنے دل کا پھپھولا توڑا مگر ناظرین بابصران دونوں رسالے
میں آسمان وزمین کی نسبت بھی صحیح نہیں سمجھتے بلکہ شعبدہ بازیاں و افترا پردازیاں
دیکھ دیکھ کر کہتے ہیں کہ چوری اور سینہ زوری اسی وجہ سے آج تک کسی نے
اوسکے جواب کا قصد نہ کیا اسپر مؤلف رسالہ اترائے کہ میں بھی کچھ ہوں
اور میری تالیف بھی کچھ وقعت رکھتی ہے

دیکھکر اوسکے مؤلف نے کہا واہ رے میں		اور تالیف یہ بول اوٹھی کہ اللہ رے میں

اس لیے بعض اہل اسلام نے جناب مستطاب فاضل نحریر عالم عدیم النظیر کشاف
اسرار فروع واصول حلال غوامض معقول ومنقول ماحی البدعۃ محی السنۃ مولانا
حکیم وکیل احمد سکندرپوری ادام اللہ ظلہ العالی سے التماس کی کہ قلب الاطمینان کا
جواب بالصواب تحریر فرمایئے مولانا نے قلم برداشتہ یہ رسالہ صیانۃ الایمان
عن قلب الاطمینان تحریر فرمایا جب خدا کے فضل سے تیار ہوگیا بفرمایش نبض شناس
کلام مرجع خاص وعام طبیب نامی وگرامی مسند آرای الفضل والاحتشامی جناب
حکیم محمد عبد القدوس سکندرپوری ادامہ اللہ العلی باہتمام خان ذی شان
رفیع المکان جناب محمد عبد الواحد خان دامہ اللہ المنان مطبع مصطفائی
واقع شہر لکھنؤ میں چھاپا گیا کہاں ہیں شایقین تشریف لائیں اور اس گوہر بے بہا کو
خرید فرمائیں اب اطلاع سن طبع کے لیے چند تاریخ ہدیۂ طبع ناظرین کیا چاہتا ہوں

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک جناب مولوی ولی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ ولی

در جواب فرقۂ وہابیان
سال طبعش ولی تحریر کرد

عمدہ تحریریست مصفی طبع گشت
ردّ وہابی سراپا طبع گشت
۱۲۹۳ھ

از نتائج طبع وحید عصر فرید دہر جناب مولوی وصی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ وصی

جنکو کہتے ہین لوگ وہابی
اونکو انکار کی ہے بیماری

ذکر میلاد کی مناہی ہے
اور اسی کا ہے نام دینداری

اپنے بیہودہ پن سے چاہتے ہین
اہل اسلام کی دل ازاری

ہاں یہ ذکر اور یہ انکار
کیسی بیہوشی انپہ ہے طاری

مولوے وکیل احمد نے
کام جنکا ہے نیک کرداری

صاحب حلم و آفتاب علوم
مصدر فیض ایزد باری

اس رسالہ کو وہم ہام سے لکھ
راہ منکر کی خوب ہے ماری

ذکر میلاد کے جو منکر تھے
زخم اونکے دلونپہ ہے کاری

سارے مکر و فریب بہول گئے
نہ رہی کچھ بہی اونمین عیاری

نہ کبھی سر اوٹھا سکے منکر
بوجھ گردن پہ کہدیا بہاری

وہ رسالہ چھپا تو ہر سو سے
اہل اسلام ہین خریداری

سال تاریخ یون وصی نے لکھا
منبع فیض یہ ہوا جاری
۱۲۹۳ھ

رشحۂ قلم جادو رقم شاعر بے نظیر زبان دان خوش تقریر سراپا دانش و تمیز جناب شیخ محمد عبد العزیز سکندر پوری متخلص بہ عزیز

چھپا وہ رسالہ نہایت لطیف
صیانت ہوئی جس سے ایمان کی
بہت آج کل پھرتے ہیں شاد شاد
سر دشمن دین اڑا کر عزیز

بالطاف دانائے سر و علن
گیا اہل ایمان سے رنج و محن
جو کرتے ہیں میلاد شاہ زمن
کہو سال تحریر دندان شکن
۱۲۹۳ھ

ترشحۂ قلم جادو رقم معرکہ سخن را اعلم جناب شیخ محمد عبد الاحد سکندر پوری

بانی مجلس میلاد ہیں شاد
سر اعدا کو اوڑا کر تاریخ

اندنون خوب رسالہ یہ چھپا
چشمۂ رحمت رحمن لکھا
۱۲۹۳ھ

طبع زاد فاضل ادیب طبیب لبیب جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندر پوری متخلص بہ طبیب

مگر زیبا کتابے طبع شد در دو ہابی
برای سال طبعش چون بفکرت سر فرو بردم

صدای حسن تقریرش بعالم کو بکو باشد
بگفتا ہاتف غیبی کہ تقریر نکو باشد
۱۲۹۳ھ

نتیجہ طبع بلند و فکر ارجمند نبض شناس سخن جناب محمد ظہور احسن صاحب سکندر پوری متخلص بہ ظہور

وہابی کا رد ہوا ہے اچھا
ایمان کی ہو گئی صیانت

جسنے دیکھا ہوا وہ خوش حال
اعدا اوس سے ہوے ہیں پامال

منکر مولود کے تھے جو لوگ
اونکا دیکھا گیا عجب حال

خجلت سے کسیکا رنگ ہے زرد
غصے سے کسیکا موںھ ہوا لال

جب چھپ گئی وہ کتاب پوری
مجھ سے ہاتف نے یون کہا سال

وہابی کا سر اوڑا کے کہہ دو
لکھا ہے جواب فرقہ ضال
۱۲۹۳ ہجری

از نتائج افکار ابکار طبع ارشد جناب مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری

طبع گردید چون کتاب نفیس
اہل ایمان شدند مالا مال

ترک کردند راہ نے دینے
راہ حق یافتند اہل ضلال

فکر تاریخ طبع چون کردم
چشمۂ فیض وان نوشتم سال
۱۲۹۳

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان جریدۂ قلم بلاغت رقم سید عابد حسین صاحب سررشتہ دار صدر عدالت سمت شرقی ریاست فرخندہ بنیاد حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل ولادۃ نبیہ من اظہر آیاتہ ومن اعظم الدلائل علی ذاتہ والصلوٰۃ علی سیدنا ونبینا محمد ن المصطفے الذی فاز مبلغ رسالاتہ وعلی آلہ واصحابہ افضل برکاتہ اما بعد بر صفحۂ خاطر صفا مظاہر ناظران اوراق صحائف روزگار ودیدہ وران حقیقت بین انصاف شعار مرتسم ومنقش باد کہ درین آوان سعادت توامان ہا اسرار خفیہ مظہر انوار جلیہ مطلع عنایات قدسیہ متکی اریکۂ دولت واجلال مربع نشین چار بالش فضل وکمال منتخب دودمان علیہ مستجمع شرائف ملکیہ والا نژاد عالی ہمم ابر فیض بحر کرم قندیل ایوان دین اسلام شمع جمع علمای اعلام کریم المآثر کثیر المفاخر رئیس علمای معتمد جناب حکمت مآب حکیم مولوی شکیل احمد صاحب

نائب صدر عدالت سمت جنوبی اضلاع بلدهٔ فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن صانها الله تعالی
عن الفتن رسالهٔ صیانت الایمان عن قلب الاطمینان بتردید عقاید وهابیان تصنیف فرموده
اگرچه جوهریان بازار علم کلام نقد اوقات صرف تفکر و تلاش کرده بهزار محنت و جانفشانی
علی قدر استطاعت دست مایه بهم رسانیده اندوخته های مدت العمر را بطرز نفیس بر بساط
قرطیس چیده اند و برگذرگاه انظار اولی الابصار گذاشته بگرانمایگی و بلندپایگی علم افتخار
برافراشته اما خامهٔ سحر نگارش آنچه از روی محاسن روابط و قراین ضوابط درین باب
نگاشته الحق بهرهٔ مقرره از مائدهٔ تفضلات و انعام حضرت خیر الانام علیه الوف التحیت
والسلام برداشته بالجمله وجود عزیز این تعویذ دلاویز از بس تعلق قلوب اهل ایمان را
تعویذ گلوست و تمیمهٔ بازو و مس این صحیفهٔ اقدس مورث شفای علیل است و زیارتش نور
افزای دیدهٔ کلیل سرمه کش دیدهٔ بصیرت ست و چشم افروز پیش سوزدانان اسرار
حقیقت چه این نسخه قرة العین عرفا و محققین ست و خلاصهٔ افکار متقدمین و
متاخرین تقریرے که مبتدیان را از اقرب طرق بمطلب رساند و تحقیقے که متوسطان
را از بوادی حیرت رهاند و منتهیان را خزانهٔ نقود معقولات شدن تواند لوامع براهین
جلیه بتائیدات مذهب حقه که در ضمنش اندراج یافته آفتابے است که بر افق عالم
تافته گرم بیانے و شعله زبانے خامه که در تحریر این رساله بکار رفته مبغضان
ذوی عناد را برق خرمن ست و مومنان پاک نهاد را شمع انجمن نه صرف درین
یک فن گوی بلاغت ربوده بل صحف متعدده در فنون مختلفه و علوم متفرقه
آنچنان تصنیف فرموده که سخن در وصف اعتلاے رتبت بلندش نارسا ست
و زبان طاقت در توصیف ارتفاع قدر ارجمندش بلکنت آشنا **مثنوی**

ز تصنیفش اصناف جن و ملک — همه مدح خوانند زیر فلک
چه گویم ز تالیف و تصنیف او — که با لوف دلهاست تالیف او

ز ہر عین او کوثرے آشکار ❊ ز ہر غین او عین رحمت ہزار
ز ہر فای او کفر را دل فگار ❊ قا تو جواب بود آشکار
نہان قرب پروردگارش ز قاف ❊ عیان رحمت کردگارش ز کاف
ز ہر میم او گشتہ در روزگار ❊ بہر دم دم عیسوی آشکار
گرفتہ بہر صفحہ او مقام ❊ خضر بر کف از بہر نوشندہ جام
ز خطش خطا پیشگان رستگار ❊ ز سطرش و ما یسطرون آشکار
کسی را بایان کہ باشد خلل ❊ شود از سماعش ملول و کسل

صحت نامہ کتاب مستطاب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	ذکر	٠
//	۹	مدت	مدت کے
۶	+	+	+
//	۶	آدم	آیدم
۷	۱۲	نامی اد	نامی و
۸	۴	تفاد	تضاد
//	۵	معنثہ	معینتہ
//	۶	الجمیعۃ	ا لجمیعۃ
۹	۲	مصنف مصنف	مصنف و مصنف
//	۴	خترہ	فقرہ
۱۲	۸	اعلیہم	احبہم
۱۳	۴	نحاتت	نحانت
۲۰	۱۲	کلیہ	کلیتہ
۲۲	۳	عشیرۃ	عشیرتہ
۲۴	۸	یقول	بقول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱	فہدا	فہذا
۲۷	۱۱	دوسرے	دوسرے کی
۳۰	۱۴	قبلہم	قبلھم
//	۱۵	تقتل	بقتل
۳۱	۲۱	متادب	غیر متادب
۳۲	۲۱	کی استخراج	کا استخراج
۳۵	۱۰	مال	حال
//	۱۸	ستنا کر یا	سنند کرہا
۳۹	۱۳	فیر ضعتہ	فیر صعتہ
۴۰	۱۰	زبدتہ	زبدیتہ
//	۱۱	احنادہ	اجنادہ
//	۱۵	یطال	لطال
۴۲	۱۸	تذکر	نذکر
۴۳	۷	بالفعلوابہ	مالیفعلونہ
//	۲۰	بعرضہم	یعرضہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	ہلاہی	ملاہی
″	۶	ارائکن	ارائکین
۴۶	۲۱	یفعلہ	بفعلہ
۴۷	۶	باامارد	یاامارد
۵۱	۴	بعملہ	بعلمہ
″	۶	بغبتہ	بغیتہ
″	۲۰	التجار	النجار
۵۳	۱۱	تعتبربہا	تعتبر بہا
۵۵	۱۲	میں ماہر	کے ماہر
۵۶	۲	الخیبر	الخبیر
″	۴	ماموز	ماثور
۶۴	۱۲	مسندا	سندًا
۷۴	۱۰	بہی	بھی
۸۰	۶	وغیرو	وغیرہ
۸۴	۵	واد	وادی
۸۵	۲۱	التواصی	النواصی
۸۶	۳	المخدوعم	المخدور
۸۹	۶	یکفرہ	بکفرہ
۹۳	۲	ولایعرف	ولایعرف من
۹۷	۱۴	الاول	الاولی
۹۸	۱۹	ہوا	ہو
۱۰۱	۶	زشتہ	زمشہ
۱۰۱	۷	یہدیہم	بہدیہم
″	۸	قرار	فرار
″	۹	امر	ہرامر
۱۰۸	۲۱	حجم	جحم
۱۱۱	۶	اوسیقدر	اوسی کس قدر
۱۱۶	۲۰	ایسر	یسرہ
۱۲۶	۱۱	تغذہا	تعذہا
″	۲۱	الامام	للامام
۱۲۸	۵	الی	ابی
″	۱۲	رحمتہ	رحمہ
۱۲۹	۵	الضیح	الصنیع
″	۱۱	ملیثا	ملبثا
۱۳۴	۱	ممنن	ممن
″	۳	الریبنی	الزبیدی
۱۳۵	۱۰	کیاہی	کہاہی
۱۳۶	۵	رابعا	خامسا
۱۴۴	۱۲	علیا	علیہا
″	۱۳	ماموز	باموز
۱۴۷	۱۳	یعول	یقول
۱۵۷	۸	بجہر	یجہر
″	۱۶	المنختار	المختار
۱۵۸	۹	ابی شم	ابن ہشیم